ماہنامہ
لاہور
نعت
بیعتِ عقَبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باقاعدہ اشاعت کا چودھواں سال

ماہنامہ **نعت** لاہور

جلد 14 | اپریل 2001 | شمارہ 4

بیعتِ عقبہ

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹر:
★ شہناز کوثر ★ اظہر محمود

مینیجر: راجا اختر محمود

مشیرِ خصوصی:
ایڈووکیٹ
چودھری رفیق احمد باجواہ

قیمت:
15 روپے (عام شمارہ)
60 روپے (خصوصی شمارہ)
200 روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: 100 ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز' لاہور

کمپیوٹر کمپوزنگ: مدنی گرافکس فون: 230001

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید بک بائنڈنگ ہاؤس' 38۔ اردو بازار لاہور

پبلشر:
راجا رشید محمود
صدر
ایوانِ نعت
رجسٹرڈ

اظہر منزل' چوک گلی نمبر 5/10' نیو شالامار کالونی ملتان روڈ' لاہور (پاکستان)

فون: 7463684 پوسٹ کوڈ: 54500

راجا غلام محمدؒ (صدر ادارہ ابطالِ باطل) کی یاد میں جاری جریدہ

بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کرنے والی

دونوں جلیلُ القدر صحابیاتؓ

کے نام

آیندہ شمارے

مئی 2001	نعت
جون 2001	ظفر علی خاں کی نعت
جولائی 2001	ساڈے آقا سائیں (ﷺ)
اگست 2001	سلامِ ارادت

بیعتِ عقبہ

شہناز کوثر

فہرست

بیعتِ عَقبہ اور انصارِ کرام رضی

حضورِ اکرم ﷺ نے مکہ والوں کو مسلسل تیرہ برس تک دعوت دی کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور ان کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرلیں، بتوں کی پرستش چھوڑ دیں، برائیوں سے اجتناب کریں، رذائل کو تج کر فضائل و حسنات کی راہ اختیار کرلیں لیکن ان میں سے بیشتر نہ مانے۔ بعض نے دیر سے اسلام قبول کیا، اور زیادہ تر نے تو اسلام کے سورج کو فتحِ مکہ کے نصف النہار پر چمکتا پا کر سیدھی راہ اختیار کی۔ حالانکہ یہ وہ معاشرہ تھا جہاں حضورِ اکرم ﷺ کا بچپن، لڑکپن، اوائلِ شباب اور شباب کے ایام گزرے تھے۔ وہ سب جانتے تھے کہ اس ہستی کے کردار میں کوئی خامی نہیں، یہ خاندانی طور پر بھی بڑے ہیں، معاشی طور پر بھی مضبوط ہیں۔ معاشرتی لحاظ سے بھی عزت و تکریم کے حامل ہیں۔ پھر اہلِ مکہ میں سے بہت سے لوگ حضور ﷺ کے عزیز اور رشتہ دار بھی تھے لیکن نسبتاً کم لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ مخالفین میں سے کئی حضور ﷺ کو بھی اور اسلام کی سلامتی والی راہ پر چلنے والے عام مسلمانوں کو بھی تکلیفیں دینے میں لگے رہے، بائیکاٹ تک کا انتہائی اقدام کر گزرے۔

کعبۃ اللہ کے متولی خاندان کے ایک بے داغ چشم و چراغ کی شہرت تو ویسے بھی دور دور تک پھیلی ہوگی۔ اور تجارتی سرگرمیوں کی وجہ سے بھی آس پاس بلکہ دور دراز تک کے متمول تاجر حضور ﷺ سے واقف ہوں گے۔ مگر طائف میں آپ ﷺ سے جو سلوک روا رکھا گیا اور جس انداز میں حق کی دعوت کو ٹھکرانے کا جرم کیا گیا، اس سے ان لوگوں کے فوری طور پر قبولِ حق کی حس کے بارے میں منفی خیالات ابھرتے ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ ذوالمجاز اور دوسری تجارتی منڈیوں میں جاتے تھے تو وہاں بھی

کفارِ مکہ آپ ﷺ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ کوئی شخص حق کو نہ پائے۔

ایسے میں یثرب (جو حضور ﷺ کے قدم مبارک کی برکت سے مدینۃ النبی ﷺ بنا) کے لوگوں کا کردار لائقِ صد تحسین ہے۔ حضور ﷺ نے حج کے لیے آئے ہوئے چھ یثربیوں کو (سن ۱۱ نبوی میں) اسلام کی دعوت دی۔ سب ایمان لے آئے۔ واپس گئے تو سال بھر دوسرے یثربی بھائیوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ اگلے سال سات نئے یثربیوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت کی (ظاہر ہے کہ سب ایمان لانے والے تو حج پر نہیں آسکے ہوں گے)۔ انھوں نے گزارش کی کہ کسی ایسی ہستی کو تبلیغ پر مامور کر کے یثرب بھیجا جائے جو بطریقِ احسن یہ خدمت انجام دے سکتی ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے اگلے سال پچھتر افراد بیعت کے لیے آئے۔

بیعت لی گئی، بیعت کے اثراتِ مابعد اور کفار و یہود کی طرف سے ممکنہ مخالفانہ اقدامات کا بھی ذکر آگیا لیکن کسی ایک یثربی نے پیٹھ نہ دکھائی۔ پورے دعوے کے ساتھ بیعت کی گئی، اہلِ یثرب مسلمانوں نے پورے زور سے حضورِ اکرم ﷺ کو وہاں تشریف لا کر بس جانے کی درخواست کی اور ہر طرح کی جانثاری کے لیے بہ دل آمادگی کا اعلان کیا۔

حضرت مُصعب بن عُمیرؓ اور حضرت اسعد بن زُرارہؓ کی تبلیغ کا یہ اثر کتنی جلدی ظاہر ہوا کہ ۷۵ آدمی تو بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں شامل ہی ہوگئے۔ عام طور پر کُتبِ سیرت میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ پہلے سال کی تبلیغ میں سات اور دوسرے سال کی تبلیغ کے نتیجے میں یثربی مسلمانوں کی تعداد ۷۵ تک ہی پہنچی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ بیعتِ عَقبہ میں شامل ہونے والوں کے علاوہ بھی بہت سے یثربی ایمان لا چکے تھے جو حج کے لیے نہ آسکے۔ ایسے مومنین کا ذکر ہم الگ باب میں کر رہے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ خاکِ مدینہ اپنی خصوصیات میں منفرد ہے۔ وہاں کی آب و ہوا میں محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ وہاں اپنائیتیں گہرا اثر و نفوذ دکھاتی ہیں۔ جس مقدس مقام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما رکھا تھا کہ اس کے محبوبِ پاک ﷺ وہاں مستقل قیام فرمائیں گے، قیامت تک کے لیے، اس کو پہلے سے قبولِ حق کی صلاحیت، محبت، اپنائیت، مہمان داری اور دوسری خوبیوں کا وافر حصہ ودیعت فرما دیا تھا۔

"پہلے مسلمان" نے اپنے ایمان کا اعلان بھی اسی سرزمین پر کیا تھا۔ شاہِ یمن تُبعِ اول حُمیری نے یثرب پر چڑھائی کی۔ لڑائی ہوئی، ہوتی رہی۔ مگر اہلِ یثرب کا رویّہ عجیب تھا کہ سارا دن تو جنگ میں مصروف رہتے تھے، جان توڑ کر لڑتے تھے اور شام کو تُبع کے لشکر کے لیے کھانا لے آتے تھے۔ تُبع نے اعلان کیا کہ وہ ایسے لوگوں سے جنگ نہیں چاہتا جو نہ تو لڑائی میں کمزوری دکھاتے ہوں، نہ مہمان داری میں۔

صلح کی بات چیت میں یثربی وفد کے ایک رکن نے جو پہلی کُتُبِ سماویہ کا عالم تھا، تُبع کو بتایا کہ اس سرزمین پر سوائے نبیٔ آخرُ الزمان (ﷺ) کے کسی کی حکومت ہو ہی نہیں سکتی، اس لیے بادشاہ نے جنگ بند کر کے عقل مندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تُبع نے اِس موقع پر کچھ نعتیہ اشعار کہے، اپنے ہمراہی عالموں کو یثرب میں بسایا اور ایک خط نبیٔ آخرُ الزمان ﷺ کے لیے لکھ کر بڑے عالم کے سپرد کیا کہ نسلیں بھی گزر جائیں تو یہ خط حضور ﷺ تک پہنچنا چاہیے۔ تُبع نے اِس خط میں اپنے آپ کو حضور ﷺ کا پہلا امتی کہا اور قیامت کے دن بھول نہ جانے کی گزارش کی۔ یہ خط قریباً ایک ہزار سال کے بعد، اُس بڑے عالمِ دین کے ایک فرزند حضرت ابوایّوب انصاریؓ کی وساطت سے حضور ﷺ تک پہنچا۔

مدینۂ منورہ محبّت کی سرزمین ہے۔ یہاں اس ہستی کو آ کر بسنا تھا جو محبت کا دین لے کر آئی۔ حضور ﷺ کی شخصیت سراپا محبت تھی۔ اپنوں کے لیے بھی، غیروں کے لیے بھی،

بلکہ دشمنوں کے لیے بھی۔ جس مقام سے حضور ﷺ نے دنیا کے لیے محبت کی جوت جگائی تھی، جہاں سے محبت کو دنیا میں پھیلانے کا آغاز ہونا تھا، اسلامی ریاست کی بنیاد پڑنی تھی، وہاں پیدا ہونے، وہاں کی آب و ہوا میں سانس لینے والے، وہاں بس جانے والے، غرض کسی طرح بھی اس خاکِ پاک سے نسبت کو مضبوط کرنے والے اہلِ محبت ہی ہو سکتے تھے، اہلِ محبت ہی ہو سکتے ہیں۔

اہلِ یثرب کو محبت کے منبع و مصدر کی زیارت ہوئی، انھوں نے حضور ﷺ کی گفتگو سنی، تو ان کی خود سپردگی کی کیفیتیں دنیا نے دیکھیں۔ پہلی بار چھے کے چھے یثربی ایمان لے آئے۔ پھر سرزمینِ محبت میں سراپا محبت ہستی (ﷺ) کا چرچا ہوا۔ گھر گھر ایمان کی شمعیں روشن ہو گئیں۔ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں حضور ﷺ نے انھیں جنت ملنے کی بشارت دی، اور بس۔ کوئی دُنیوی لالچ نہیں، کسی معاشرتی کج کُلہی کی بات نہیں، کسی معاشی بہتری کے آثار نہیں۔ صرف جنت کا وعدہ کیا گیا جو کسی نے نہیں دیکھی۔ دیکھ لیجیے! یثرب کے ان خوش بخت لوگوں نے دل کی گہرائیوں سے حضور ﷺ کی عظمت کو تسلیم کیا، آپ ﷺ کی ہر بات کو سچ مانا، آپ ﷺ کے لیے ہر قربانی کا اعلان کیا۔ اور، بعد میں دنیا نے دیکھا کہ انھوں نے کتنے سچے وعدے کیے تھے، وہ اپنی محبت میں کتنے پختہ تھے۔

زیرِ نظر تالیف کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مدنی صحابہ (انصارِ کرامؓ) کا ذکرِ خیر ہے۔ صرف حضرت عبّاس بن عبد المطلبؓ کا ذکر بیعتِ عَقَبہ میں آتا ہے، جنھوں نے بیعت کرنے والے جلیل القدر صحابہؓ کو اس ارادے کی عظمت، افادیت اور اہمیت سے آگاہ کیا تھا جو انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت کے سلسلے میں ظاہر کیا تھا۔ اس پر جو کچھ انصار نے کہا اور جس طرح اپنے کہے کو نبھایا، وہ تاریخ کے سنہری اوراق ہیں۔

اہلِ یثرب بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کے دن سے حضور ﷺ کی اپنے ہاں آمد کے منتظر

رہنے لگے۔ جب ہجرت کا سفر شروع ہوا تو جس وارفتگی کے عالم میں انھوں نے انتظار کیا‘ جس جذبے کے ساتھ خیر مقدم کیا‘ جس طرح بنو نجار کی معصوم بچیوں نے ترانے گائے‘ جس عقیدت کے ساتھ ہر آدمی حضور ﷺ کو اپنا مہمان بنانے پر آمادہ تھا‘ جس طرح مواخاتِ مدینہ ہوئی‘ اس مواخات کو عملی شکل دینے میں انصار نے مہاجر بھائیوں کے لیے جو جو قربانیاں دیں۔۔۔ ان کی مثال دُنیا کا کوئی خطہ‘ کوئی ملک‘ کوئی سرزمین‘ کوئی علاقہ پیش نہیں کر سکتا۔

مدینہ طیبہ کی تو خشک لکڑیاں بھی محبتِ رسول ﷺ کا عجیب و غریب مظاہرہ کرتے ہوئے‘ رو پڑتی تھیں‘ واویلا کرنے لگی تھیں۔ یہاں کے تو پہاڑ حضور ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے ان کی محبت کی پذیرائی اس طرح فرمائی کہ جبلِ اُحد سے اپنی مُحبت کا اعلان فرمایا‘ اور اسے جنت کا پہاڑ بنا دیا۔

جنگِ حُنین کے نتیجے میں انصارِ کرامؓ کی محبتیں مزید واضح ہو کر سامنے آئیں۔ مالِ غنیمت بہت تھا‘ حضور ﷺ نے سارا مال اہلِ مکہ میں بانٹ دیا‘ انصار کو محروم رکھا۔ محرومی کی اس کیفیت نے ان کے خیال کو یہ جہت دی کہ کہیں حضور ﷺ ہمیں چھوڑ کر مکہ مکرمہ واپس نہ چلے جائیں۔ نوجوانانِ مدینہ کی محرومی کا احساس آقا حضور ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے انھیں جمع کر کے فرمایا: کیا یہ سچ نہیں کہ تم گمراہ تھے اور خدا نے میرے ذریعے تمھیں ہدایت دی۔ تم منتشر تھے‘ خدا نے میرے ذریعے تم میں اتفاق پیدا کیا۔ تم مفلس تھے‘ خدا نے میرے ذریعے تمھیں دولت مند بنا دیا۔

ہر ارشاد پر انصار نے کہا‘ بے شک خدا (جلّ جلالہ) اور رسولِ خدا (ﷺ) نے ہم پر یہ احسان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا‘ اے انصار۔ تم اس کے جواب میں یہ کیوں نہیں کہتے کہ اے محمد (ﷺ) جب سب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی۔ جب

آپ کو گھر اور وطن سے نکال دیا گیا تو ہم نے آپ کو پناہ دی اور جب آپ لوگوں کے پاس کچھ نہ تھا‘ ہم نے دستِ تعاون بڑھایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا‘ اے انصار تم یہ کہتے جاؤ‘ میں ساتھ ساتھ کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو۔

آخر میں حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے انصار کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ دوسرے لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد (ﷺ) کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو۔ یہ سن کر انصار کی مسرتوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ انھوں نے بیک زبان ہو کر کہا ”ہمیں صرف محمد (ﷺ) کافی ہیں“۔

جب اسلام کی پہلی جنگ کا موقع آیا تھا تو غزوہ بدر کی تیاری کے موقع پر حضرت سعد بن معاذؓ نے جو تقریر کی تھی‘ اس میں بھی محبتِ رسول ﷺ کے جذبے اپنی انتہاؤں پر تھے۔ انھوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کے حکم کی تعمیل میں سمندروں سے ٹکرا جائیں گے۔ ۔۔ اور انصار کرامؓ نے کسی مقام پر محبت کے عملی اظہار میں کبھی کمزوری نہیں دکھائی۔

آج بھی مدینہ طیبہ جائیں تو وہاں کی آب و ہوا خوش آمدید کہتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ وہاں چاہتوں اور اپنائیتوں کی عملداری نظر آتی ہے۔ وہاں کی خاکِ پاک‘ وہاں کا ماحول‘ وہاں کے لوگ۔۔۔ سب کچھ آپ کو اپنا اپنا سا لگے گا۔ وہاں کی مہمان نوازی کی روایت تُبّع اول سے کہیں پہلی کی ہے لیکن بیعتِ عَقَبہ کرنے والے اور حضورِ اکرم ﷺ اور مہاجر صحابہؓ کو دل و نگاہ میں جگہ دینے والے انصارؓ کی روحیں آپ کی میزبانی کرتی نظر آئیں گی۔ میں اپنے ابا جان راجا رشید محمود اور بھائی اظہر محمود کے ساتھ ۱۹۹۶ میں وہاں گئی تو یہ کیفیتیں اپنی روح و جان میں سمیٹ لائی۔ میری تیرھویں کتاب ”بیعتِ عَقَبہ“ کے اختتام نے انصارِ کرامؓ کا ذکر کرنے پر مجھے اکسایا ہے تو یہ تحریر وجود میں آئی ہے۔ سرخیلِ انصارِ اسلام حضورِ اکرم ﷺ اسے پسند فرمالیں تو زہے نصیب۔

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْاَنْصَار

《ضروری وضاحت》 بیعتِ عَقَبہ کے چھوٹے چھوٹے پہلو بہت ہیں اور قریباً ہر پہلو پر سیرت نگاروں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ کسی لکھنے والے نے کسی ایک کتاب کو سامنے رکھا ہے' کسی دوسرے کے سامنے کوئی دوسری کتاب رہی ہے۔ جہاں کہیں ایک سے زیادہ ماخذ کو سامنے رکھا گیا ہے' وہاں بھی عموماً یہ صورتِ حال دکھائی دیتی ہے کہ مختلف روایتیں سامنے لائی گئی ہیں' اور قاری کو کسی حتمی نتیجے تک پہنچنے کے بجائے کنفیوژن کے حوالے کرنا بہتر سمجھا گیا ہے۔

ہم نے سیرت النبی ﷺ کے اس واقعے کے تمام چھوٹے بڑے پہلوؤں پر الگ الگ بات کی ہے اور سیرت نگار حضرات کے اختلافات بیان کر کے کسی حتمی نتیجے میں پہنچنے کے لیے قاری کی مدد کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس طرح ایک ہی کتاب کا بار بار ذکر ناگزیر تھا جس سے زیرِ نظر کتاب کی ضخامت میں بہت اضافہ ہو جاتا۔ اس لیے ہم نے اس باب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جتنی کتابوں کا حوالہ آیا ہے' ان میں سے ہر کتاب کو ایک نمبر دے دیا ہے۔ اس طرح حواشی کے تحت ایک کتاب کا ذکر ایک ہی بار ہوا ہے۔ اور متن میں جہاں جہاں اس کتاب کا حوالہ ہے' وہاں وہی ایک نمبر بار بار لکھ دیا گیا ہے۔

یہ صورت اس لیے ممکن ہوئی ہے کہ ان کتابوں میں کسی ایک عنوان کے بارے میں معلومات ایک آدھ صفحے سے زیادہ جگہ نہیں گھیرتیں اور قاری کو کتاب کے اصل متن تک پہنچنے کے لیے

ورق گردانی کی ضرورت نہیں ہوگی (ش۔ک۔)

پہلے یثربی مسلمان

یثرب میں اشاعتِ اسلام کے حوالے سے اگرچہ اکا دُکا صحابہؓ کا ذکر پہلے بھی ہوتا ہے لیکن اس کا باقاعدہ آغاز ''بیعتِ عَقَبہ'' سے کیا جاتا ہے۔ کُتُبِ سیرت میں اس عنوان تلے' سب سے پہلے ان چھ خوش نصیب یثربیوں کا تذکرہ آتا ہے' جنھوں نے سن ۱۱ نبوی میں ''عَقَبہ'' کے مقام پر اسلام قبول کیا۔ اگلے سال (اعلانِ نبوت کے بارھویں برس) اسی مقام پر یثرب سے بارہ افراد آئے اور مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ ان میں پانچ تو وہی تھے جو پہلے سال ایمان لائے تھے' سات نئے تھے۔ آئندہ برس (۱۳ نبوی) میں ستّر سے زیادہ حضرات اور دو خواتین نے ایمان کی آنکھوں سے آقا حضور ﷺ کی زیارت کی۔

سیرت النبی ﷺ کی زیادہ تر کتابوں میں پہلے چھ آدمیوں کے اسلام لانے والے کا واقعہ عام طور سے ''بیعتِ عَقَبہ'' ہی کے عنوان تلے ہوتا ہے مگر اسے ''بیعتِ عقبہ'' تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بارہ آدمیوں والے واقعہ کو ''بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ'' اور آخری بیعت کو ''بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ'' یا ''بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ'' قرار دیا جاتا ہے۔

محمد بن جریر طبری (۱)۔ عبدالرحمان ابنِ جوزی (۲)۔ محمد ابنِ سعد بصری (۴۴)۔ ابنِ ہشام (۳۸)۔ مُلّا معین واعظ کاشفی (۳)۔ محمد حسین ہیکل (۶)۔ ابراہیم میر سیالکوٹی (۴۰)۔ محمد ادریس کاندھلوی (۱۰)۔ قاضی سلمان منصور پوری (۱۱)۔ شبلی نعمانی (۲۳)۔ شیخ محمد رضا مصری (۵)۔ مُلّا باقر مجلسی (۴۷)۔ جعفر سبحانی (۴۸)۔ محمد احسان الحق سلیمانی (۴۳)۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (۳۲)۔ ابوالکلام آزاد (۱۳)۔ عبدالعزیز عُرفی (۴۶)۔ صفی الرحمان مبارکپوری (۱۴)۔ وغیرہ یہی کہتے ہیں۔

البتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۴)۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲)۔ عبدالرؤف

داناپوری (۹)۔ مخدوم محمد ہاشم سندھی (۴۲) ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۵)۔ پروفیسر غلام ربانی عزیز (۱۶)۔ میاں امیر الدین (۱۱)۔ سن ۱۱، ۱۲، ۱۳ نبوی کے ان تینوں واقعات کو جو "عقبہ" میں ہوئے، بیعتِ عقبۂ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ یا کبریٰ لکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک چھے یثربیوں کے ایمان لانے کا واقعہ "بیعتِ عقبۂ اولیٰ" ٹھہرتا ہے۔

تین "بیعتِ عقبہ" تسلیم کرنے والوں کا نقطۂ نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یثربیوں کے قبولِ اسلام کے تینوں واقعات "عقبہ" کے مقام پر ہوئے۔ پہلے چھے خوش بختوں کے ایمان لانے کی اہمیت سب سے زیادہ ہے کہ اسی سے بات آگے بڑھی اور آئندہ دو برسوں میں یہاں تک پہنچ گئی کہ یثرب کو "مدینۃ النبی ﷺ" بنا دیا گیا۔ خود میں نے "حضور ﷺ کی مکّی زندگی کے مسلمان" میں اسی نقطۂ نظر سے تین بیعتوں کا ذکر کیا ہے۔ (۴۹)

دو یا تین "بیعتِ عقبہ" کا تذکرہ یوں گنجلک نظر آتا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے پہلے اور دوسرے سال کے واقعے کو اولیٰ یا ثانیہ کہے بغیر، بیعتِ کبریٰ کو "تیسری بیعتِ عقبہ" قرار دیا ہے (۱)۔ اسی طرح شبلی نعمانی اگرچہ وہ واحد آدمی ہیں جنھوں نے دو بیعتِ عقبہ ثابت کرنے کے حق میں دلائل بھی دئے ہیں، مگر حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ کے ذکر میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ "تینوں عقبات" میں شریک رہے (۲۳)۔

شبلی نعمانی نے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْاَنْصَار کے چھے اشخاص کا ذکر کرتے ہوئے، حاشیے میں لکھا ہے۔ "مدینہ منورہ کے یہ حضرات جو پہلے پہل اسلام لائے، بعض مصنفینِ سیرت نے ان کے اس قبولِ اسلام کے واقعہ کا تذکرہ "بیعتِ عقبۂ اولیٰ" کے عنوان سے کیا ہے۔ یہ عنوان کتبِ سیرت کے ناظرین کے لیے اس وقت پریشانی کا موجب بن جاتا ہے، جب وہ دوسری کتابوں (مثلاً مستدرک حاکم، ج دوم، ابنِ کثیر علیٰ حاشیہ فتح البیان، ج نہم) میں دیکھتے ہیں کہ بیعتِ عقبۂ اولیٰ میں بارہ آدمی تھے۔ اسی اختلافِ روایت کے سبب

سے بعض مصنفینِ سیرت بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں بارہ آدمی اور بعض ۳۵ بتلاتے ہیں۔ حالانکہ اصل صورت یہ ہے کہ چھے یا آٹھ آدمی جو شروع شروع میں اسلام لائے، ان کے واقعہ قبولِ اسلام کا عنوان "بیعتِ عقبۂ اولیٰ" نہیں بلکہ "ابتدائے اسلامِ انصار" ہونا چاہیے۔ اور دوسرے سال جب کہ گیارہ بارہ آدمی حاضرِ خدمت ہوئے، یہ بیعتِ عقبۂ اولیٰ ہے (سیرتِ طیبہ) حضرت عُبادہ بن صامتؓ نے بصراحت فرمایا ہے کنا احد عشر فی العقبہ الاولی من العام المقبل (مستدرک حاکم جلد دوم) اس روایت میں حضرت عبادہ "العام المقبل" میں بیعتِ عقبۂ اولیٰ کا ہونا فرماتے ہیں۔ اس میں گیارہ آدمیوں کے ہونے کی صراحت فرماتے ہیں۔ اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اس سے پہلے جو لوگ آ کر اسلام قبول کر چکے تھے، ان کا تعلق عقبۂ اولیٰ سے نہیں ہے۔ جن لوگوں نے انصار کے ابتدائے اسلام کے واقعہ کا نام "بیعتِ عقبۂ اولیٰ" رکھا ہے، وہ تین عقبہ کا عنوان دیتے ہیں۔ یعنی ایک یہ بیعتِ عقبہ اولیٰ، دوسری وہ بیعتِ عقبہ جس میں گیارہ بارہ آدمی اسلام لائے اور تیسری وہ بیعتِ عقبہ جس میں تہتّر افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور یہ تینوں واقعے ایک ایک سال کے فصل سے حج کے موسم میں پیش آئے۔ جن لوگوں نے انصار کے ابتدائے اسلام کے واقعہ کو صرف ابتدائے اسلامِ انصار کے عنوان سے ذکر کیا ہے، انھوں نے گیارہ آدمیوں والی بیعت کو بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور تہتّر آدمیوں والی بیعت کو بیعتِ عقبۂ ثانیہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ خمیس جلد اول و زرقانی علی المواہب، ج اول)"۔ (۲۳)

شبلی نعمانی کی کتاب چھپی تو بہت سے مصنفین نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی کئی باتوں پر گرفت کی، لیکن بیشتر مقامات ان کی نگاہوں سے اوجھل بھی رہے۔ مثلاً اوپر درج شدہ اقتباس میں ہے کہ "یہ تینوں واقعے ایک ایک سال کے فصل سے حج کے موسم میں پیش آئے" جبکہ ۲۱ [illegible] پہلے صفحے پر "انصار کے اسلام کی ابتدا" کے عنوان سے شبلی نے

یہ واقعہ ''رجب سن ۱۰ نبوی'' میں بیان کیا ہے۔ اور رجب اور ذوالحجہ میں چار پانچ ماہ کا فرق ہوتا ہے۔ پھر انھوں نے یہ واقعہ دس نبوی میں بیان کیا ہے حالانکہ یہ ۱۱ نبوی کا واقعہ ہے۔ دوسرا سن ۱۲' اور تیسرا سن ۱۳ نبوی کا ہے مگر شبلی نے دوسرے کو گیارہ اور تیسرے کو بارہ نبوی میں نبیڑ دیا ہے۔ ہم آئندہ اسے الگ عنوان سے بیان کریں گے اور بتائیں گے کہ شبلی کی ''نقل'' میں اور کون کون سے لوگ سوچ سمجھ سے عاری ہو کر سن ۱۰' ۱۱' ۱۲ نبوی لکھتے رہے۔ فی الحال شبلی کا محولہ بالا اقتباس ہمارے پیشِ نظر ہے، جس میں انھوں نے یہ تو لکھا ہے کہ اس پہلے واقعے کا عنوان ''ابتدائے اسلامِ انصار'' ہونا چاہیے لیکن ان کے اس نظریے کا انحصار صرف مستدرک حاکم میں حضرت عُبادہ بن صامت کی روایت پر ہے حالانکہ اس روایت میں تو گیارہ آدمیوں کا ذکر ہے جسے خود شبلی نہیں مانتے۔ اگلے صفحے پر انھوں نے لکھا ہے کہ ''دوسرے سال بارہ شخص مدینہ منورہ سے آئے''۔ پھر مستدرک میں تو پہلا واقعہ رجب کا بیان ہوا ہے کہ چھے آدمی عُمرے کے لیے آئے تھے (۲۵)۔ جو کسی طرح درست ثابت نہیں ہوتا۔ ہم متعلقہ عنوان کے تحت ثابت کریں گے کہ عمرے کے لیے آئے ہوئے اشخاص مکہ مکرمہ سے ''تین میل'' کے فاصلے پر' رات کے وقت' عقبہ میں سر منڈوانے اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

بڑے نامور سیرت نگار حضرات (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا) دو بیعتِ عقبہ کے قائل ہیں لیکن ان میں سے کسی نے اس کی توجیہ بیان نہیں کی۔ ابراہیم میر سیالکوٹی نے موضوع پر خاصی بحث کی ہے مگر انھوں نے بھی اس پہلو کو قابلِ توجہ نہیں سمجھا۔ صرف شبلی نعمانی نے حاشیے میں وضاحتی نوٹ لکھا ہے جو اوپر درج کیا جا چکا' اور اس کے بارے میں ضروری گزارشات بھی بیان کی جا چکی ہیں۔

ہم نے اس سلسلے میں جتنا غور و فکر کیا ہے' اس کے نتیجے میں سن ۱۱ نبوی کے واقعے

کو بیعتِ عقبہ کو شامل نہ کرنے کی ایک بہت واضح وجہ سامنے آئی ہے جو اس سے پہلے کسی سیرت نگار نے بیان نہیں کی۔ یہ درست ہے کہ اوّلیّت کا سہرا انھی چھے خزرجیوں کے سر ہے لیکن جن نامور سیرت نگاروں نے اس پہلے واقعے کو ''بیعتِ عقبہ'' میں شامل نہیں کیا' اس کی وجہ بہت سادہ ہے کہ یہ چھے خوش بخت ایمان تو لائے' مگر حضور ﷺ نے ان سے کسی معاملے پر عہد نہیں لیا۔ اور بیعت کسی مقصد کے لیے لی جاتی ہے جیسا کہ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ (۱۲ نبوی) اور بیعتِ عقبۂ کُبریٰ (۱۳ نبوی) میں سب حضرات/ خواتین و حضرات سے بعض باتوں پر بیعت لی گئی۔ (اس عہد کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا)۔

یہ سادہ سی حقیقت کسی سیرت نگار نے بیان نہیں کی۔ شبلی نعمانی دور کی کوڑی لائے ہیں لیکن اصلیت تک رسائی ان کی بھی نہیں ہوئی۔ اس خیال کے تحت ہم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ پہلے پہل سن ۱۱ ہجری میں چھے خزرجی یثربیوں کا ایمان لانا تو برحق ہے لیکن ان سے بیعت لی ہی نہیں گئی۔ اس لیے اس واقعے کو بیعت سے منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اور فی الواقع ''بیعتِ عَقَبہ'' دو ہی ٹھہرتی ہیں۔

''عَقَبہ'' کا محلِ وقوع

سید امیر علی اسے پہاڑی کہہ کر گزر جاتے ہیں (۷)۔ شیخ محمد رضا مصری اسے ''غصبہ'' کا مقام کہتے ہیں جسے جمرہ کی نسبت کی بنا پر جمرۂ عقبہ کہا جاتا ہے اور مکہ سے مِنیٰ کو جانے والے راستے کی دائیں جانب واقع ہے (۲)۔ ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ سباعی بھی اس جگہ کو 'جمرۂ عقبہ کے پاس'' قرار دیتے ہیں (۱۷)۔ میاں امیر الدین اسے ''مِنیٰ میں'' کہتے ہیں (۱۸)۔ محمد کلیم ارائیں کے خیال میں عقبہ جبلِ حرا اور مِنیٰ کے درمیان واقع ہے (۱۹)۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کہتے ہیں عقبہ گھاٹی کو کہتے ہیں۔ یہاں جس گھاٹی کا ذکر ہے' وہ مِنیٰ کے علاقے میں مکے کے راستے پر واقع ہے (۱۲) ظفر حسن امروہوی لکھتے ہیں کہ عقبہ مکہ کے

قریب جانبِ شمال تھا (۲۰) عبدالرؤف داناپوری صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ ''چھے یا آٹھ اشخاص، مِنٰی کے عقبہ میں جمع ہوئے (۹)۔

شاہ مصباح الدین شکیل ''جبلِ نور اور مِنٰی کے درمیان مکہ سے کوئی تین میل پر عقبہ کی گھاٹی'' کہتے ہیں (۲۱) ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔ ''عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ یہ مِنٰی کے پہاڑوں کے اس کنارے پر جس کا رخ مکہ مکرمہ کی طرف ہے، ایک پہاڑی جز میں ذرا آڑ رکھنے والی جگہ تھی جس کا (؟) جائے وقوع جمرۃ الکُبریٰ کے پاس ہی تھا۔ غالباً اسی وجہ سے جمرۃ الکُبریٰ کو جمرۃ العقبہ بھی کہتے ہیں۔ عقبہ کی یادگار کے طور پر اس کی جگہ پر بعد میں ایک مسجد بھی تعمیر کردی گئی تھی'' (۲۲)۔

ابنِ کثیر نے لکھا۔ ''عَقَبَہ (ع، ق، ب تینوں کو زبر) پہاڑ کی تنگ گھاٹی کو کہتے ہیں مکہ سے مِنٰی جاتے ہوئے مِنٰی کے مغربی کنارے پر ایک تنگ پہاڑی راستے سے گزرنا پڑتا تھا۔ یہی گزرگاہ عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جس ایک جمرہ کو کنکری ماری جاتی ہے، وہ اسی گزرگاہ کے سرے پر واقع ہے۔ اس لیے اسے جمرۂ عُقبہ کہتے ہیں۔ اس جمرہ کا دوسرا نام جمرۂ کُبریٰ بھی ہے۔ باقی دو جمرے اس کے مشرق میں تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ چونکہ مِنٰی کا پورا میدان جہاں حُجّاج قیام کرتے ہیں، ان تینوں جمرات کے مشرق میں ہے، اس لیے ساری چہل پہل ادھر ہی رہتی تھی اور کنکریاں مارنے کے بعد اس طرف لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا تھا، اس لیے نبی ﷺ نے بیعت لینے کے لیے اس گھاٹی کو منتخب کیا اور اسی مناسبت سے اس کو ''بیعتِ عَقَبہ'' کہتے ہیں۔ اب پہاڑ کاٹ کر یہاں کشادہ سڑکیں نکال لی گئی ہیں (۲۴)۔

یہی الفاظ من و عن صفی الرحمان مبارکپوری کی کتاب ''الرحیق المختوم'' کے حاشیے میں بھی، کسی حوالے کے بغیر درج ہیں (۱۴) شبلی نعمانی کہتے ہیں ''جہاں اب مسجد العقبہ ہے

'' (۲۳)۔

حقیقت حال یہ ہے کہ وہ مقام جہاں پہلے خزرجی یثربی ایمان لائے اور بعد میں دوبار وہاں بارہ اور پچھتر افراد سے بیعت لی گئی مکہ مکرمہ سے مِنٰی کو جاتے ہوئے آج کل سڑک کے بائیں طرف واقع گھاٹی ہے۔ یہ مِنٰی میں نہیں ہے۔ اس کے جبلِ حرا اور مِنٰی کے درمیان واقع ہونے کی بات بھی دور از قیاس ہے۔ یہ کچھ آڑ رکھنے والی جگہ ہے، جمرۃ الکُبریٰ کے قریب ہے۔ وہاں اب کوئی مسجد العقبہ نہیں ہے۔ ۱۹۹۶ میں مجھے ابا جان راجا رشید محمود اور بھائی اظہر محمود کے ساتھ وہاں حاضری کی سعادت ملی تھی۔ ابنِ کثیر کی اتنی بات درست ہو سکتی ہے کہ بعد میں سن ۱۲، ۱۳ نبوی میں حضور ﷺ نے بیعت کے لیے اسی جگہ کو پسند فرمایا ہو، لیکن سیرت کی تمام کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی مرتبہ یہ جگہ حضور ﷺ کا انتخاب نہیں تھی۔ یہاں یثرب کے خزرجی موجود تھے کہ حضور ﷺ نے انھیں جا کر دین کا پیغام پہنچایا۔

موقع حج کا تھا یا عُمرے کا؟

ایک آدھ کے سوا، سب سیرت نگار حضرات لکھتے ہیں کہ یہ حج کا موقع تھا۔ طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے کہ انصار کا یہ گروہ اس وقت سر مُنڈوا رہا تھا۔ (۴۴) ابن سعد کی تقلید میں شاہ مصباح الدین شکیل اور سید محمد میاں نے بھی یہی لکھا ہے (۲۱، ۳۱) شبلی نعمانی کے بارے میں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ انھوں نے ایک ہی سانس میں اسے حج کا موقع بھی مانا ہے، اور رجب کا مہینا بھی لکھا ہے (۲۳)

پیر محمد کرم شاہ نے بھی یہی لکھا ہے، پہلے حج کے موسم کی بات کی ہے، بعد میں مستدرک حاکم کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ چھے افراد ماہِ رجب میں عمرہ کرنے کے لیے یہاں آئے ہوئے تھے۔ حوالہ البتہ انھوں نے مستدرک کے بجائے السیرۃ النبویہ زینی

دحلان، جلد اول، ص ۲۸۷ کا دیا ہے۔(۲۵) انھوں نے اپنی عادت کے مطابق، کھُل کر نہیں کہا کہ یہ موقع عمرے کا نہیں تھا۔

نجم الحسن کراروی نے لکھا ہے: "ماہِ رجب میں ایک روز آنحضرت ﷺ منیٰ میں کھڑے تھے کہ ناگاہ ایک گروہ اہلِ یثرب کا قبیلہ خزرج سے حضرت ﷺ کے پاس آیا (۲۹) مطلب یہ کہ ایک تو حج کا موقع نہیں تھا، دوسرے حضور ﷺ ان خزرجیوں کی طرف نہیں گئے تھے، وہ خود حضور ﷺ تک پہنچے تھے۔ وحید الدین خاں نے قبیلہ خزرج کے کچھ لوگوں کا کعبہ کی زیارت کے ارادے سے مکہ آنا لکھا ہے (۳۰)

ابوالکلام آزاد نے شبلی کی یوں تغلیط کی ہے: "سیرۃ النبی ﷺ میں اسے رجب سن ۱۰ نبوی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اسے درست مانا جائے تو اول، تاریخ ہجرت سے تطابُق ممکن نہیں۔ دُوُم یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جب عمرہ کے لیے آتے تھے تو منیٰ میں ٹھہرتے تھے۔ حالانکہ عُمرہ کے لیے چھوٹے چھوٹے گروہ مہینا بھر آتے رہتے ہوں گے اور کوئی بڑا اجتماع نہ ہوتا ہوگا جس کے لیے مکہ مکرمہ سے تین میل باہر قیام لازم ہوتا (۱۳)

ان دنوں کی کیا سوال ہے، آج بھی عمرے کے لیے جانے والوں کو منیٰ کی طرف جانے اور وہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر ڈاکٹر ناصر، محمد جعفر شاہ پھلواروی، کلیم ارائیں، میاں امیر الدین، صفیہ صابر، اور راجا محمد شریف (۳۲+۳۳+۱۹+۱۸+۳۴+۳۵) لکھتے ہیں کہ یہ وقت رات کا تھا۔ رات کو مکہ مکرمہ سے اتنی دور، عمرے کے دنوں میں، ایک سنسان گھاٹی میں نہ خزرجیوں کے بیٹھنے (اور سر منڈوانے) کی کوئی تُک ہے، نہ حضورِ اکرم ﷺ کا وہاں جانا بنتا ہے۔ یہ حج ہی کا موقع تھا۔

سن کون سا تھا؟

پہلے بھی مجملاً ذکر آ چکا ہے کہ چھے یثربیوں کے قبولِ اسلام کا واقعہ سن گیارہ نبوی کا ہے لیکن شبلی نعمانی نے اسے سن ۱۰ کے عنوان میں لکھا ہے اور بعد کے دونوں برسوں کو سن ۱۱، ۱۲ میں ڈال دیا ہے۔(۲۳) نتیجہ یہ نکلا کہ جن صاحبان نے "نقل مطابق اصل" کا گُر سیکھ رکھا تھا، انھوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، یہی ۱۰، ۱۱، ۱۲ لکھ دیا۔ ان میں پروفیسر غلام ربّانی عزیز، عبدالصمد رحمانی اور پروفیسر سعید اختر شامل ہیں (۱۶+۳۹+۵۰)

عبدالمقتدر فاضل فتحپوری نے عجیب انداز میں شبلی کی پیروی کی ہے۔ شبلی کی "سیرت النبی ﷺ" کا جو نسخہ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے، اس میں پہلا سال ۱۰ نبوی تحریر ہے، دوسرا بھی (کتابت کی غلطی سے) سن ۱۰ ہی لکھا ہے اور تیسرا '۱۲' درج ہے (۲۳) عبدالمقتدر کی کتاب میں پہلا سال ۱۰، دوسرا ۱۲۱ اور تیسرا بھی ۱۲ ہی درج ہے (۴۵) شاید انھوں نے شبلی کی کتاب میں در آنے والی کاتب اور مصحح کی غلطی کو برابر کرنے کی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے نئی بات کرنے کی کوشش میں یہ کہا ہے کہ پہلا واقعہ ذی الحجہ سن ۲ قبل ہجرت کو، دوسرا ذی الحجہ سن ایک قبلِ ہجرت کو اور تیسرا تین ماہ قبلِ ہجرت کو ہوا (۳۲)۔ حساب کی رو سے ان کی آخری بات تو درست ہے، پہلی دونوں غلط ہیں۔ سن ۲ قبلِ ہجرت تو ذی الحجہ کی ۲۹، یا ۳۰ کو ختم ہو گیا، اسی طرح سن ایک قبلِ ہجرت بھی ذی الحجہ پر اختتام پذیر ہو رہا تھا۔ وہ ایک ایک سال آگے چلے گئے ہیں۔ الشیخ مصطفیٰ غلامینی نے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ سن ۱۰ میں دکھا دی ہے (۳۶)

حکیم محمد اسماعیل ظفر آبادی نے سنِ نبوی اور سنِ نبوت کی ایک بحث چھیڑ کر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی...... (۵۱) یہ بات انھوں نے

پہلے چھ یثربی مومنین کے ذکر میں چلا دی ہے۔ حالانکہ اہلِ یثرب کے قبولِ اسلام کے حوالے سے اس کا کوئی جواز نہ تھا۔ اور ۹ ربیع الاول تو محمود آفندی (محمود پاشا فلکی) کے حوالے سے شبلی نعمانی نے نکالی تھی۔ میں نے اپنی کتاب ''حضور ﷺ کا بچپن'' میں (۵۲) دلائل و براہین سے ۹ ربیع الاول کو غلط اور ۱۲ ربیع الاول کو درست ثابت کیا تھا۔ جس کے مطالعے سے شاہ مصباح الدین شکیل نے سیرت احمد مجتبیٰ ﷺ (جلد اول) کے تیسرے ایڈیشن (۲۱) میں یہ الفاظ لکھ کر ۹ کو ۱۲ میں بدل دیا۔ ''شہناز کوثر (حضور ﷺ کا بچپن) نے صفحات ۱۱ تا ۱۴ پر بڑی سیر حاصل اور مدلل بحث کی ہے' اسی بنا پر تاریخ ۹ کی بجائے ۱۲ ربیع الاول تبدیل کر دی گئی ہے (ص ۱۵۴)

بہر حال' یہ طے ہے کہ یثرب کے چھ خزرجی خوش نصیبوں نے سن ۱۱ نبوی (۳ قبل ہجرت) کے ذی الحجہ میں ایمان کا سائبان پایا تھا۔

ایمان لانے والے کس قبیلہ سے تھے؟

شیخ محمد رضا نے لکھا کہ عقبہ کے مقام پر آپ ﷺ کی ملاقات قبیلہ اوس و خزرج کی ایک جماعت سے ہوئی۔ اس کے بعد شیخ محمد رضا نے جب تفصیل بیان کی تو خزرج ہی کے چھ نام گنوائے (۵) ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے خزرج کی الگ بات ہی نہیں کی۔ انھوں نے لکھا ''جمرۂ عقبہ کے پاس اوس و خزرج کے ایک قبیلہ سے ملاقات ہوئی۔ انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ وہ تعداد میں سات تھے۔ سباعی کی کتاب کا جو ترجمہ نور الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا' اس میں انھوں نے حاشیے میں لکھ دیا۔ ''بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد چھ تھی اور یہ سب کے سب قبیلہ خزرج کے تھے (۱۷)

الشیخ مصطفیٰ غلامینی نے اس گروہ کو سیدھا سیدھا قبیلہ اوس سے متعلق بتایا ہے (۳۶) جو قطعاً غلط ہے۔ مفتی محمد شفیع نے لکھا ہے۔ ''جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اسلام کی

اشاعت اور ترقی ہو تو قبیلہ اوس کے چند آدمی مدینہ سے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے جن میں سے اس سال دو شخص اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس مشرف با سلام ہوئے اور پھر آئندہ سال ان میں سے کچھ اور آئے جن میں سے چھ یا آٹھ آدمی مسلمان ہوئے'' (۳۷)۔ ذکوان اس فہرست میں شامل ہی نہیں ہوتے' باقی سارے لوگ جو سن ۱۱ نبوی میں آئے تھے' ان میں سے کسی کا تعلق اوس سے نہیں تھا' وہ سب خزرج سے تھے۔ پھر دو' چھ اور آٹھ کی جو تقسیم مفتی محمد شفیع نے کی ہے' وہ بھی درست نہیں۔

ان کے علاوہ باقی سب لوگ اس گروہ کو خزرج سے متعلق ہی بتاتے ہیں مثلاً ابن ہشام (۳۸) عبد الرحمٰن ابن جوزی (۲) محمد حسین ہیکل (۶) ابراہیم میر سیالکوٹی (۴۰) پیر محمد کرم شاہ (۲۵) اور نجم الحسن کراروی (۲۹) وغیرہ۔ اور یہی درست ہے۔

ایمان لانے والے کتنے تھے؟

نقی علی خاں (۱۸) میاں امیر الدین (۱۸) نجم الحسن کراروی (۲۹) اور وحید الدین خاں (۳۰) نے تعداد لکھی ہی نہیں۔ شیخ محمد رضا (۵) اور مصطفیٰ سباعی (۱۷) نے سات اشخاص لکھے ہیں اور عروہ بن زبیر نے آٹھ (۲۶) آدمی لکھے ہیں۔ عبد الرؤف دانا پوری کی ''اصح السیر'' (۹) مخدوم محمد ہاشم سندھی کی ''عہدِ نبوت کے ماہ و سال'' (۴۲) اور سید محمد میاں کی ''سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ (۳۱) میں چھ یا آٹھ کی تعداد بتائی گئی ہے۔

البتہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۴) ابنِ ہشام (۳۸) طبری (۱) ابنِ جوزی (۲) غلامینی (۳۶) ابراہیم میر سیالکوٹی (۴۰) محمد ادریس کاندھلوی (۱۰) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (۳۲) احسان الحق سلیمانی (۴۳) عبد الصمد رحمانی (۳۹) ابو الاعلیٰ مودودی (۱۲) صفی الرحمان مبارک پوری (۱۴) پیر محمد کرم شاہ (۲۵) قاضی سلمان منصور پوری (۱۱) ڈاکٹر محمد

حمید اللہ (۱۵) عبدالحیٰ کتانی (۲۷) میاں امیر الدین (۱۸) اور محمد کلیم ارائیں (۱۹) نے چھے آدمی لکھے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تعداد کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے "ابنِ اسحاق اور زہری کہتے ہیں کہ یہ چھے آدمی تھے اور ابن سعد نے واقدی کا قول بھی یہی نقل کیا ہے کہ ان کی تعداد چھے تھی...... ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ سیرت کا علم رکھنے والے بعض لوگوں نے جابر بن رئابؓ کی جگہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کا نام لکھا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اس پہلی بیعتِ عقبہ (مودودی اسے یہی سمجھتے اور لکھتے ہیں) کے شرکا کی تعداد ۸ بیان کی ہے...... لیکن اہلِ علم کی اکثریت نے محمد بن اسحاق کے بیان کو قبول کیا ہے اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے اسی کو دوسرے بیانات پر مقدم رکھا ہے" (۱۲)

ایمان لانے والوں کے نام

ابنِ اسحاق نے عَقَبَہ کے مقام پر پہلی بار ایمان لانے والے چھے خزرجی یثربیوں کے یہ نام لکھے ہیں (۳۸):

(1) ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار

(2) عوف بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار

(یہ ابن عفراء کے نام سے مشہور ہیں۔ عفراء عبید بن ثعلبہ بن غنم کی بیٹی تھی)

(3) رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زُریق

(4) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد

(ابنِ ہشام کہتے ہیں کہ عمرو، سواد کا بیٹا تھا۔ غنم نام کا کوئی بیٹا، سواد کا نہیں تھا)

(5) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام

(6) جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید

رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

ابنِ اسحاق اور ابنِ ہشام کے علاوہ طبری (۱) ابنِ حزم ظاہری (۵۳) عبدالرحمان ابن جوزی (۲) شیخ محمد رضا (۵) عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (۸) ابوالاعلیٰ مودودی (۱۲) پیر محمد کرم شاہ (۲۵) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (۳۲) اور ابراہیم میر سیالکوٹی (۴۰) مندرجہ بالا چھے یثربی مسلمانوں ہی کے نام گنواتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ اور ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ شعبی اور زُہری بھی انھی ناموں سے اتفاق کرتے ہیں (۲۵+۱۲) ابراہیم میر سیالکوٹی نے یہ چھے نام حافظ ابنِ کثیر اور ابنِ اسحاق کے حوالے سے لکھے ہیں (۴۰)

مندرجہ بالا چھے ناموں میں سے پہلے دو بنو نجّار سے ہیں۔ رافع بنو زریق سے، قطبہ بنو سلمہ سے، عقبہ بنو حرام بن کعب سے اور جابر بن عبداللہ بنو عبید بن غنم سے ہیں۔

شاہ مصباح الدین شکیل نے یہ چھے نام ابنِ حزم ظاہری کی "جوامع السیرۃ" سے لیے ہیں۔ لیکن جابر بن عبداللہ کی جگہ "سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ" میں حارث بن عبداللہ لکھا ہے، ظاہر ہے کہ غلطی ہے (۲۱)

بعض کتابوں میں جابر بن عبداللہ کے دادا کا نام "رئاب" کے بجائے "رباب" (۱+۱۹) اور بعض میں ریاب لکھا ہے (۲۳+۲۱) جو درست نہیں۔ کچھ کتابوں میں چھٹے یثربی مسلمان کا نام صرف "جابر بن عبداللہ" تحریر ہے جو ابہام پیدا کرتا ہے کیونکہ مشہور جابر بن عبداللہ انصاریؓ دوسرے ہیں جن کا نسب یہ ہے: جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج (۵۶)

یہ درست ہے کہ کچھ اور سیرت نگاروں نے ان چھے ناموں کے علاوہ، یا ان کے بجائے اور نام لکھے ہیں لیکن حافظ ابنِ کثیر، ابنِ اسحاق، ابنِ ہشام، شعبی، زُہری، ابنِ حزم

ظاہری، ابنِ جوزی اور طبری کے اتفاق کے ساتھ ہی ان چھ پر اتفاق کر لینا چاہیے تھا۔
خاص طور پر اس لیے بھی کہ جو مزید نام سامنے لائے گئے، تحقیق سے وہ سن ۱۱ نبوی کے اس
واقعے کے بعد یا پہلے کے صاحبِ ایمان ثابت ہوتے ہیں لیکن شاید ہم اختلاف کا دامن
چھوڑنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔

مثلاً شبلی نعمانی نے پانچ نام تو مان لیے ہیں لیکن عقبہ بن عامر کے بجائے ابوالہیثم
بن التیہان کو شامل گردانا ہے (۳۳) جنھوں نے صرف شبلی کی کتاب سامنے رکھ کر اپنی
کتاب تصنیف کی ہے انھوں نے بھی ظاہر ہے کہ یہی کیا ہے (۳۴)

شبلی نے موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے ابوالہیثم کا نام لے لیا ہے لیکن پوری
روایت کو تسلیم نہیں کیا۔ موسیٰ تو آٹھ آدمی بتاتے ہیں، اور ان کے نام یہ لکھتے ہیں: معاذ بن
عفرا، اسعد، رافع، ذکوان بن عبد قیس، عُبادہ بن صامت، ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ، ابوالہیثم
اور عُوَیم بن ساعدہ۔ شبلی اگر موسیٰ بن عقبہ پر انحصار کرتے تو بھی ایک بات ہوتی لیکن انھوں
نے اس طویل مختلف فہرست سے ایک نام پسند کر لیا ہے۔ حالانکہ حافظ ابن کثیر نے آٹھ
آدمیوں کی اس فہرست کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دوسری مرتبہ والے لوگ ہیں۔

ابراہیم میر سیالکوٹی نے شبلی کے ابوالہیثم بن التیہان کو شامل کرنے کے متعلق لکھا
کہ "یہ قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ یہ بات مُسَلّم کل ہے کہ پہلی بار والے سب کے سب خزرجی
تھے اور حضرت ابوالہیثم اوسی تھے، خزرجی نہ تھے۔ اب مولانا مرحوم (شبلی) کی تعداد کو چھ
میں پورا کرنے کے لیے ابوالہیثم کی بجائے عقبہ بن عامر بن نابی کو لینا چاہیے جو مولانا مرحوم
سے چھوٹ گیا ہے (۴۰) جو لطیفہ میں نے نوٹ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ابوالہیثم اوسی کو شامل
کرنے والے شبلی نعمانی خود ان چھ کو خزرجی لکھتے ہیں (۳۳)

ابنِ اثیر ابوالہیثم کے بارے میں لکھتے ہیں: ابوالہیثم مالک بن تیہان بن مالک
بن عتیک ...... انصاری اوسی بیعتِ عقبہ میں موجود تھے اور نقیبوں میں شامل تھے (۵۵)

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے بھی پانچ نام تو مندرجہ بالا فہرست سے
لے لیے ہیں، لیکن الاستیعاب کے حوالے سے سعد بن ربیع کو جابر بن عبداللہ بن رئاب کی
جگہ دی ہے (۱۱) حالانکہ اُسد الغابہ میں ہے کہ سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر ...... انصار
کے نقیبوں میں سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور ثانیہ میں شریک تھے (۵۴) طالب ہاشمی نے
ان کے بارے میں لکھا کہ سن ۱۱ نبوت میں جب چھ سعید الفطرت خزرجیوں کے ذریعے
ہادیٔ اکرم ﷺ کی دعوتِ حق اہلِ یثرب کو پہنچی تو سعد نے کسی تامل کے بغیر اس دعوت کو
قبول کر لیا (۵۶)

طبقاتِ ابنِ سعد اور عُروہ بن زُبیر کی "مغازیٔ رسول اللہ ﷺ" میں اسعد بن
زُرارہ اور رافع بن مالک کے علاوہ چھ نئے حضرات کے نام یہ ہیں: معاذ بن عفرا، ذکوان
بن عبد قیس، عُبادہ بن صامت، ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ، ابوالہیثم بن التّیہان اور عُوَیم بن
ساعدہ (۴۴+۲۶)

"اَصَحّ السّیَر" میں عبدالرؤف داناپوری نے اَسعد بن زُرارہ، رافع بن مالک، قطبہ
بن عامر، عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ بن رئاب کے ناموں کے ساتھ، عوف بن حارث
کے بجائے البراء بن مُعرُور، کعب بن مالک اور ابوالہیثم مالک بن التّیہان، تین ناموں کا
اضافہ کیا ہے (۹)

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے چھ یا آٹھ شرکا کا ذکر کر کے، جو چھ نام لکھے ہیں، ان
میں اسعد بن زُرارہ اور عوف بن حارث کے علاوہ باقی چار یہ ہیں: براء بن مُعرُور، معاذ بن
حارث بن رفاعہ، معوذ بن حارث بن رفاعہ اور ابوالہیثم (۴۲) انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ
حضور ﷺ نے ان حضرات سے بیعت لی اور بیعت کے الفاظ بھی لکھے ہیں جو دراصل

بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ (سن ۱۲ نبوی) سے متعلق ہیں۔ سید محمد میاں نے بھی بیعت لینے کی بات کی ہے (۳۱) لیکن حقیقت یہی ہے کہ سن ۱۱ نبوی میں عقبہ کے مقام پر اسلام لانے والے چھے یثربی خزرجیوں سے بیعت نہیں لی گئی تھی، اسی لیے اس واقعے کو "بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ" کہنا درست نہیں۔

سید محمد میاں واحد شخصیت ہیں جنھوں نے ان چھے میں سے ابوامامہ اسعد بن زُرارہ کو خارج کر دیا ہے۔ انھوں نے یہ آٹھ آدمی بتائے ہیں: رافع بن مالک، عُبادہ بن صامت، ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ، عُوَیم بن ساعدہ، عوف بن حارث، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر بن نابی اور جابر بن عبداللہ بن رئاب۔ حاشیے میں لکھتے ہیں: "الاستیعاب میں رافع بن مالک کے تذکرے میں ہے کہ چھے یا آٹھ کی تعداد میں اگرچہ اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ ان سب حضرات نے، جو اس وقت بیعت ہوئے تھے، راہِ خدا میں قتل ہو کر درجۂ شہادت حاصل کیا" (۳۱)۔ حالانکہ جب سیرت نگار حضرات چھے یا آٹھ ناموں پر ہی متفق نہیں ہوتے اور اختلاف بھی کسی ایک آدھ شخصیت پر نہیں، بلکہ قریباً قریباً سبھی پر نظر آتا ہے، تو یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ وہ سب شہید ہوئے۔ پھر یہاں بیعت کا ذکر آیا ہے، اس سے واضح ہے کہ یہ نام دوسرے سال سن ۱۲ نبوی والی بیعتِ عَقَبہ سے متعلق ہیں، سن ۱۱ نبوی والے چھے یثربی خوش قسمتوں سے متعلق نہیں۔

عبدالمقتدر فاضل فتحپوری نے اس پہلے واقعے کے بھی بارہ نام لکھ دیے ہیں، اسے عقبۂ اولیٰ لکھا ہے، اس کا سن ۱۰ نبوی تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد سن ۱۲ نبوی میں لکھا ہے کہ بارہ نفر ایمان لائے، مگر ان کے نام نہیں لکھے (۴۵)۔

زیرِ نظر واقعہ نہ تو سن ۱۰ نبوی میں ہوا، نہ اسے بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ کہنا درست ہے، اور نہ اس میں چھے سے زیادہ آدمی تھے مگر عبدالمقتدر نے جو نام لکھے ہیں، وہ دیکھیے: ابوالہیثم،

خالد بن مخلد، ابوالعشیم، بجویم (عُوَیم) بن ساعدہ، رافع بن مالک بن عجلان (شہیدِ اُحُد) عباس بن عُبادہ، قطبہ بن عامر (شہیدِ یمامہ) عوف بن حارث، ابوامامہ، عقبہ بن عامر، معاذ بن حرث (حارث) ذکوان بن عبدِ قیس (۴۵)۔

محمد جعفر شاہ پھلواروی نے یہ لکھ دیا ہے "ایک شب حضور ﷺ مقام عقبہ سے گزر رہے تھے کہ یثرب (مدینہ منورہ) کے قبیلہ خزرج کے کچھ آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کے نام یہ ہیں: ابوامامہ اسعد بن زُرارہ، عوف بن حارث، رافع بن حارث، رافع بن مالک بن عجلان، ابو الہیثم مالک بن التیہان، عقبہ بن عامر، قطبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ، معاذ بن عفرا، ذکوان بن عبدِ قیس، عُبادہ بن صامت، ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ، عُوَیم بن ساعدہ، رافع بن مالک بن عفراء۔ یہ کل تیرہ ہوتے ہیں لیکن روایتیں کہتی ہیں کہ یہ چھے یا آٹھ تھے۔ پھر ان چھے یا آٹھ کے ناموں میں بھی اختلاف ہے کہ کون کون تھے...... صرف اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ ان میں دو عویم اور ابوالہیثم قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے ہیں، یہ دونوں خزرجی نہیں ہیں۔ ہمارا قیاس ہے کہ اس موقع پر صرف خزرجی زائرین نہ ملے تھے بلکہ ایک یا دو اوسی بھی تھے، خواہ ایک ساتھ ہی ملے ہوں یا الگ الگ۔ اور یہی سبب تھا کہ دوسرے سال اسی جگہ مزید اوسی بھی آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور کچھ قرآن سنایا، اور ان چھے یا آٹھ آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا (۳۳)

اس سے اگلے صفحے پر لکھتے ہیں کہ "مقامِ عَقَبہ پر جب خزرجیوں نے حضور ﷺ کا پیغام اور ساتھ ہی قرآن سنا تو...... سب کے سب اسلام لے آئے" (۳۳)

اب دیکھ لیجیے! ہمارے محترم سیرت نگار قاری کو کسی نتیجے پر پہنچانے کے بجائے، اسے نئی سے نئی کنفیوژن کے حوالے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بات چھے یا آٹھ سے ہوتی ہوتی بارہ، تیرہ تک پہنچا دی گئی ہے۔ نئے نئے نام فہرست میں شامل کیے جا رہے ہیں،

پُرانے ناموں کو قلم زد کیا جا رہا ہے۔..... پھلواروی نے پہلے کہا کہ اوسی بھی شامل تھے' اگلے صفحے پر انہیں صرف خزرجی قرار دے دیا۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ

(الف) سن ۱۱ نبوی والے اس واقعے میں عَقَبہ کے مقام پر چھے یثربی ایمان لائے۔

(ب) اسے بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ کہنا مناسب نہیں کہ اس موقع پر ان سے قول اقرار ہی نہیں ہوا' بیعت لی ہی نہیں گئی۔

(ج) عَقَبہ کا مقام مکّہ مکرّمہ سے مِنیٰ جانے کے راستے پر جمرۃ الکبریٰ کے قریب ایک گھاٹی کی صورت میں تھا۔

(د) یہ رجب کا واقع نہیں، حج کا موقع تھا۔ عمرے کے دنوں میں تو آج کل بھی مکہ مکرمہ سے پانچ کلومیٹر دور سنسان گھاٹیوں میں لوگوں کا گروہوں کی شکل میں بیٹھنا اور وہاں کسی کا تبلیغ کرنا' ناممکن ہے۔ خصوصاً رات کے وقت۔ عہدِ نبوی ﷺ میں یہ کیسے ہو سکتا تھا۔

(ہ) یہ سن ۱۱ نبوی کا واقعہ ہے۔ شبلی نعمانی اور ان کی نقل میں بعض دوسرے لوگوں نے جو سن ۱۰ نبوی لکھا ہے' وہ غلط ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا اسے سن ۲ قبلِ ہجرت قرار دینا بھی درست نہیں۔

(و) عَقَبہ کے مقام پر سن ۱۱ نبوی میں ایمان لانے والے بنوخزرج کے تھے۔

(ز) یہ چھے آدمی تھے۔ نہ آٹھ' نہ بارہ' نہ تیرہ۔

(ح) یہ چھے صحابی اسعد بن زُرارہ' عوف بن حارث' رافع بن مالک' قطبہ بن عامر' عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ بن رئاب تھے۔ رضی اللہ عنہم۔

انصارِ اولیٰ

قطبہ بن عامرؓ

ابنِ سعد اور ابنِ اثیر نے لکھا: حضرت قطبہ بن عامر نہ صرف انصارِ اولیٰ میں شامل تھے بلکہ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ اور کُبریٰ میں بھی شریک تھے۔ یہ صحابہ میں بہترین تیرانداز تھے۔ بدر و اُحد اور خندق اور تمام مشاہد میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ فتحِ مکہ کے دن بنی سلمہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ غزوۂ بدر کے دن انھوں نے مشرکین اور مسلمانوں کی صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینکا اور بلند آواز سے کہا خدا کی قسم! جب تک یہ پتھر نہیں بھاگے گا میں میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑوں گا۔ چنانچہ جب تک مشرکین کو شکست نہ ہوگئی' یہ بہادری سے لڑتے رہے اور ایک مشرک مالک بن عبداللہ تمیمی کو قید بھی کر لیا۔

عقبہ بن عامر بن نابیؓ

حضرت عقبہ بن عامر بن نابی انصارِ اولیٰ اور بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ میں شامل تھے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب، بن سلمہ انصاری سلمی۔ ابنِ سعد اور محمد بن عمر کے مطابق یہ انصارِ اولیٰ اور عقبۂ اولیٰ میں شریک تھے۔ ابنِ اسحاق نے انھیں عقبہ اولیٰ کے ۱۲ افراد میں شامل لکھا اور ابوعمر نے کہا کہ یہ عقبۂ اولیٰ' بدر اور اُحد میں شریک تھے۔ ابونعیم نے بدر میں شمولیت کا ذکر نہیں کیا۔ یہ تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

عوف بن حارثؓ

حضرت عوف بن حارث کی والدہ کا نام عفرا تھا اور یہ اپنے والد کے بجائے والدہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ معاذ اور معوّذ کے بھائی ہیں اور ان کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ یہ انصارِ اولیٰ، عُقبۂ اولیٰ اور عقبۂ کُبریٰ میں شامل تھے۔ ابنِ اثیر کے مطابق یہ انصارِ اولیٰ کے علاوہ بیعتِ عقبہ میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ ابنِ اسحاق نے لکھا کہ یہ بیعتِ کُبریٰ میں شامل تھے اور محمد بن عمر نے کہا کہ یہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر کے دن انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا رسولُ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پروردگار اپنے بندہ سے کس بات پر زیادہ خوش ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات سے کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مشغول ہو اور وہ بدن کھولے ہوئے لڑ رہا ہو۔ یہ سن کر انھوں نے اپنی زِرہ تار ڈالی اور آگے بڑھ کر لڑنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

جابر بن عبداللہ بن رئابؓ

حضرت جابر بن عبداللہ انصارِ اولیٰ میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ یہ ان چھ انصاریوں میں سے ہیں جو سب سے پہلے مکہ میں جا کر مسلمان ہوئے تھے۔ ابنِ اثیر نے لکھا کہ جب ان لوگوں کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو۔ پھر یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور مدینہ پہنچ کر مدینہ والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بار حضرت جبرئیلؑ کا گزر میری طرف ہوا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت جبرئیلؑ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میں نے انھیں دیکھ کر تبسّم کیا۔

اسعد بن زُرارہؓ

حضرت اسعد بن زُرارہ انصارِ اولیٰ میں سے تھے اور اس کے علاوہ وہ عُقبۂ اولیٰ اور

عُقبۂ کُبریٰ میں بھی شریک ہوئے۔ عقبۂ کبریٰ کے موقع پر انھوں نے کچھ الفاظ بھی کہے جو سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں نقیب مقرر فرمایا۔ ان کا تفصیلی ذکر نُقبا کے باب میں کیا جائے گا۔

رافع بن مالکؓ

حضرت رافع بن مالک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ انصارِ اولیٰ میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور کبریٰ میں شریک ہوئے اور نقیب مقرر ہوئے۔ ان کا تفصیلی ذکر نُقبا کے باب میں کیا جا رہا ہے۔

حواشی

السّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْاَنْصَار

﴿1-﴾ الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر۔ تاریخ الامم والملوک (المعروف تاریخِ طبری)۔ جلد اول۔ سیرت النبی ﷺ۔ (اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم ندوی۔ نفیس اکیڈمی، کراچی۔ طبع ششم۔ جون ۱۹۸۷، ص ۱۱۵) ﴿2-﴾ ابنِ جوزی، عبدالرحمان۔ الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ۔ (اردو ترجمہ از محمد اشرف سیالوی)۔ فرید بک سٹال، لاہور۔ س ن۔ ص ۲۶۷ ﴿3-﴾ الکاشفی، مُلا مُعین واعظ۔ معارجِ النبوت فی مدارج الفتوت۔ جلد دوم (اردو ترجمہ از حکیم محمد اصغر فاروقی)۔ مکتبہ نبویہ لاہور۔ ۱۹۸۲۔ ص ۶۰۱ ﴿4-﴾ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ۔ مدارجُ النبوت۔ جلد دوم (اردو ترجمہ از مفتی غلام معین الدین نعیمی) مدینہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔ س ن۔ ص ۸۶ ﴿5-﴾ محمد رضا، شیخ۔ محمد رسولُ اللہ ﷺ۔ (اردو ترجمہ از محمد عادل قدوسی)۔ تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی۔ س ن۔ ص ۲۳۵ ﴿6-﴾ ہیکل، محمد

حسین۔حیات محمد ﷺ (اُردو ترجمہ از ابو یحییٰ امام خاں) ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور۔ بار
چہارم ۱۹۸۸ء ص ۲۳۸ ﴿-7﴾ امیر علی، سید۔ سرورِ کائنات ﷺ (اُردو ترجمہ از منصور
احمد) قومی کُتب خانہ لاہور۔ بار دوم ۱۹۵۵۔ ص ۶۹ ﴿-8﴾ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب۔
مختصر سیرۃ الرسول ﷺ (اُردو ترجمہ از حافظ محمد اسحاق) جامعہ العلوم الاثریہ، جہلم۔ طبع اول
اگست ۱۹۹۰۔ ص ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۳ ﴿-9﴾ عبدالرؤف دانا پوری، ابو البرکات۔ اصح
السّیر۔ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی۔ س ن۔ ص ۱۱، ۵۹ ﴿-10﴾ ادریس کاندھلوی، محمد۔ سیرۃ
المصطفیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ مکتبہ عثمانیہ لاہور۔ ۱۹۸۵۔ ص ۳۳۲ ﴿-11﴾ سلمان منصور
پوری، قاضی محمد سلیمان۔ رحمتہؐ للعالمین ﷺ۔ جلد اول۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔ س
ن۔ ص ۷۶ ﴿-12﴾ مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ادارہ
ترجمان القرآن لاہور۔ اشاعتِ دوم ۱۹۷۹۔ ص ۶۹۴ ﴿-13﴾ آزاد، ابو الکلام آزاد۔
رسولِ رحمت ﷺ (مرتبہ غلام رسول مہر)۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔ س ن۔ ص
۱۷۱ ﴿-14﴾ صفی الرحمان مبارکپوری۔ الرحیق المختوم۔ المکتبہ السّلفیہ، لاہور۔ طبع ششم
اپریل ۱۹۹۰، ص ۲۴۶ ﴿-15﴾ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد۔ خطباتِ بہاولپور۔ ادارہ تحقیقات
اسلامی، اسلام آباد۔ اشاعتِ سوم ۱۹۹۰۔ ص ۴۰۹ ﴿-16﴾ عزیز، غلام ربّانی۔ سیرتِ
طیّبہ۔ لاہور۔ ۱۹۸۰۔ ص ۱۵۱ ﴿-17﴾ سبائی، ڈاکٹر مصطفیٰ۔ سیرتِ نبوی ﷺ (اُردو
ترجمہ از مزمل حسین فلاحی)۔ القمر انٹر پرائزز، لاہور۔ ۱۹۸۹۔ ص ۶۸ / نقوش (ماہنامہ)
لاہور۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۲۔ جنوری ۱۹۸۵۔ ''سرورِ انسانیت ﷺ'' (اُردو ترجمہ از
نور الٰہی ایڈووکیٹ) ص ۳۹۳ ﴿-18﴾ امیر الدین، میاں۔ سیرتِ طیّبہ۔ مکتبہ امدادیہ،
ملتان۔ س ن۔ ص ۲۳۲ ﴿-19﴾ ارائیں، محمد کلیم۔ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب
آفریں راتیں۔ حرا پبلی کیشنز، لاہور۔ طبع دوم جنوری ۱۹۸۹۔ ص ۱۰۰ ﴿-20﴾ ظفر حسن

امروہوی، سید۔ سیرت الرسول ﷺ۔ جلد اول۔ ظفر شمیم ٹرسٹ، کراچی۔ س ن۔ ص
۳۳۲ ﴿-21﴾ شکیل، مصباح الدین۔ سیرت احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ ظہورِ قدسی سے مسجدِ قُبا تک
(جلد اول) پی ایس او، کراچی۔ طبع سوم مئی ۱۹۹۶۔ ۲۱۸ ﴿-22﴾ ابو الحسن علی ندوی،
سید۔ نبیٔ رحمت ﷺ۔ مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی۔ بار دوم ۱۹۸۱۔ ص ۱۵۲ ﴿-23﴾
شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ جلد اول۔ نیشنل بُک فاؤنڈیشن لاہور۔ طبع سوم ۱۹۸۵۔ ص
۲۴۷/ جلد اول و دوم۔ الفیصل ناشران، لاہور۔ مارچ ۱۹۹۱۔ ص ۱۶۵ ﴿-24﴾ ابنِ کثیر،
اسماعیل بن عمر۔ الفصول فی سیرت الرسول ﷺ۔ (اُردو ترجمہ بنام ''سیرتِ سرورِ انبیاء''
از غلام احمد حریری۔ کتاب مرکز۔ فیصل آباد۔ س ن۔ ص ۹۱ (کتاب کے سرورق پر مترجم کا
نام مصنف کے طور پر درج ہے) ﴿-25﴾ کرم شاہ، پیر محمد۔ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ بار اول ۱۴۱۳ھ۔ ص ۵۸۲ ﴿-26﴾ عُروہ بن زُبیر۔
مغازیٔ رسولُ اللہ ﷺ (مقدمہ و تحقیق از ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی۔ اردو ترجمہ از محمد سعید
الرحمان علوی) ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔ بار اول ۱۹۸۷۔ ص ۱۲۴ ﴿-27﴾ کتّانی،
عبدالحیٔ۔ التراتیب الاداریہ (اُردو ترجمہ بنام ''عہدِ نبوی ﷺ کا اسلامی تمدّن'') ادارہ
القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔ ۱۹۹۱۔ ص ۵۷ ﴿-28﴾ نقی علی خاں، شاہ۔ انوارِ
جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ شبّیر برادرز، لاہور۔ س ن۔ ص ۱۱۵ ﴿-29﴾ نجم الحسن کراروی، سید۔
چودہ ستارے۔ الرضا پبلی کیشنز، لاہور۔ س ن۔ ص ۶۰ ﴿-30﴾ وحید الدین خاں۔ پیغمبرِ
انقلاب ﷺ۔ مکہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔ س ن۔ ص ۱۴۱ ﴿-31﴾ محمد میاں، سید۔ سیرتِ
مبارکہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ۔ مکتبہ محمودیہ، لاہور۔ ۱۹۸۶۔ ص ۱۴۶، ۱۴۷ ﴿-32﴾ نصیر احمد
ناصر، ڈاکٹر۔ پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ۔ فیروز سنز۔ بار اول ۱۹۸۸۔ ص ۳۵۸ ﴿-33﴾
جعفر شاہ پھلواروی، محمد۔ پیغمبرِ انسانیت ﷺ۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور۔ ص

٢٠٠ ﴿34-﴾ صفیہ صابری۔ حرا کا آفتاب۔ نعت اکادمی' فیصل آباد۔ ١٩٩٠۔ ص
٣٠ ﴿35-﴾ محمد شریف راجا۔ حیاتِ رسالتمآب ﷺ ۔ زاہد اکیڈمی' جوہر آباد۔ ١٩٨٨۔
ص ١٦٤ ﴿36-﴾ غلامینی الشیخ مصطفی۔ سیرت المختار ﷺ ۔ (اردو ترجمہ از ملک غلام
علی)۔ مکتبہ تعمیرِ انسانیت' لاہور۔ ستمبر ١٩٧٢۔ ص ٤٤ ﴿37-﴾ محمد شفیع' مفتی۔ سیرتِ
رسولِ اکرم ﷺ ۔ ادارۂ اسلامیات لاہور۔ ١٤٠٤ھ۔ ص ١١٦ ﴿38-﴾ ابنِ ہشام۔
سیرت النبی ﷺ کامل۔ جلد اول (اردو ترجمہ از عبدالجلیل صدیقی)۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز'
لاہور۔ س ن۔ ص ٤٨٠ ﴿39-﴾ عبدالصمد رحمانی۔ حیاتِ پیغمبرِ اعظم ﷺ ۔ مکتبہ عالیہ'
لاہور۔ ١٩٨٧۔ ص ١٥١ ﴿40-﴾ ابراہیم میر سیالکوٹی' محمد۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ ۔ مکتبہ
اہلِ حدیث' سیالکوٹ۔ ١٩٧٣۔ ص ٤١٦ ﴿41-﴾ زین العابدین میرٹھی' قاضی۔ نبیٔ عربی
ﷺ ۔ مومن پبلشرز' لاہور۔ بار اول ١٩٨٠۔ ص ٥٤ ﴿42-﴾ ہاشم سندھی' مخدوم محمد۔
عہدِ نبوت کے ماہ و سال (اردو ترجمہ از محمد یوسف لدھیانوی) دار الاشاعت' کراچی۔
١٩٩٠۔ ص ٥٢ ﴿43-﴾ سلیمانی' محمد احسان الحق۔ رسولِ مُبین ﷺ ۔ مقبول اکیڈمی' لاہور۔
١٩٩٣۔ ص ٤٢٢ ﴿44-﴾ ابنِ سعد البصری' ابو عبداللہ محمد۔ طبقاتِ ابنِ سعد۔ جلد اول:
اخبار النبی ﷺ (اردو ترجمہ از عبداللہ العمادی) نفیس اکیڈمی' کراچی۔ طبع ششم ١٩٨٧۔
ص ٢٨٥' ٢٨٦ ﴿45-﴾ عبدالمقتدر فاضل فتحپوری۔ سیرتِ طیبہ محمد رسول اللہ ﷺ ۔
الفیصل ناشران' لاہور۔ بار اول ١٩٨٩' ص ٨١۔ ﴿46-﴾ عُرفی' عبدالعزیز۔ قرآن اور
صاحبِ قرآن ﷺ ۔ گیلانی پبلشرز' کراچی۔ نقشِ اول ١٩٨٦۔ ص ٦٣ ﴿47-﴾
مجلسی' مُلّا محمد باقر۔ حیات القلوب۔ جلد دوم (ہمارے ذخیرۂ کتب میں جو نسخہ ہے' اس پر
پبلشر اور مترجم کے نام اور سنِ اشاعت' کچھ درج نہیں ہے)۔ ص ٣٠٧ ﴿48-﴾ جعفر
سبحانی۔ فروغِ ابدیت (اردو ترجمہ از نصیر حسین)۔ امامیہ پبلی کیشنز' لاہور۔ بار اول۔ س ن۔

ص ٢٦٩ ﴿49-﴾ شہناز کوثر۔ حضور ﷺ کی مکی زندگی کے مسلمان۔ اختر کتاب گھر'
لاہور۔ ١٩٩٨۔ ص ٩٦۔ ١١٦ ﴿50-﴾ سعید اختر' پروفیسر۔ سید المرسلین ﷺ ۔ مکتبۂ
کارواں' لاہور۔ طبع اول ١٩٧٦۔ ص ٧٥ ﴿51-﴾ اسماعیل ظفر آبادی' حکیم محمد۔ ہادیٔ
کونین ﷺ ۔ ملک سنز' فیصل آباد۔ طبع اول۔ س ن۔ ص ٢٢٢ ﴿52-﴾ شہناز کوثر۔
حضور ﷺ کا بچپن (١٩٩٣ کا صدارتی ایوارڈ پانے والی کتاب) اختر کتاب گھر' لاہور۔
١٩٩٢۔ ص ١١۔ ١٤ ﴿53-﴾ ابنِ حزم ظاہری اندلسی' حافظ۔ جوامع السیرۃ (اردو ترجمہ از
محمد سردار احمد) مجلسِ نشریاتِ اسلام' کراچی۔ ١٩٩٠۔ ص ٩٨ ﴿54-﴾ ابنِ اثیر' ابوالحسن
علی الجزری۔ اُسُد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ جلد ٤ (اردو ترجمہ از محمد عبدالشکور فاروقی)۔
لاہور۔ نقشِ ثانی ١٤٠٧ھ۔ ص ٨٦ ﴿55-﴾ اُسُد الغابہ...... جلد ١١ (اردو ترجمہ از غلام ربّانی
عزیز) لاہور۔ ١٤١٣ھ۔ ص ٢٨٠ ﴿56-﴾ طالب ہاشمی۔ خیر البشر ﷺ کے چالیس
جاں نثار۔ البدر پبلی کیشنز' لاہور۔ بار دہم ١٩٩٠۔ ص ٣٩٦۔

بیعتِ عقبۂ اُولیٰ

بیعت کرنے والے

اگلے سال ذوالحجہ ۱۲ ہجری میں مدینۂ منورہ (یثرب) سے بارہ آدمی آئے اور عَقَبہ ہی کے مقام پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

عروہ بن زبیر ان کی تعداد کا تعین نہیں کرتے، صرف اتنا لکھتے ہیں کہ موسم حج کے موقع پر بنی مالک بن نجار سے "کچھ حضرات" حاضر ہوئے (۱) "انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ" میں نقی علی خان بھی تعداد نہیں لکھتے، نمونے کے طور پر صرف تین نام لکھتے ہیں (۲) عبدالرؤف دانا پوری کے مطابق پہلے سال چھے یا آٹھ آدمی مسلمان ہوئے اور دوسرے سال حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ سب آئے وہ آنے والوں کی تعداد نہیں لکھتے۔ صرف معاذ بن حارث، عوف بن حارث، ذکوان، یزید اور عُوَیم بن مالک کے نام نمونے کے طور پر لکھتے ہیں (۳) شبلی نعمانی نے "سیرۃ النبی ﷺ" میں اس سال حاضر ہونے والوں کی تعداد بارہ لکھی مگر یہ نہیں لکھا کہ پہلے افراد اس بار آئے تھے یا آنے والے سب نئے تھے۔

حاشیہ میں وہ مختلف روایتوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کچھ سیرت نگار آٹھ اور کچھ گیارہ افراد کے آنے کے قائل ہیں۔ ابنِ سعد اور واقدی دونوں نے لکھا کہ اسعد بن زُرارہ پہلے ہی مکہ میں جا کر ایمان لا چکے تھے (۴)۔ کچھ سیرت نگاروں نے ۱۲ کی تعداد پر اتفاق کیا مگر آنے والوں کے نام نہیں لکھے۔ ان میں محمد حسین ہیکل (۵) شیخ محمد رضا مصری (۶) غلام ربانی عزیز (۷) اشرف علی تھانوی (۸) سلمان منصور پوری (۹) سید ابوالحسن علی ندوی (۱۰) اور ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی (۱۱) شامل ہیں۔ انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان میں پہلے افراد

شامل تھے یا یہ سب نئے تھے۔ تاثر یہی ہے کہ نئے تھے۔

جن اہلِ سِیَر نے اس سال آنے والے آدمیوں کی تعداد ۱۲ بتائی اور ان کے نام بھی لکھے۔ ان میں ابنِ ہشام (۱۲) ابنِ سعد (۱۳) طبری (۱۴) عبدالرحمان ابنِ جوزی (۱۵) سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۷) صفی الرحمان مبارک پوری (۱۸) ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۹) مُلا معین واعظ کاشفی (۲۰) عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (۲۱) ابنِ حزم ظاہری (۲۲) غلام احمد حریری (۲۳) کرم شاہ (۲۴) عبدالصمد صارم (۲۵) ادریس کاندھلوی (۲۶) محمد احسان الحق سلیمانی (۲۷) اور مصباح الدین شکیل (۲۸) شامل ہیں۔

چند سیرت نگار ایسے بھی ہیں جنھوں نے ۱۲ افراد کا ذکر کیا مگر نمونے کے طور پر دو چار نام گنوائے مثلاً محدث دہلوی نے ۱۲ آدمیوں کی اس بیعت میں صرف عُبادہ بن صامت عُوَیم بن ساعدہ اور ذکوان بن عبدِ قیس کا نام لکھا (۲۹) نقی علی خان نے صرف تین نام (وغیرہم کے ساتھ) لکھے اور تعداد نہیں لکھی۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے تین ناموں میں حضرت جابر بن عبداللہ کا نام شامل کیا جو غلط ہے۔ ان کے نام کو نکال دیں تو صرف دو نام عبادہ اور معاذ رہ جاتے ہیں (۳۰)

نئی بات کہنے کے شوق میں ڈاکٹر حمید اللہ نے پہلے چھے صحابہ کے آنے کا ذکر کیا پھر ایک سال بعد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مدینہ سے بارہ نئے آدمی مکہ آئے اور عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ﷺ نے "ان بارہ آدمیوں کو جو بارہ مختلف قبیلوں کے نمائندے تھے، اپنی طرف سے ان قبیلوں میں نقیب یا سردار مامور کیا اور انہی میں سے ایک کو نقیب النقبا" (۳۱) بنایا۔ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ

1- ۱۲ ہجری میں آنے والے ان بارہ آدمیوں میں پانچ پہلے تھے اور باقی سات نئے

افراد آئے تھے۔

2- سات نئے آنے والوں میں پانچ قبیلہ خزرج اور دو قبیلہ اوس سے تھے۔ مختلف قبیلوں سے نہ تھے۔

3- انھوں نے صرف بیعت کی اور واپس چلے گئے یہ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ ہے۔ اگلے برس ۷۵ افراد آئے۔

۷۵ افراد والی بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ میں بارہ نُقَبا مقرر کیے گئے تھے اس سے پہلے نقبا کا تقرّر نہیں ہوا تھا۔ مگر حمید اللہ نے بارہ آدمیوں والی بیعتِ عقبہ اولیٰ میں ہی بارہ نقبا مقرر کروائے اور پھر بیعتِ عقبہ ثانیہ اور ۷۵ افراد کا ذکر ہی نہیں کیا۔ گویا بات ختم کردی۔

اس سال حضرت جابر بن عبداللہ کسی وجہ سے نہیں آسکے تھے اس لیے سیرت نگاروں نے اس بار آنے والوں میں یا تو انھیں شامل ہی نہیں کیا یا کچھ نے یوں ذکر کیا کہ ان کے علاوہ پچھلے پانچ آدمی حاضر ہوئے۔ صرف تقی علی خان نے انھیں غلط طور پر اس بار آنے والوں میں شامل کیا (۳۲) اور راجا محمد شریف نے نیا کام دکھایا کہ حضرت جابر کی جگہ حضرت سعد بن ربیع کا نام لکھا کہ حضرت سعد بن ربیع کے علاوہ باقی پانچ افراد آئے (۳۳) حیرت ہے کہ انھوں نے حضرت جابر کے بجائے حضرت سعد بن ربیع کا نام کیوں لکھا۔

بارہ آدمیوں میں پچھلے سال مسلمان ہونے والوں میں حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ پانچ افراد اپنے ہمراہ سات نئے آدمیوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کی۔ ابنِ ہشام (۳۴) ابنِ سعد (۳۵) طبری (۳۶) عبدالرحمان ابنِ جوزی (۳۷) ابنِ حزم ظاہری (۳۸) ابراہیم میر سیالکوٹی (۳۹) مودودی (۴۰) صفی الرحمان مبارک پوری (۴۱) ادریس کاندھلوی (۴۲) عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (۴۳) کرم شاہ (۴۴) عبدالصمد صارم (۴۵) مصباح الدین شکیل (۴۶) محمد احسان الحق

سلیمانی (۴۷) اور محمد کلیم ارائیں (۴۸) نے ان سات نئے آدمیوں کے نام یہ لکھے ہیں۔

1- معاذ بن حارث 2- ذَکوان بن عبدِ قیس 3- عُبادہ بن صامت

4- یزید بن ثعلبہ 5- عباس بن عُبادہ بن نضلہ 6- ابوالہیثم بن التیہان

7- عُویم بن ساعدہ (رضی اللہ عنھم)

البتہ قاضی سلیمان منصور پوری اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے سات آدمیوں کے ناموں کی فہرست میں سے یزید بن ثعلبہ کا نام نکال کر خالد بن مخلد لکھ دیا (۴۹)۔ سید ظفر حسن امروہوی (۵۰) اور راجا محمد شریف نے بھی ایسا ہی کیا (۵۱) حالانکہ ابنِ حزم ظاہری نے حضرت ذکوان بن عبدِ قیس کے نام کے ساتھ نسب میں "بن خلدہ یا خالد بن مخلد بن عامر بن زریق" لکھا (۵۲) اور ابنِ اثیر نے اور طبری نے "بن خلدہ بن مخلہ بن عامر بن زریق" لکھا (۵۳) اس طرح یہ بات ثابت ہے کہ قاضی سلمان منصور پوری اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اور ان کے زیرِ اثر بعض دوسروں نے حضرت ذکوان بن عبدِ قیس کے نسب کو نئے آدمی کی طرح شامل کیا اور حضرت یزید بن ثعلبہ کو اس فہرست سے نکال کر گنتی پوری کردی۔

غلام احمد حریری نے ۱۲ آدمیوں کی فہرست دی اور سات نئے آنے والوں کے نام لکھتے ہوئے عباس بن عبادہ کا نام شامل نہیں کیا۔ پچھلے سال آنے والوں میں رافع بن مالک، عوف بن حارث (۵۴) اسعد بن زرارہ (۵۵) قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر (۵۶) کے نام لکھے اور نئے آنے والوں میں صرف عبادہ بن صامت، ابوالہیثم، عویم کا نام لکھا اور پھر معوذ بن عفرا کا نام لکھ کر کہتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق ان کی بجائے یزید بن ثعلبہ تھے۔ پھر سعد بن عبادہ کا نام شامل کر کے لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں ان کی جگہ ذکوان بن عبدِ قیس تھے۔ اسی طرح انھوں نے منذر بن عمرو کا نام بھی لکھا۔ (۵۷) حالانکہ اس بیعت میں سعد بن عبادہ، معوذ بن عفرا اور منذر بن عمرو کا نام کسی طرح

شامل نہیں کیا جاسکتا اور نہ کسی اور سیرت نگار نے کیا ہے۔

عروہ بن زبیر اس سال آنے والوں کی تعداد کا تعین نہیں کرتے بلکہ صرف آٹھ آدمیوں کے نام لکھتے ہیں۔ انھوں نے عباس بن عبادہ کے علاوہ باقی حضرات کے نام لکھ کر ان میں پہلے سال آنے والے حضرت اسعد بن زرارہ اور رافع بن مالک کا نام شامل کردیا (۵۸)

"عہدِ نبوت کے ماہ وسال" میں مخدوم محمد ہاشم نے ۱۲ افراد کے نام درج کیے اور ان میں پچھلے سال آنے والوں میں رافع بن مالک قطبہ بن عامر عقبہ بن عامر کے نام لکھے باقی تین نام نہیں لکھے اور اس سال آنے والوں میں عبادہ بن صامت ذکوان بن عبد قیس اور عویم بن ساعدہ کے نام لکھے مگر ان میں معاذ بن حارث یزید بن ثعلبہ اور عباس بن عبادہ کے نام درج نہیں کیے بلکہ چند نئے نام شامل کردیئے۔ جن میں بشیر بن سعد سعد بن معاذ اسید بن حضیر ابی بن کعب عقبہ بن عامر اور عبداللہ بن عمرو (جو حضرت جابر بن عبداللہ کے والد ہیں) کو شامل کرکے پورے ۱۲ افراد کی فہرست دے دی اور اگلے برس ۷۵ افراد والی بیعت کا ذکر بھی کیا۔ (۵۹) حقیقت یہ ہے کہ جو نئے نام انھوں نے لکھے وہ افراد ۷۵ افراد میں شامل تھے اور اس سے پہلے مکہ نہیں آئے تھے۔ جعفر شاہ پھلواروی ۱۲ افراد کے ذکر میں پچھلے نام گنواتے ہیں مگر نئے سات آدمیوں کے نام نہیں لکھتے۔ (۶۰)

حقیقت یہی ہے کہ اس بار یثرب سے بارہ اشخاص اسلام کی حقانیت کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے حج پر آئے۔ ان میں سے پانچ وہی تھے جو گزشتہ سال ایمان کی دولت سے دولتمند ہو کر گئے تھے۔ سات نئے یثربی معاذ بن حارث ذکوان بن عبد قیس عبادہ بن صامت یزید بن ثعلبہ عباس بن عبادہ بن نضلہ ابوالہیثم بن التیہان اور عویم بن ساعدہ تھے جنھوں نے حضور رسولِ اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی فضیلت پائی۔ گزشتہ

برس کے صاحبانِ ایمان میں سے صرف حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب اس مرتبہ نہ آسکے تھے۔ جن سیرت نگار حضرات نے کوئی مختلف بات لکھی ہے وہ نظرانداز کرنے کے قابل ہے۔

بیعت کے الفاظ

۱۲ ہجری میں مدینہ سے آنے والے ان ۱۲ افراد سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی بار بیعت لی۔ ابنِ سعد (۶۱) اور عبدالصمد رحمانی (۶۲) نے اس بیعت کو "بیعتِ خواتین" ابنِ ہشام (۶۳) پیر محمد کرم شاہ (۶۴) اور ابنِ کثیر (۶۵) نے "عورتوں کی سی بیعت" کہا۔ ہیکل نے اس بیعت کو بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ (۶۶) اور ابراہیم میر سیالکوٹی نے اسے "بیعتِ توبہ" (۶۷) کہا۔ ابنِ حزم ظاہری (۶۸) شیخ محمد رضا مصری (۶۹) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (۷۰) ابوالکلام آزاد (۷۱) اور ابوالاعلیٰ مودودی (۷۲) نے اس کو "بیعتِ نسا" کا نام دیا۔

پیر محمد کرم شاہ عیون الاثر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اس بیعت کو عقبہ العقبۃ الاولیٰ کہا جاتا ہے۔ لیکن امام یوسف بن محمد الصالحی نے اس بیعت کو بیعۃ العقبۃ الثانیہ کہا ہے۔ اور گزشتہ سال چھ آدمیوں نے جو بیعت کی تھی اس کو امام موصوف نے بیعۃ العقبۃ الاولیٰ کہا ہے (۷۳)۔

صفی الرحمان مبارک پوری اس بیعت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ وہی باتیں تھیں جن پر آئندہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے وقت عورتوں سے بیعت لی گئی (۷۴) عبدالرحمٰن ابنِ جوزی کے مطابق یہ وہی شرائط تھیں جو قرآنِ پاک میں عورتوں کی بیعت کے لیے بنیاد بنائی گئی تھیں اور اس وقت تک جہاد اور حرب وقتال کا حکم نازل نہیں ہوا تھا (۷۵)۔

ابنِ حزم ظاہری (۷۶) اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (۷۷) کے مطابق یہ بیعت اس وجہ سے بیعتِ نساء کے نام سے مشہور ہے کہ اس میں قتال کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے انھی اُمور پر بیعت لیا کرتے تھے (۷۸)۔

شیخ محمد رضا مصری بیعت کے الفاظ نہیں لکھتے، صرف اتنا لکھتے ہیں کہ ''یہ بیعت 'بیعتِ نسا' کے نام سے مشہور ہوئی کیونکہ یہ بیعت ان اُمور پر ہوئی تھی جن کا ذکر سورہ ممتحنہ میں خاص کر خواتین کی بیعت کے سلسلہ میں آیا ہے''۔ سورہ ممتحنہ کی آیت کا ترجمہ یہ ہے:

''اے نبی (ﷺ)! جب مومن عورتیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان اُمور پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیں کہ وہ ہرگز کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں گی۔ نہ کبھی چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ نہ ہی وہ دوسروں کی گناہ کی اولاد کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان اپنے شوہر کے نطفہ سے ثابت کریں گی اور نیک کاموں میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی تو اس صورت میں آپ ﷺ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے حق میں دُعائے مغفرت کیا کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربان ہے''۔ (۷۹) سورہ ممتحنہ کا حوالہ کئی اور سیرت نگاروں نے بھی دیا ہے (۸۰)۔

جن سیرت نگاروں نے صرف بیعت کرنے کا ذکر کیا مگر بیعت کے الفاظ نہیں کہے، ان میں عروہ بن زبیر (۸۱) شبلی نعمانی (۸۲) عبدالرؤف دانا پوری (۸۳) عبدالحق محدث دہلوی (۸۴) مصطفیٰ سباعی (۸۵) عبدالمقتدر (۸۶) غلام ربانی عزیز (۸۷) نقی علی خان (۸۸) امیر الدین (۸۹) اور محمد باقر مجلسی (۹۰) شامل ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۲ صحابہ کرام سے جو بیعت لی، اس کے

الفاظ یہ ہیں: ''اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کے مرتکب ہوں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ ﷺ کے حکم کے خلاف جائیں گے (۹۱)''۔

بیعت کے الفاظ میں ہے کہ کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگائیں گے۔ اس بات کو ہر سیرت نگار نے اپنے طور پر مختلف الفاظ میں لکھا مثلاً ابن سعد یہاں یہ فقرہ لکھتے ہیں کہ ''کوئی بہتان جو دیدہ و دانستہ بنایا ہو، نہ باندھیں گے'' (۹۲) طبری کے مطابق ''اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لیے نہیں کہیں گے'' (۹۳) کچھ سیرت نگاروں نے لکھا کہ ''اور نہ ایسے بہتان کا ارتکاب کریں گے جسے ہم اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اختراع کریں'' (۹۴)۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے لکھا ''ہم کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کیا کریں گے''۔ (۹۵) اسماعیل ظفر آبادی نے لکھا کہ ''کسی پر جھوٹا الزام یا کوئی بہتان نہیں لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کھائیں گے (۹۶) یہی الفاظ پروفیسر سعید اختر اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے بھی درج کیے (۹۷)۔ یہاں سید ظفر حسن امروہوی نے ایک دو الفاظ کا اضافہ کر دیا کہ ''تہمت، چغلی اور غیبت نہ کرنا'' اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کے الفاظ کو سیدھا سیدھا ''لڑکیوں کو قتل نہ کرنا'' لکھا (۹۸) عبداللہ بن شیخ محمد بن عبدالوہاب نے چوری نہ کرنے اور بہتان یا جھوٹا الزام نہ لگانے والے حصے کا ذکر ہی نہیں کیا (۹۹)۔

مصباح الدین شکیل نے بیعت کے الفاظ یوں لکھے: ''ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے۔ ہم زنا نہیں کریں گے۔ ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ ہم کسی پر کوئی بہتان نہیں باندھیں گے۔ ہم کسی امر معروف میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے، خواہ ہم خوشحال

ہوں، خواہ تنگ حال۔ خواہ وہ حکم ہمیں گوارا ہو یا ناگوار اور خواہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے اور ہم حکومت کے معاملے میں اہلِ حکومت سے نزاع نہیں کریں گے۔ مُسندِ احمد میں اضافہ ہے کہ "اگرچہ تم سمجھتے ہو کہ حکومت ہمارا حق ہے"۔ بخاری میں اضافہ ہے کہ "الّا یہ کہ تم کھلا کفر دیکھو، اور یہ کہ ہم جہاں اور جس حال میں بھی ہوں، حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ بیعت کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر تم نے اس عہد کو پورا کیا تو تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے اور اگر کسی نے ممنوع کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ چاہے عذاب دے، چاہے معاف کر دے" (۱۰۰)

بیعت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جو الفاظ کہے تھے ان الفاظ کو عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے یوں لکھا ہے جیسے وہ بیعت کا حصہ ہوں (۱۰۱)۔ مُلّا معین واعظ کاشفی نے بھی ایسا ہی کیا اور بیعت کے الفاظ سے چوری، زنا اور اولاد کو قتل کرنے اور بہتان نہ باندھنے کے الفاظ درج ہی نہیں کیے (۱۰۲)۔

شبلی نعمانی بیعتِ عَقَبۂ اُولیٰ کے ۱۲ افراد کے بیعت کرنے کا ذکر تو کرتے ہیں مگر بیعت کے الفاظ نہیں لکھتے۔ اور پھر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں بیعت کے یہی الفاظ درج کر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ "صحیح بخاری کی روایت ہے کہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ یہ بیعتِ عَقَبہ اولیٰ کی شرائط ہیں۔ آخر بیعت اس بات پر لی گئی کہ انصار آپ ﷺ کی جان کی حفاظت کریں گے"۔ (۱۰۳)

ابراہیم سیالکوٹی شبلی کی اس بات کے جواب میں لکھتے ہیں کہ "مولانا صاحب مرحوم کو التباس ہو گیا ہے۔ صحیح (بخاری) کی روایت میں عقبۂ اُولیٰ یا ثانیہ کی تصریح نہیں ہے" (۱۰۳۔ الف) (انہوں نے) صحیح بخاری اور کتبِ سیرت کے بیان میں اختلاف سمجھ کر اپنے خیال میں صحیح (بخاری) کے بیان کو ترجیح دی ہے اور یہ قطعاً درست نہیں کیونکہ شرک، چوری

وغیرہ اُمور سے اجتناب کا اقرار بیعتِ اولیٰ میں اور پھر کئی ایک دیگر مواقع پر بھی لیا گیا اور اسے بیعت توبہ بھی کہتے ہیں اور عقبہ کی دوسری بیعت (سیالکوٹی ۱۲ ہجری والی بیعتِ عقبہ اولیٰ کو "بیعتِ عَقَبہ ثانیہ" لکھتے ہیں۔ ش ک) جو اس وقت زیرِ بحث ہے، میں مدافعت اور جنگ اور سمع و اطاعت کا اقرار لیا گیا تھا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور صحیح بخاری کی کسی روایت میں شرک و چوری کے اجتناب پر بیعت لینے کے متعلق عقبہ کی بیعتِ ثانیہ کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔ غالباً مولانا مرحوم کو ان الفاظ سے غلط فہمی ہو گئی ہے" (۱۰۴)۔

محمد جعفر شاہ پھلواروی بیعتِ نساء کے متعلق لکھتے ہیں کہ "حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زبان سے آج وہی شرائطِ بیعت ادا ہو رہی ہیں جو برسوں کے بعد قرآن بن کر نازل ہونے والی تھیں۔ آج یہ الفاظ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ہیں لیکن کل یہ وحیِ الٰہی کے الفاظ بننے والے تھے۔ اس وقت جو شرائط حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے پیش فرمائی تھیں۔ وحی نے ان پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ صرف تصدیق و توثیق کی مہر ثبت کر دی" (۱۰۵)

مصباح الدین شکیل کے مطابق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان ۱۲ افراد کے سامنے سورۂ ابراہیم کی تلاوت فرمائی تھی (۱۰۶)۔ مخدوم محمد ہاشم بھی لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ ابراہیم کی آیات "و اذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد امنا" (۱۰۶۔ الف) سے آخر سورت تک تلاوت کیں (۱۰۷)

یثرب میں اسلام کی باقاعدہ تبلیغ

(حضرت مُصعب بن عُمیرؓ کی ذمّے داری)

کتبِ سِیَر میں ہے کہ بیعتِ عَقَبۂ اُولیٰ کے بارہ افراد کے ساتھ ہی مدینہ والوں کی تعلیم اور دین کی اشاعت کی غرض سے حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچے اور ان کے وہاں

جانے سے اسلام پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ صرف حضرت مصعب بن عمیر ہی مدینہ گئے تھے مگر اس سلسلے میں تھوڑا بہت اختلاف ہوتا رہا۔ کہیں یہ کہ حضرت مصعب بن عمیر اکیلے گئے یا حضرت ابنِ اِم مکتوم بھی ساتھ گئے' کہیں یہ کہ بعد میں بھیجے گئے یا بلائے گئے وغیرہ۔

بعض سیرت نگاروں نے سیرت کے اس اہم پہلو کو بالکل نظرانداز کر کے سرے سے حضرت مصعبؓ بن عمیر یا کسی بھی مبلغ کے مدینہ جانے کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ان میں محمد جعفر شاہ پھلواروی (۱۰۸) الشیخ مصطفیٰ غلامینی (۱۰۹) راجا محمد شریف (۱۱۰) اور مفتی محمد شفیع (۱۱۱) شامل ہیں۔

سید امیر علی نے کسی صحابی کا نام نہیں لکھا بلکہ صرف اتنا لکھا کہ مذہب کے اصول انہیں سمجھانے کے لیے آپ ﷺ نے "ایک صحابی" کو ان کے ساتھ بھیج دیا (۱۱۲) جن سیرت نگاروں کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو اپنی مرضی سے اپنا سفیر مقرر کر کے مدینہ بھیجا کہ وہ انھیں قرآن پڑھائیں اور اسلامی تعلیم دیں۔ ان میں صفی الرحمان مبارکپوری (۱۱۳) عبدالرحمان ابنِ جوزی (۱۱۴) ابنِ ہشام (۱۱۵) طبری (۱۱۶) محمد حسین ہیکل (۱۱۷) قاضی سلیمان سلمان منصور پوری (۱۱۸) شیخ محمد رضا مصری (۱۱۹) ابوالحسن علی ندوی (۱۲۰) معین واعظ کاشفی (۱۲۱) مصطفیٰ سباعی (۱۲۲) امیر الدین (۱۲۳) محمد احسان الحق سلیمانی (۱۲۴) نجم الحسن (۱۲۵) ایم ڈی فاروق (۱۲۶) اور عبدالحئی کتانی (۱۲۷) شامل ہیں۔ لیکن علامہ شبلی نعمانی (۱۲۸) عبدالحق محدث دہلوی (۱۲۹) عبدالمقتدر (۱۳۰) اور سید ظفر حسن امروہوی (۱۳۱) نے لکھا کہ حضرت مصعب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی "خواہش" پر مدینہ بھیجا تھا۔ یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ یثربی مسلمانوں کے ساتھ گئے یا بعد میں الگ بھیجے گئے۔

غلام ربانی عزیز (۱۳۲) عبدالصمد رحمانی (۱۳۳) سید محمد میاں (۱۳۴) ابو الکلام آزاد (۱۳۵) محمد اسماعیل ظفرآبادی (۱۳۶) انصار کی خواہش کے بجائے انصار کی "درخواست" لکھتے ہیں' جو ظاہر ہے کہ الگ بات نہیں ہے۔

ابنِ سعد (۱۳۷) عروہ بن زبیر (۱۳۸) سعید انصاری (۱۳۹) اور نقی علی خان (۱۴۰) لکھتے ہیں کہ مدینہ جانے کے بعد اوس وخزرج نے باہم مشورے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھ کر عرض کی کہ ہمارے ہاں کسی کو بھیج دیں جو ہمیں قرآن پڑھائے۔ اور آپ ﷺ نے اس درخواست پر حضرت مصعب بن عمیر کو وہاں بھیج دیا۔

ابنِ ہشام نے لکھا کہ اوس اور خزرج ایک دوسرے کا امام بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت مصعب انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے (۱۴۱)

حافظ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ انصار نے مدینہ جانے کے بعد اپنے دو آدمی حضرت رافع بن مالک اور حضرت معاذ بن عفرا کو مکہ بھیج کر درخواست کی تھی کہ ہمارے پاس کوئی ایسا شخص بھیج دیں جو ہمیں دین سکھائے تو آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا (۱۴۲) موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن مالک اور حضرت معاذ بن عفرا بارہ افراد کے مدینہ جانے کے چند ماہ بعد مبلغ کی درخواست کے لیے مکہ آئے تھے (۱۴۳)

جن کے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ حضرت ابنِ اُم مکتوم کو بھی تبلیغ دین کے لیے مدینہ بھیجا تھا' ان سیرت نگاروں میں ابنِ حزم ظاہری (۱۴۴) ابن کثیر (۱۴۵) عبدالرؤف داناپوری (۱۴۶) ادریس کاندھلوی (۱۴۷) پروفیسر سعید اختر (۱۴۸) اور محمد کلیم ارائیں (۱۴۹) شامل ہیں جو لکھتے ہیں کہ جب انصار مدینہ جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کو ساتھ بھیج دیا تھا۔ جبکہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (۱۵۰) نے لکھا کہ مدینہ جانے کے بعد مدینہ والوں

نے مکتوب کے ذریعے پیغام بھیجا تھا جس وجہ سے آپ ﷺ نے ان دونوں صحابہ کو مدینہ روانہ کیا۔

جن سیرت نگاروں نے مندرجہ بالا تمام روایات کا اکٹھا ذکر اپنی کتابوں میں کیا' ان میں ابوالاعلیٰ مودودی (۱۵۱) ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۵۲) پیر محمد کرم شاہ (۱۵۳) اور مصباح الدین شکیل (۱۵۴) شامل ہیں۔

طالب ہاشمی عام طور پر کوئی ایسی بات نہیں لکھا کرتے جو مشکوک ہو۔ اس لیے انھوں نے جب حضرت ابنِ اُم مکتوم کا ذکر کیا تو ان کی باقی تمام فضیلتیں بیان کیں مگر یہ نہیں لکھا کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہمراہ تبلیغ کے لیے مدینہ بھیجا تھا۔ اتنا ضرور لکھتے ہیں کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو ان کو اذان دینے پر مامور فرمایا (۱۵۵)۔

حضرت ابنِ اُم مکتوم کا اصل نام عمرو بن قیس تھا۔ ابنِ اثیر عمرو بن قیس کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ "انھوں نے مصعب بن عمیر کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور بقولِ بعض بدر کے کچھ دن بعد ہجرت کی تھی۔ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ مرتبہ مدینہ پر خلیفہ بنایا تھا۔ حالانکہ یہ نابینا تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذّن تھے (۱۵۶) پھر حضرت مُصعب بن عُمیر کے ذکر میں یوں لکھتے ہیں کہ "وہ عقبہ اول کے بعد اہلِ مدینہ کو نماز اور قرآن پڑھانے کے لیے مدینہ چلے گئے تھے .... براء بن عازب سے منقول ہے کہ مصعب بن عمیر' جو بنو عبدالدار کے بھائی ہیں' سب سے پہلے ہجرت کر کے (مدینہ) آئے۔ ان کے بعد عمرو بن ام مکتوم' عمار بن یاسر' سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود اور حضرت بلال نے ہجرت کی۔ ان حضرات کے علاوہ حضرت عمر بھی پہنچ گئے۔" (۱۵۷)

حضرت مصعب بن عمیر ہی کو مدینہ منورہ میں کیوں بھیجا گیا' اس بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ یہ بہت ہی مخلص مسلمان اور نفسیات کے ماہر تھے (۱۵۸) محمد یوسف فاروقی اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ تحریکِ اسلامی کے آغاز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکمرانوں اور سرداروں کے پاس اپنے سفیر نہیں بھیجے بلکہ عام لوگوں سے خود بھی رابطہ رکھا اور اپنے نمائندے بھی ان میں بھیج کر قریبی رابطہ رکھا۔ بیعتِ عَقَبہ اولیٰ کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو اپنا نمائندہ بنا کر قبائل اوس و خزرج میں روانہ کر دیا تا کہ وہ ان لوگوں میں دعوت دین اور اشاعت حق کا فریضہ انجام دیں اور اسلام قبول کرنے والوں کی تربیت اور تزکیہ نفس کے کام کریں۔ حضرت مصعب کا اندازِ دعوت بہت لطیف تھا۔ وہ مؤثّر اور مضبوط دلائل سے قائل کیا کرتے تھے۔ اس لیے انھوں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی' اس نے انکار نہ کیا۔ نہ صرف عام لوگوں بلکہ اوس و خزرج کے سرداروں مثلاً سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کو بھی دائرۂ اسلام میں داخل کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جلد ہی دونوں عظیم قبائل کے تقریباً تمام افراد مسلمان ہو گئے (۱۵۹)

کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر تبلیغ کے لیے مدینہ جانے سے پہلے خوش لباس ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں ان کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے دیکھے گئے اور ان کو اس حالت میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اگر حضرت مصعب بن عمیر مدینہ جا کر صرف اپنی ذات اور لباس پر توجہ دیتے رہتے تو لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا آسان نہ ہوتا۔ جب اسلام کی طرف بلانے والے نے صرف خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تو دوسرے بھی متاثّر ہوئے اور انھوں نے اسلام کے بارے میں ان کی بات کو سنجیدگی سے لیا۔

یثرب میں تبلیغِ اسلام کے حوالے سے' سامنے آنے والی مختلف روایات سے اور

ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ

ابنِ سعد کہتے ہیں کہ حضرت ذکوان بن عبد قیس انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے یہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ہمراہ مکہ آئے' اسلام قبول کیا اور واپس چلے گئے۔ ابنِ ہشام' ابنِ سعد' طبری' عبدالرحمان ابنِ جوزی' ابنِ اثیر کے مطابق یہ بیعتِ عَقبہ اُولیٰ میں شریک تھے اور انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ کے افراد کی فہرست میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔

ابن سعد ان کی ایک اور خصوصیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بعد یہ واپس مدینہ نہیں گئے بلکہ حضور ﷺ کی خدمت میں ہی ٹھہرے رہے آپ ﷺ کے ساتھ ہی مدینہ ہجرت کی' اس وجہ سے انھیں مہاجر انصار کہا جاتا ہے جبکہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ عقبہ کبریٰ میں شرکت کے بعد مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ آپ ﷺ کی خدمت میں آ گئے اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔

یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو عبدالرحمان یا ابو عبداللہ تھی۔ ابن اثیر نے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ بیعت عقبہ اولیٰ و کبریٰ دونوں میں شامل تھے۔ طبری نے بھی یہی کہا ہے۔ ابنِ ہشام اور ابنِ حزم ظاہری نے بھی انھیں بیعتِ عَقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

معاذ بن حارث (عفراؓ)

حضرت معاذ بن حارث کے بارے میں واقدی کی روایت ہے کہ حضرت معاذ بن حارث اور رافع بن مالک زرقی ان انصار میں سے ہیں) جو حضور اکرم ﷺ پر مکہ میں اسلام لائے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ انصار کے چھ آدمیوں کا حضور ﷺ پر ایمان لانا زیادہ صحیح اور درست قول ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ حضرت معاذ بن حارث کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

راویوں اور اہلِ سیر کی ثقاہت کے اعتبار سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بیعتِ عَقبہ میں حصہ لینے والے بارہ یثربیوں نے حج ہی کے موقع پر' یا بعد میں دو ایک ساتھیوں کو بھیج کر حضورِ اکرم ﷺ سے گزارش کی کہ تبلیغ کے مقصد کے لیے کسی موزوں صحابی کو یثرب بھیجیں۔ اور گمان غالب ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اس مقصد کے لیے حج کے فوراً بعد یثرب بھیج دیا گیا ہو گا۔

ممکن ہے کہ ابنِ اُم مکتومؓ بھی یثرب پہنچ کر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے ہوں اور ان کی مساعی بھی رنگ لائی ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بطورِ خاص مُبلّغ کے طور پر نامزدگی صرف حضرت مصعب بن عمیرؓ ہی کی ہوئی۔

یثربی مسلمان اپنے طور پر اس اہم کام میں مصروف تھے ہی۔ جس کے نتیجے میں ۱۲ نبوی میں سات نئے حضرات نے بیعتِ عَقبہ اُولیٰ میں حصہ لیا۔ سن ۱۳ نبوی میں ستّر سے زیادہ لوگوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو تبلیغ کی اس کامیابی میں یثربی مسلمانوں کی کوشش بھی شامل رہی ہو گی لیکن حضرت مصعبؓ کی نامزدگی چونکہ حضورِ اکرم ﷺ نے خود فرمائی تھی' اس لیے ان کی مساعی اور موعظہ بالحسنہ اور موعظہ بالحکمہ پر بطریقِ احسن ان کے عمل نے نتائج کو زیادہ ثمر آور کر دیا ہو گا۔ اس کامیابی میں حضرت ابنِ اُم مکتومؓ یا ان دیگر مکی مسلمانوں کا بھی حصہ ہو سکتا ہے جو اس دوران میں مکہ سے یثرب پہنچے۔ سہرا بہر حال حضرت مصعب بن عمیرؓ ہی کے سر ہے۔

بیعتِ عَقبہ اُولیٰ کرنے والے (بارہ اصحابؓ)

بیعت عقبہ اولیٰ میں بارہ صحابہ کرامؓ نے شرکت کی۔ ان میں سے پانچ وہی تھے جو پار سالی حاضر ہو کر حضور ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ باقی سات اصحابؓ کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے:

عبّاس بن عُبادہؓ

یہ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور کبریٰ میں شامل تھے۔ ابنِ اثیر نے بھی انھیں عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک لکھا ہے۔ ابنِ اسحاق کے مطابق حضرت عباس بن عبادہ نے بیعتِ عقبۂ کبریٰ کے دن انصار سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ اے گروہِ خزرج تم لوگ جانتے ہو کہ کس چیز پر حضور ﷺ سے بیعت کر رہے ہو تم لوگ حضور ﷺ سے تمام کافروں کے جہاد پر بیعت کر رہے ہو۔ بیعت کے بعد حضرت عباس بن عبادہ نے عرض کی اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہم کافروں پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑیں۔ حضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ اس کے بعد یہ مکہ ہی میں آپ ﷺ کے پاس رہنے لگے۔ جب آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی تو یہ بھی مدینہ چلے گئے۔ اس وجہ سے یہ انصار بھی ہیں اور مہاجر بھی۔ ادریس کاندھلوی کے علاوہ سب نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

عُویم بن ساعدہؓ

واقدی نے لکھا ہے کہ حضرت عُویم بن ساعدہ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ عدوی نے ابن قداح سے نقل کیا ہے کہ یہ تینوں عقبوں میں شریک ہوئے تھے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ عویم ان آٹھ آدمیوں میں سے تھے جو انصارِ اولیٰ میں سے ہیں جنھوں نے مکہ میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ عویم بن ساعدہ دونوں عقبہ میں شریک ہوئے اور موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور ابی معشر کے مطابق یہ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ابنِ ہشام اور ان کی تقلید میں محمد کلیم ارائیں نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔

عُبادہ بن صامتؓ

حضرت عبادہ بن صامت بیعتِ عقبہ اولیٰ و کبریٰ میں شامل تھے اور نقیب بھی مقرر

ہوئے۔ ان کا تفصیلی ذکر نقبا میں کیا جا رہا ہے۔

ابو الهیثم بن التیهانؓ

حضرت ابوالہیثم بن التیہان بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک تھے اور عقبہ کبریٰ میں انھوں نے جو الفاظ کہے، وہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر نقبا میں ہوگا۔

حضرت **قطبہ بن عامر**ؓ حضرت **عقبہ بن عامر بن نابی**ؓ اور حضرت **عوف بن حارث**ؓ کا ذکر انصارِ اولیٰ کے باب میں کیا جا چکا ہے اور حضرت **اسعد بن زُرارہ**ؓ اور حضرت **رافع بن مالک**ؓ کا تفصیلی ذکر نقبا کے باب میں ہوگا کیونکہ وہ عقبہ کبریٰ کی بیعت میں شامل تھے اور نقیب مقرر ہوئے۔

حواشی

(بیعتِ عقبۂ اُولیٰ (بیعت کرنے والے)

﴿1-﴾ عروہ بن زبیر۔ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۴ ﴿2-﴾ انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ ص ۱۱۵ ﴿3-﴾ اصح السیر۔ ص ۶۰ ﴿4-﴾ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ (الفیصل ناشران)۔ ص ۱۶۶ متن و حاشیہ ﴿5-﴾ حیاتِ محمد ﷺ۔ ص ۲۳۹ ﴿6-﴾ شیخ محمد رضا مصری۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۲۲۶ ﴿7-﴾ غلام ربانی عزیز۔ سیرتِ طیبہ۔ ص ۱۵۲، ۱۵۳ ﴿8-﴾ اشرف علی تھانوی۔ سیرۃ رسول اکرم ﷺ۔ ص ۱۱۷ ﴿9-﴾ قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ رحمۃ للعالمین ﷺ (جلد اول) ص ۷۷ ﴿10-﴾ نبی رحمت ﷺ۔ ص ۱۵۳ ﴿11-﴾ مصطفیٰ سباعی۔ سیرتِ نبوی ﷺ۔ ص ۶۸ ﴿12-﴾ سیرت ابن ہشام کامل۔ جلد اول۔ ص ۳۸۱ ﴿13-﴾ طبقات ابن سعد۔ حصہ اول۔ ص ۲۸۷ ﴿14-﴾ تاریخ طبری۔ جلد اول۔ ص ۱۱۵ ﴿15-﴾ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ۔۔ ص

۲۶۷ (16) سیرت سرورِ عالم ﷺ۔ حصہ دوم۔ ص ۶۹۵ (17) عبدالحق محدث دہلوی (شیخ)۔ مدارج النبوت۔ اول۔ ص ۸۶ (18) الرحیق المختوم۔ ص ۲۳۶ (19) ابراہیم میر سیالکوٹی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ ص ۳۱۶ (20) معارج النبوت۔ ص ۶۰۱ (21) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۶۹ (22) جوامع السیرۃ۔ ص ۹۹ (23) الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ (اردو ترجمہ)۔ ص ۹۲ (24) پیر محمد کرم شاہ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۸۴ (25) عبدالصمد رمانی۔ حیاتِ پیغمبرِ اعظم ﷺ۔ ص ۱۶۹ (26) ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۳۳۲ (27) رسولِ مبین ﷺ۔ ص ۴۲۲ (28) مصباح الدین شکیل۔ سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۶۵۲ (29) عبدالحق محدث دہلوی۔ مدارج النبوت۔ اول۔ ص ۸۶ (30) نقی علی خان۔ انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ ص ۱۱۵ (31) حمیداللہ (ڈاکٹر)۔ خطباتِ بہاولپور۔ ص ۴۱۰ (32) انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ ص ۱۱۵ (33) محمد شریف راجا۔ حیاتِ رسالتمآب ﷺ۔ ص ۱۶۵، ۱۶۶ (34) سیرتِ ابنِ ہشام کامل۔ اول۔ ص ۴۸۲ (35) طبقاتِ ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۸۷ (36) تاریخِ طبری۔ اول۔ ص ۱۱۵ (37) الوفا۔ ص ۲۶۷ (38) جوامع السیرۃ۔ ص ۹۹ (39) ابراہیم میر سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ۳۱۶ (40) مودودی (ابو الاعلیٰ)۔ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ دوم۔ ص ۶۹۵ (41) الرحیق المختوم۔ ص ۲۴۶، ۲۴۷ (42) ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۳۳۲ (43) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۶۹ (44) ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۸۴ (45) عبدالصمد صارم۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۶۹ (46) مصباح الدین شکیل۔ سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۶۵۲، ۶۵۳ (47) محمد احسان الحق سلیمانی۔ رسولِ مبین ﷺ۔ ص ۲۶۹ (48) محمد کلیم ارائیں۔ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۰۶ (49) محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ اول۔ ص ۷۷ حاشیہ/ نصیر احمد ناصر۔ پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ۔ ص ۳۶۰ (50) سید ظفر حسن امروہوی۔ سیرتِ رسول ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۳۳۵ (51) حیاتِ رسالتمآب ﷺ۔ ص ۱۶۵، ۱۶۶ (52) جوامع السیرۃ۔ ص ۹۹ (53) ابنِ اثیر۔ اُسدُ الغابہ۔ جلد ۳۔ ص ۱۹۰/ تاریخِ طبری۔ جلد اول۔ ص ۱۱۵ (54) مکتبہ نبویہ لاہور کے چھپے ہوئے ترجمے میں

انھیں عوف بن مالک لکھا گیا ہے (55) اس ترجمے میں انھیں سعد بن زرارہ لکھا گیا ہے (56) انھیں عتبہ بن عامر لکھا گیا ہے (57) معین واعظ کاشفی۔ معارج النبوت۔ دوم۔ ص ۶۰۱ (58) مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۴ (59) مخدوم محمد ہاشم سندھی۔ عہدِ نبوت کے ماہ و سال۔ ص ۵۷، ۵۸ (60) محمد جعفر شاہ پھلواروی۔ پیغمبرِ انسانیت ﷺ۔ ص ۲۰۸

بیعت کے الفاظ

(61) طبقاتِ ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۸۷ (62) حیاتِ پیغمبرِ اعظم ﷺ۔ ص ۱۶۹ (63) سیرتِ ابن ہشام کامل۔ اول۔ ص ۴۸۲ (64) ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۵۸۶ (65) سیرۃِ سرورِ انبیا ﷺ ("الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ" از ابنِ کثیر کا اردو ترجمہ)۔ ص ۹۲ (66) حیاتِ محمد ﷺ۔ ص ۲۳۸ (67) ابراہیم میر سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۳۱۷ (68) جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۰ (69) محمد رضا (شیخ) محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۲۳۶ (70) پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ۔ ص ۳۶۰ (71) ابوالکلام آزاد۔ رسولِ رحمت ﷺ۔ ص ۱۷۳ (72) مودودی (ابوالاعلیٰ)۔ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ جلد دوم۔ ص ۶۹۵ (73) ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۵۸۶ (74) الرحیق المختوم۔ ص ۲۴۷ (75) الوفا۔ ص ۲۶۷ (76) جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۰ (77) نصیر احمد ناصر۔ پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ۔ ص ۳۶۰ (78) رسولِ رحمت ﷺ۔ ص ۱۷۳ (79) محمد رضا مصری (شیخ)۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۲۳۶ (80) سیرۃِ سرورِ انبیا ﷺ۔ ص ۹۲/ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۶/ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۸۵/ سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۶۵۳ / سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۰۷/ محمد احسان الحق سلیمانی۔ رسولِ مبین ﷺ۔ ص ۴۲۳ (81) عُروہ بن زُبیر۔ مغازیٔ رسولُ اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۴، ۱۲۵ (عروہ بیعت کرنے کا ذکر نہیں کرتے) (82) شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ اول۔ (نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد) ص ۲۴۹ (83) عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر۔ ص ۶۰ (84) مدارج النبوت۔ جلد دوم۔ ص ۸۶ (85) مصطفیٰ سباعی۔ سیرتِ نبوی ﷺ۔ ص ۶۸/ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۲۔ ص ۳۹۳ (86) عبدالمقتدر۔ سیرتِ طیبہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۸۱ (87) غلام ربانی عزیز۔ سیرتِ طیبہ۔ ص ۱۵۲ (88) انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ ص

۱۱۵ ﴿89-﴾ امیر الدین۔ سیرتِ طیبہ۔ ص۲۳۲ ﴿90-﴾ محمد باقر مجلسی۔ حیات القلوب۔ جلد دوم۔ ص ۳۰۷ ﴿91-﴾ سیرت ابنِ ہشام کامل۔ جلد اول۔ ص۳۸۲/ سلمان منصور پوری (قاضی)۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ اول ص ۷۷ ﴿92-﴾ طبقات ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۸۷ ﴿93-﴾ تاریخ طبری۔ اول۔ ص۱۱۶ ﴿94-﴾ الوفا۔ ص ۲۶۷/ الرحیق المختوم۔ ص ۲۸۷/ سیرۃ سرورِ انبیا۔ ص۹۲ حاشیہ/ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۰۷ ﴿95-﴾ سلیمان سلمان منصور پوری، قاضی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ اول۔ ص ۷۷ ﴿96-﴾ اسماعیل ظفر آبادی۔ ہادئ کونین ﷺ۔ ص ۲۲۴ ﴿97-﴾ سعید اختر۔ سید المرسلین ﷺ۔ ص ۷۷/ نصیر احمد ناصر ڈاکٹر۔ پیغمبرِ اعظم و آخر ﷺ۔ ص ۳۶۰ ﴿98-﴾ سید ظفر حسن امروہوی۔ سیرت رسول ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۳۳۵ ﴿99-﴾ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۷۰ ﴿100-﴾ شکیل سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۶۵۴، ۶۵۵ مصباح الدین شکیل نے صحیح بخاری جلد دوم۔ صفحہ ۴۶۶ کتاب الانبیاء۔ حدیث نمبر ۱۰۷۴، ۱۰۷۵ کا حوالہ دیا مگر یہ تحریر ہو بہو ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ اس کے بعد کا حصہ جو مودودی نے بریکٹ میں لکھا ہے، یہ ہے:

''ایک روایت میں ہے کہ ''اگر تم نے ان ممنوع کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور پکڑے گئے اور دنیا میں تم کو سزا دے دی گئی تو وہ اس کا کفّارہ ہوگی اور اگر قیامت تک تمہارے فعل پر پردہ پڑا رہ گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ چاہے سزا دے چاہے معاف کر دے''۔ مودودی نے اس پوری حدیث کو نقل کرنے کے بعد حوالہ میں لکھا کہ

''اس حدیث کے مختلف اجزا بخاری، کتاب الایمان، ابواب مناقب الانصار، کتاب الحدود، کتاب الفتن، کتاب الاحکام اور مسلم، کتاب الحدود اور کتاب الامارہ اور مسند احمد مرویاتِ عبادہ بن صامت میں پائے جاتے ہیں'' (سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص۶۹۶، ۶۹۷)

ان الفاظ کو مصباح الدین شکیل نے نقل نہیں کیا۔ البتہ شکیل نے بخاری کا جو حوالہ دیا ہے، وہ دونوں حدیثیں کتاب الانبیاء میں نہیں، کتاب المناقب میں ہیں اور حضرت عُبادہ بن صامتؓ سے مروی ہیں اور ان میں بیان کیا گیا موقع وہ ہے جب بیعتِ عُقبہ کبریٰ میں دوسرے گیارہ اصحاب کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت کو بھی نقیب مقرر فرمایا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ بیعت کے یہ الفاظ اس وقت کے

ہیں۔

﴿101-﴾ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۷۰ ﴿102-﴾ معارج النبوت۔ جلد دوم۔ ص ۶۰۱ ﴿103-﴾ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ۔ اول (الفیصل ناشران، لاہور)۔ ص۱۶۷، ۱۶۸ ﴿103-الف﴾ ابراہیم میر سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۳۱۷ (حاشیہ)۔ ﴿104﴾ ایضاً۔ ص ۳۳۱۔ ﴿105﴾ پیغمبرِ انسانیت ﷺ۔ ص۲۱۱۔ ﴿106﴾ مصباح الدین شکیل۔ سیرت احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ ص۶۵۲ ﴿106-الف﴾۔ سورہ ابراہیم۔ ۱۳ تا ۳۵۔ محمد یوسف لدھیانوی کے ترجے بعنوان ''عہدِ نبوت کے ماہ و سال'' میں البلد کے بجائے ''البد'' لکھا ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ ﴿107-﴾ عہدِ نبوت کے ماہ و سال۔ ص۵۳

یثرب میں اسلام کی باقاعدہ تبلیغ

﴿108-﴾ پیغمبرِ انسانیت ﷺ۔ ص۲۰۸، ۲۱۵ ﴿109-﴾ الشیخ مصطفیٰ غلامنی۔ سیرت المختار ﷺ۔ ص ۴۴، ۴۵ ﴿110-﴾ راجا محمد شریف۔ شہدائے عہدِ نبوی ﷺ۔ ص۶۲ ﴿111-﴾ مفتی محمد شفیع۔ سیرۃ رسولِ اکرم ﷺ۔ ص ۱۱۷ ﴿112-﴾ سید امیر علی۔ سرورِ کائنات ﷺ۔ (مترجم منصور احمد)۔ ص ۶۹ ﴿113-﴾ صفی الرحمان مبارکپوری۔ الرحیق المختوم۔ ۲۴۷، ۲۴۸ ﴿114-﴾ عبدالرحمان ابنِ جوزی۔ الوفا۔ ص ۲۶۷ ﴿115-﴾ ابنِ ہشام۔ سیرت النبی ﷺ کامل۔ جلد اول۔ ص۳۸۲، ۳۸۳ ﴿116-﴾ علامہ طبری۔ تاریخِ طبری۔ اول۔ ص ۱۱۶ ﴿117-﴾ محمد حسین ہیکل۔ حیاتِ محمد ﷺ۔ ص۲۳۸ ﴿118-﴾ سلمان منصور پوری۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ اول۔ ص ۷۷ ﴿119-﴾ شیخ محمد رضا مصری۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۲۳۶ ﴿120-﴾ ابوالحسن علی ندوی۔ نبیٔ رحمت ﷺ۔ ص ۱۵۳ ﴿121-﴾ معین واعظ کاشفی۔ معارج النبوت۔ دوم۔ ص ۶۰۱ ﴿122-﴾ مصطفیٰ سباعی۔ سیرتِ نبوی ﷺ۔ ص ۶۸ ﴿123-﴾ امیر الدین۔ سیرتِ طیبہ۔ ص ۲۳۲ ﴿124-﴾ محمد احسان الحق سلیمانی۔ رسولِ مبین ﷺ۔ ص ۳۲۳ ﴿125-﴾ نجم الحسن۔ چودہ ستارے۔ ص ۶۱ ﴿126-﴾ ایم ڈی فاروق۔ تاریخ محمد ﷺ۔ ص ۲۶۳ ﴿127-﴾ ''التراتیب الاداریہ'' از عبدالحیٔ کتانی کا اردو ترجمہ بعنوان ''عہدِ نبوی ﷺ کا اسلامی تمدّن''۔ کراچی۔ 1991۔ ص ۳۸ ﴿128-﴾ شبلی نعمانی۔ اول (الفیصل ناشران لاہور)۔ ص ۱۲۶ ﴿129-﴾ مدارج النبوت۔ دوم۔

ص ۸۶ ﴿130-﴾ عبدالمقتدر۔ سیرتِ طیبہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۸۱ ﴿131-﴾ سید ظفر حسن امروہوی۔ سیرت الرسول ﷺ۔ اول۔ ص ۳۳۶ ﴿132-﴾ غلام ربانی عزیز۔ سیرتِ طیبہ۔ ص ۱۵۳ ﴿133-﴾ عبدالصمد رحمانی۔ حیاتِ پیغمبرِ اعظم ﷺ۔ ص ۱۶۹ ﴿134-﴾ محمد میاں تیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۴۸ ﴿135-﴾ ابوالکلام آزاد۔ رسولِ رحمت ﷺ۔ ص ۱۷۳، ۱۷۴ ﴿136-﴾ محمد اسماعیل ظفر آبادی۔ ہادیٔ کونین ﷺ۔ ص ۲۲۴ ﴿137-﴾ ابن سعد۔ طبقاتِ ابن سعد۔ اول۔ ص ۲۸۷ ﴿138-﴾ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۵ ﴿139-﴾ سعید انصاری۔ سیر الصحابہ۔ سیر الانصار۔ اول۔ ص ۸۲ ﴿140-﴾ نقی علی خان۔ انوارِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ۔ ص ۱۱۶ ﴿141-﴾ سیرت ابنِ ہشام کامل۔ اول۔ ص ۳۸۳ ﴿142-﴾ ابراہیم میر سیالکوٹی۔ سیرتِ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۳۱۸ حاشیہ ﴿143-﴾ ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۵۸۶، ۵۸۷ ﴿144-﴾ ابن حزم ظاہری۔ جوامع السیرہ۔ ص ۱۰۰ ﴿145-﴾ سیرۃ سرورِ انبیا ﷺ۔ ص ۹۲، ۹۳ ﴿146-﴾ عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر۔ ص ۶۰ ﴿147-﴾ ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۳۳۳ ﴿148-﴾ سعید اختر۔ سید المرسلین ﷺ۔ ص ۷۷ ﴿149-﴾ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۰۷ ﴿150-﴾ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۷۲ ﴿151-﴾ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۶۹۷ ﴿152-﴾ ابراہیم سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۳۱۸ حاشیہ ﴿153-﴾ ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۵۸۶، ۵۸۷ ﴿154-﴾ سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۶۶۰ حاشیہ نمبر ۴۰، ۵۰ ﴿155-﴾ طالب ہاشمی۔ خیر البشر ﷺ کے چالیس جانثار۔ ص ۱۲۰ ﴿156-﴾ اسد الغابہ۔ جلد ۷۔ ص ۱۷۱ ﴿157-﴾ ایضاً۔ جلد ۸۔ ص ۱۶۰ ﴿158-﴾ ڈاکٹر حمید اللہ۔ خطباتِ بہاولپور۔ ص ۴۱۰ ﴿159-﴾ نقوش۔ رسول نمبر ﷺ۔ جلد ۷۔ ص ۶۰۳ (''عہدِ نبوی ﷺ میں سفارتی ادارہ'' از محمد یوسف فاروقی)۔

بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ / عَقَبۂ کُبریٰ

بیعت کے الفاظ اور گفتگو کی تفصیل

نُبُوّت کے تیرھویں سال یثرب سے جو لوگ حج کی غرض سے مکہ آئے، ان میں مسلمان بھی شامل تھے۔ مکہ پہنچ کر ایامِ تشریق کے دوران عُقبہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ یہ طے پایا کہ ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں جمرۂ اولیٰ یعنی جمرۂ عقبہ کے پاس جو گھاٹی ہے، اس میں جمع ہوں اور یہ اجتماع رات کی تاریکی میں بالکل خفیہ طریقے سے ہو۔ یثرب کے یہ لوگ دل سے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے آئے تھے۔ جب ملاقات کی رات آئی تو انصار سرِ شام ہی اپنے بستروں پر لیٹ گئے اور یہ تأثر دیا کہ دن بھر کے تھکے ماندے لوگ اب سو گئے ہیں۔ جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو یہ نکلے اور چُھپ چُھپا کر آہستہ آہستہ بھی عقبہ کے پاس گھاٹی میں جمع ہو گئے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا تھا کہ نہ تو کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غیر حاضر کا انتظار کریں۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ ملاقات کے وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا حضرت عبّاس بن عبدالمطلبؓ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے گفتگو شروع کی۔ پھر قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ (۱)

مُسندِ احمد اور طبرانی میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی روایت ہے، کہ انصار نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟ حضورِ

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ تم خوش دلی کی حالت میں ہو یا درماندگی اور افسردگی کی حالت میں، میری بات سنو گے اور اس کی اطاعت کرو گے۔ تم تنگ دست ہو یا خوشحال، ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے۔ اللہ کے معاملے میں حق بات کہو گے اور کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرو گے۔ جب میں تمھارے پاس آؤں تو تم جس طرح اپنی جانوں اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح میرا ساتھ دو گے اور دفاع اور حفاظت کرو گے۔ آخر میں فرمایا کہ اگر تم بیعت کو نبھاؤ گے تو تمھارے لیے جنت کی خوشخبری ہے''۔(۲)

سیرتِ ابنِ کثیر اور سبل الہدیٰ کے حوالے سے پیر محمد کرم شاہ نے لکھا ہے کہ ایسے میں حضرت اسعد بن زُرارہؓ اُٹھے، انھوں نے سب کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے ان مشکلات و مصائب کا ذکر کیا جن سے اس بیعت کے نتیجے میں انصار کو واسطہ پڑ سکتا تھا۔ انھوں نے کہا، سب اہلِ عرب تم سے تعلّق توڑ سکتے ہیں، تم سے ترکِ معاملت کا فیصلہ ہو سکتا ہے، تمھیں تلواروں کی باڑھ کا ہدف بنایا جا سکے گا۔ اس لیے اگر کسی کو ان شدائد کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو تو وہ آج ہی اس بیعت سے الگ ہو جائے۔ اس پر تمام انصار مومنین نے بیک زبان کہا کہ ہم یہ بیعت ضرور کریں گے اور جو معاہدہ کر رہے ہیں، اُسے کسی صورت میں نہیں توڑیں گے۔

ابنِ جریر طبری اور ابنِ ہشام کے حوالے سے سید ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے کہ عبّاس بن عبادہ بن نضلہ انصاریؓ نے بھی اسعد بن زُرارہؓ کی طرح کھل کر بات کی اور کہا کہ اگر تم اس بیعت سے منہ موڑو گے تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی۔ اور اگر تم سمجھتے ہو کہ جس عہد کے ساتھ تم اس ہستی کو اپنے ہاں دعوت دے رہے ہو، اسے اپنے اموال کی تباہی اور اپنے اشراف کی ہلاکت کے باوجود نباہو گے تو پھر بے شک ان کا ہاتھ تھام لو کہ خدا کی قسم!

یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے(۳) مُسندِ احمد، بیہقی اور سبل الہدیٰ کے مطابق حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے اپنی شرائط کے مطابق بیعت لیتے جاتے تھے اور جنت عطا فرماتے جاتے تھے(۴)

اس موقع پر عباس بن عبدالمطلبؓ (جو اس وقت تک صفِ مومنین میں شامل نہیں ہوئے تھے) نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ محمد (ﷺ) اپنے خاندان میں معزّز اور محترم ہیں۔ دشمنوں کے مقابلے میں ہم ہمیشہ ان کے سینہ سپر رہے۔ اب یہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں۔ اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر، ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔

حضرت براء بن مَعْرُور نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ''ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں''۔ وہ ابھی اسی قدر کہہ پائے تھے کہ حضرت ابوالہیثم بن التیہان بول اٹھے کہ یا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) ہمارے اور یہود کے درمیان تعلّقات ہیں۔ بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ کو قوت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو آپ ہمیں چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا! نہیں تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔ (۵)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک ایک کر کے اٹھے، اور آپ ﷺ سے بیعت کی اور اس کے عوض جنت کی بشارت لی۔ دو عورتیں جو ہمارے ساتھ تھیں، حضور ﷺ نے ان سے زبانی بیعت لی (۶) ان لوگوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے عَقَبہ کے مقام پر یہ بیعت کی کہ ہم جس طرح اپنی عورتوں اور اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح حضورِ اکرم ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ہمارے پاس تشریف لے چلیں (۷)

اس بار اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کو جنگ کی اجازت دی تھی۔ اس لیے

جنگ کے لیے بیعت کی گئی۔ یہ شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبۂ اولیٰ میں تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیعت کے الفاظ پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ مرحمت فرمائی تو عقبۂ دوم میں حضور ﷺ نے ان لوگوں سے کالے گورے کے ساتھ جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے بھی عہد لیا، اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کو پورا کرنے کے عوض میں انھیں جنت کی نوید دی (۸)

قاضی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ان کو مدینہ کے اہلِ ایمان نے اسی لیے بھیجا تھا کہ وہ حضور ﷺ کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دیں اور نبی ﷺ سے منظوری حاصل کرلیں (۹)

عبدالرحمان ابنِ جوزی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت براء بن مَعْرُوْر نے بیعت کی (۱۰) ابنِ سعد کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ براء بن معرور نے سب سے پہلے بیعت کی اور کچھ کے مطابق وہ ابوالہیثم بن التیہان یا اسعد بن زُرارہ تھے۔ اور پھر ان کے بعد باقی سب افراد نے بیعت کی (۱۱)

اس سلسلے میں ابوالاعلیٰ مودودی یوں لکھتے ہیں کہ انصار کو بیعت کرنے پر فخر تھا۔ اس لیے یہ بحث چل پڑی کہ سب سے پہلے بیعت کس نے کی۔ ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ بنی النجار کا دعویٰ تھا کہ اولین بیعت کرنے والے اسعد بن زُرارہ تھے۔ بنی عبدالاشہل کا دعویٰ تھا کہ یہ شرف ابوالہیثم بن التیہان کو حاصل ہوا۔ ابنِ اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا کہ بنی سلمہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے بیعت کرنے والے کعب بن مالک تھے۔ ابنِ سعد نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا کہ اوس وخزرج میں اس پر تفاخر ہوا کہ بیعت میں سبقت کرنے والا اوس سے تھا یا خزرج سے۔ آخر کار لوگوں نے اس معاملہ کو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب پر

چھوڑا کیونکہ وہ اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے کہا کہ پہلے اسعد بن زرارہ، پھر براء بن معرور پھر اُسید بن حضیر نے بیعت کی تھی (۱۲)

بیعت کے بعد انصار صحابہ نے حضور ﷺ سے گھاٹی والوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی مگر آپ ﷺ نے اجازت نہ دی (۱۳) حضرت عباس بن عُبادہ بن نضلہ نے عرض کی یارسولؐ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر اپنی تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں (۱۴) حضرت براء بن معرور نے حضور ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر بیعت وعہد کرتے ہوئے عرض کی اس ذاتِ اقدس کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! ہم آپ ﷺ کی حفاظت ونگرانی اسی طرح کریں گے جس طرح اپنے نفوس اور اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ لہذا آپ ہمیں بیعت سے مشرف کرلیں کیونکہ ہم جنگجو لوگ ہیں اور کثیر التعداد۔ اور آباؤ اجداد سے ہمارا کام حرب وقتال چلا آرہا ہے۔ (۱۵)

بیعت کے بعد انصار صحابہ اپنے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے۔ قریش کو شک گزرا تو انہوں نے انصار کے خیموں میں آکر بیعت کے بارے میں پوچھا۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ ہماری قوم کے مشرک جو وہاں موجود تھے، اٹھے اور قسم کھا کر کہنے لگے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا اور نہ ہمیں اس بات کا علم ہے۔ کعب کہتے ہیں کہ مشرکینِ مدینہ کو واقعی اس بات کا علم نہیں تھا اور ہم مسلمان ایک دوسرے کو تعجّب کی نظروں سے دیکھتے تھے (۱۶)

پھر یہ وفد عبداللہ بن اُبَیّ سلول کے پاس پہنچا اور ساری بات بتائی۔ وہ بھی کہنے لگا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ میری قوم مجھے چھوڑ کر کوئی کام نہیں کرسکتی۔ اگر میں یثرب میں ہوتا تو بھی میری قوم میرے مشورے کے بغیر ایسا نہ کرتی۔ مشرکینِ مکہ نے یہ بات سنی تو واپس چلے گئے (۱۷)

قریش کو ان جوابات سے اطمینان نہ ہوا اور وہ برابر ٹوہ میں لگے رہے۔ انھیں
یقین تھا کہ کچھ معاملہ ہوا ہے۔ چنانچہ جب اہلِ مدینہ حج سے واپس جانے لگے تو راستے میں
انھوں نے بیعت کرنے والوں کا پیچھا کیا اور مکہ سے باہر قریب ہی حضرت سعد بن عُبادہ اور
منذر بن عُمْرو کو پکڑ لیا۔ منذر تو بچ نکلے مگر حضرت سعد بن عبادہ پکڑے گئے۔ قریش کے لوگ
ان کے ہاتھ گردن سے باندھے اور مارتے پیٹتے، سر کے بالوں سے پکڑ کر مکہ لے گئے۔
وہاں جُبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ نے کہا کہ یہ ہمارے تاجروں کو اپنے ہاں پناہ دیتے
رہے ہیں اس لیے ہم ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہونے دیں گے، اور پھر انہوں نے حضرت سعدؓ
کو ان ظالموں سے چھڑایا۔ واقدی کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ کے گم ہونے کا جب
انصار کو علم ہوا تو وہ پلٹ کر آئے مگر ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ حضرت سعدؓ ان کو واپس
آتے ہوئے مل گئے (۱۸)

عَقَبۂ کُبریٰ میں ہونے والی بیعت کے بارے میں محمد جعفر شاہ پھلواروی لکھتے ہیں
کہ اس بیعت میں حضور ﷺ نے شرائطِ بیعت کی تکمیل پر جنت کا وعدہ کیا۔ یہاں یہ
بات قابلِ غور ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے کسی سے زر، زن، زمین، اقتدار کا کوئی وعدہ نہیں
فرمایا یا کسی بھی اور دنیوی عیش وطرب یا انعام یا دوسرے مادی فوائد کے حصول کا یقین نہیں
دلایا کہ جن کی طرف انسان فطری طور پر لپکتا اور اس کے حصول کے لیے سر توڑ کوششیں
کرتا ہے بلکہ حضور ﷺ نے ایک ''نادیدہ جنت'' کا وعدہ کیا اور اس وعدہ پر صحابہ کس طرح
بے تأمّل مطمئن ہو گئے اور کس یقین نے انھیں بیعت کے لیے ہاتھ بڑھانے پر مجبور کر دیا۔
انھیں صرف جنت کے وعدے میں کون سی ایسی کشش نظر آئی۔ یقیناً ان نو مسلموں میں جنت
کا تصوُّر کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ ورنہ وہ جنت کا ذکر سنتے ہی سوال کر بیٹھتے کہ یہ کیا چیز
ہے کہ جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جب وہ پیغام دینے والے کو دیکھتے

ہیں کہ انھیں اپنے سچے پیغام سے اتنی فنائیت کے ساتھ عشق ہے کہ اس کی خاطر ہر پیشکش کو
ٹھکرا رہے ہیں اور یہ بڑی سے بڑی قربانی کو پیشانی پر بل لائے بغیر جھیلتے چلے جا رہے
ہیں۔ ورنہ محض جنت کے وعدے میں کہاں سے اتنی کشش آسکتی ہے کہ انسان اپنا سب کچھ
قربان کرنے پر بخوشی راضی ہو جائے۔ قربانی پر آمادہ صرف اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب
بڑی سے بڑی قربانی کا عملی نمونہ بھی سامنے موجود ہو اور اُسوۂ قربانی پیش کرنے والے کی
ساری زندگی عقل وفراست، اخلاص وصداقت اور امانت واستقامت کی قابلِ اعتماد چلتی
پھرتی تصویر ہو۔ کسی پیغام بر کے پیچھے چلنے اور اپنا سب کچھ اسکے ہاتھ بیچ ڈالنے کے لیے پہلی
شرط یہ ہے، غیر متزلزل اور کامل اعتماد اور اعتقاد۔ اور یہی وہ نبوی کردار تھا جس نے دیکھنے
والوں اور سننے والوں میں نورِ یقین پیدا کیا۔ اہلِ ایمان میں جب رسول ﷺ کی نظر کیمیا
اثر یہ زاویۂ نگاہ پیدا کر دے تو صرف وعدہ جنت کے بعد اور کسی نعمت کے انتظار کا کوئی سوال
نہ تھا۔ بس وہ رسول ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے اور انھوں نے جو کچھ کہا اس پر بھی کسی
مزید تفصیل طلبی کے بغیر ایمان لے آئے اور کسی تاخیر کے بغیر بیعت کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔
جذبۂ ایمان وایقان پیدا ہو چکنے کے بعد عقل اور منطقی موشگافیوں کی گنجائش ہی کہاں رہ سکتی
تھی (۱۹)

صفی الرحمان مبارک پوری لکھتے ہیں کہ یہ بیعت ایسی فضا میں زیرِ عمل آئی جس پر
محبت ووفاداری، منتشر اہلِ ایمان کے درمیان تعاوُن وتناصُر، باہمی اعتماد اور جاں سپاری و
شجاعت کے جذبات چھائے ہوئے تھے (۲۰)

ابوالاعلیٰ مودودیؒ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کی اہمیت کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ اہلِ
یثرب حضور ﷺ کو محض ایک پناہ گزین کی حیثیت سے نہیں، بلکہ خدا کے نائب اور اپنے
امام وفرمانروا کی حیثیت سے بلا رہے تھے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ عرب کے مختلف قبائل اور

خطوں میں جو مسلمان منتشر ہیں، وہ یثرب میں جمع ہو کر اور یثربیوں کے ساتھ مل کر ایک منظم
اسلامی معاشرہ بنالیں۔ اس طرح یثرب نے اپنے آپ کو "مدینۃ الاسلام" کی حیثیت سے
پیش کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے قبول کر کے عرب کا پہلا دارالاسلام بنالیا۔
اس پیشکش کے معنی جو کچھ تھے، اس سے اہلِ مدینہ ناواقف نہ تھے۔ اس کے صاف معنٰی یہ
تھے کہ ایک چھوٹا سا قصبہ اپنے آپ کو پورے ملک کی تلواروں اور معاشی و تمدّنی بائیکاٹ کے
مقابلے میں پیش کر رہا تھا۔ چنانچہ بیعتِ عَقَبہ کے موقع پر رات کی اس مجلس میں اسلام کے
ان اولین مددگاروں یعنی انصار نے اس نتیجہ کو خوب اچھی طرح جان بوجھ کر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا تھا جیسا کہ اس موقع پر ان کی تقاریر سے ظاہر ہوتا
ہے (۲۱)

بیعت کرنے والوں کی تعداد

اب ہم دیکھتے ہیں کہ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کا تعیّن
کس طرح کیا گیا۔ "سِیَرُ الصحابہ" میں سعید انصاری نے لکھا کہ انصار کا ایک قافلہ جس میں
پانچ سو کے قریب کافر اور مسلمان شامل تھے حج کی غرض سے مکہ آئے (۲۲) ادریس
کاندھلوی کے مطابق حج کے لیے آنے والوں کی تعداد چار سو سے زیادہ تھی (۲۳) سعید
انصاری بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں ۷۵ افراد کی شرکت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ابنِ
ہشام کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ ان میں قبیلہ خزرج کے بیعت کرنے والوں کی تعداد ۶۲
ہے اور اگر اس میں قبیلہ اوس کے بیعت کرنے والے گیارہ افراد بھی شامل کر لیے جائیں تو
یہ تعداد عورتوں کو ملا کر ۷۵ ہو جاتی ہے ۷۵، ادریس کاندھلوی بھی ۷۵ افراد کے قائل ہیں
لیکن یہ بھی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی نے بیعت کرنے والے والے ۷۵ سے کچھ زیادہ
حضرات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد وہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے ۸۸ ناموں کو درج کرتے

ہیں اور حاشیے میں لکھتے ہیں کہ "یہ تمام نام ہم نے علامہ ابنِ جوزی کی کتاب تلقیح ص ۲۱۵
سے نقل کیے ہیں۔ علامہ ابن ہشام نے سیرت اور حافظ ابنِ سید الناس نے عیون الاثر میں
تقریباً یہی نام ذکر کیے ہیں، صرف آٹھ دس نام کا تفاوت ہے"۔ (۲۵)

ابنِ حزم ظاہری نے "جوامع السّیرۃ" میں بیعتِ عَقَبہ ثانیہ کے عنوان تلے لکھا
ہے کہ "اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ۷۳ افراد اور دو
عورتیں تھیں"۔ پھر ۱۲ نُقَبا کے علاوہ باقی ۵۲ مرد اور دو خواتین کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح ۱۲
نقبا کو ملا کر ان کی تعداد ۶۶ بنتی ہے۔ پھر "بارہ نقیب" کی سرخی بنا کر اس کا حوالہ ابنِ ہشام،
ابن سعد، المحبر، تاریخ طبری، انساب الاشراف، تلقیح المفہوم، ابنِ سید الناس، تاریخ الذہبی
بتاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ "عقبہ ثانیہ میں بارہ نقبا کے علاوہ شرکا" کی سرخی کے حوالے سے
لکھتے ہیں کہ بیعتِ عقبہ کے حاضرین کے ناموں کے لیے دیکھیے "ابن ہشام، تاریخِ ذہبی،
ابن سید الناس اور ابنِ کثیر"۔ (۲۶)

ابن ہشام نے بھی "۷۵" افراد کو بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک بتایا ہے۔ لیکن
عبدالجلیل صدیقی کے ترجمے میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ذکر میں ۵ افراد کی شرکت لکھی
ہے، مگر نام صرف ۴ لکھے ہیں (۲۷) محمد کلیم ارائیں نے "بنی عَمْرو بن عوف" کی سرخی تلے
پانچواں نام امیہ بن البرک کا شامل کیا (۲۸) حالانکہ کسی دوسرے سیرت نگار نے امیہ بن
البرک کا نام شامل نہیں کیا۔ دراصل یہ نام حضرت عبداللہ بن جُبَیر کے نسب میں شامل ہے
جس کو انھوں نے ایک الگ نام کے طور پر لکھ دیا۔ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن جبیر بن نعمان
بن امیہ بن البرک۔ سعید انصاری نے اوس کے عمرو بن عوف سے عُوَیم بن ساعدہ کو شامل کیا
ہے۔ جو دوسرے سیرت نگار ۷۳ مردوں اور دو عورتوں کی بیعت کے قائل ہیں، ان میں
سلمان منصور پوری (۲۹) ابوالاعلیٰ مودودی (۳۰) اور پیر محمد کرم شاہ (۳۱) شامل ہیں۔ ان

کے علاوہ محمد حسین ہیکل (۳۲) شبلی نعمانی (۳۳) ۷۲ انصار صحابہ اور دو انصار خواتین کو
بیعت میں شریک بتاتے ہیں۔ اور طبری (۳۴) عبدالرحمان ابنِ جوزی (۳۵) اور شیخ محمد
رضا مصری (۳۶) کی کتابوں میں ۷۰ مردوں اور دو عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ابنِ سعد لکھتے
ہیں کہ ستر پر ایک یا دو مرد زیادہ تھے اور دو عورتیں بھی تھیں (۳۷)

جو سیرت نگار ایک سے زیادہ روایات کو اپنی کتابوں میں جمع کرتے ہیں ان میں
علامہ قسطلانی بھی ہیں جو لکھتے ہیں کہ "پھر نبی ﷺ کے پاس عقبہ ثالثہ میں آئندہ سال ذی
الحجہ اوسط ایام تشریق میں ستّر مرد آئے اور ابنِ سعد نے کہا ہے کہ ستّر پر ایک یا دو مرد زیادہ
تھے اور دو عورتیں تھیں۔ اور ابنِ اسحاق نے کہا یہ ہے کہ ستّر مرد اور دو عورتیں تھیں اور حاکم نے
کہا ہے کہ پچھتّر نفوس تھے (۳۸) عروہ بن زبیر کے مطابق آئندہ سال "ستّر انصاری
حضرات زیارت بیت اللہ کے لیے آئے۔ ان میں چالیس حضرات بڑی عمر کے اور معززین
میں سے تھے جبکہ تیس حضرات نوجوان۔ ان میں جو بہت چھوٹے تھے وہ ہیں عقبہ بن عامر' ابو
مسعود' جابر بن عبداللہ" (۳۹) مودودی روایات کے اس اختلاف کی وجہ یوں بیان کرتے
ہیں کہ عرب اکثر کسر چھوڑ کر عدد بیان کرتے ہیں اور جماعت کی عظیم اکثریت اگر مردوں پر
مشتمل ہو تو انھی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اکّا دکّا عورت کو نظر انداز کر دیتے ہیں (۴۰)
جنھوں نے اپنی کتابوں میں بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں شریک نُقَبا کے علاوہ کسی صحابہ کا ذکر کیا' ان
کا جائزہ لیا گیا تو پیر محمد کرم شاہ نے تین نام دیئے: کعب بن مالک' عباس بن عُبادہ اور
نعمان بن حارثہ (۴۱)۔ ابراہیم میر سیالکوٹی نے نقبا کے علاوہ دو نام لکھے' کعب' عباس'
(۴۲) مودودی نے پانچ نام لکھے۔ ان میں کعب' عباس' عُوَیم بن ساعدہ' معن بن عدی اور
عبداللہ بن جُبَیر شامل ہیں (۴۳)۔ جبکہ عُروہ بن زبیر نے دس نام گنوائے۔ جو کعب' عباس'
بہیر بن الہیثم' ثابت بن اجدع' جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام' الحارث بن قیس' زید بن لبید

(زیاد بن لبید) عمرو بن غزیہ بن ثعلبہ اور عتبہ بن ثعلبہ ہیں (۴۴)

ان ناموں میں حضرت کعب بن مالک اور عباس بن عُبادہ بن نضلہ کی شرکت کا
ذکر تمام اہلِ سِیَر کرتے ہیں۔ وہ نام جن کا ذکر پہلے کسی بھی سیرت نگار نے نہیں کیا' ان میں
زبیر بن رافع اور نعمان بن حارثہ ہیں۔ نعمان بن حارثہ کا ذکر محمد کرم شاہ اور ادریس کاندھلوی
دونوں نے ہی کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور سیرت نگار نے حضرت نعمان بن حارثہ کا نام
بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں شرکت کرنے والوں میں نہیں لکھا۔

سیرت کی زیادہ تر کتابوں میں بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شریک افراد کے ناموں کا
ذکر ہی نہیں کیا جاتا۔ ایسے اہم سیرت نگاروں میں علامہ قسطلانی کی کتاب "سیرۃ محمدیہ ترجمہ
مواہب اللدنیہ" شبلی نعمانی کی کتاب "سیرۃ النبی ﷺ" محمد حسین ہیکل کی کتاب "حیاتِ
محمد ﷺ"۔ طبری کی "تاریخ طبری" سلمان منصور پوری کی "رحمۃ للعالمین ﷺ"
ابراہیم میر سیالکوٹی کی "سیرۃ المصطفیٰ ﷺ" مودودی کی "سیرتِ سرورِ عالم ﷺ" آر
وی سی باڈلے کی "الرسول ﷺ" پیر محمد کرم شاہ کی "ضیاء النبی ﷺ" اور مصباح الدین
شکیل کی "سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ" شامل ہیں۔

اس کے برعکس ابنِ ہشام نے "سیرت النبی ﷺ کامل" (۴۵) ابنِ حزم
ظاہری نے "جوامع السیرۃ" (۴۶) میں اور محمد کلیم ارائیں نے "سرورِ عالم ﷺ کی چند
انقلاب آفریں راتیں" (۴۷) میں قبیلوں اور ان کی شاخوں کے عنوان تلے اور ادریس
کاندھلوی نے اپنی کتاب "سیرۃ المصطفیٰ ﷺ" (۴۸) میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے
بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں شریک افراد کے نام لکھے ہیں۔ ابنِ سعد نے "طبقات" جلد چہارم میں
فرداً فرداً ان انصار صحابۂ کرام کا ذکر کیا ہے جو ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ انھی میں وہ
صحابۂ کرام بھی شامل ہیں جو بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں شامل ہوئے تھے۔ اور ابنِ سعد کی طرح

سعید انصاری نے "سیر الصحابہ جلد سوم سیرِ انصار حصہ اول و دوم" میں جا بجا ان انصاریوں کا ذکر کیا ہے جو ابتدا میں یا بیعتِ عقبہ اولیٰ یا کبریٰ میں شامل ہوئے تھے۔ الگ سے بیعتِ عقبہ کے افراد کا ذکر نہیں کیا۔ ابن اثیر نے "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" جلد ۱ تا ۹ میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے تمام صحابہ کرامؓ کے حالات لکھے ہیں۔ انہی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کرنے والوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ الگ سے ان صحابہ کا ذکر نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک بیعتِ عقبہ ثانیہ (عقبۂ کبریٰ) کے شرکا کی تعداد ۷۵ تھی۔ ۷۳ مرد اور ۲ خواتین۔

حواشی

﴾1-﴿ عروہ بن زبیر۔ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۷/ تاریخ طبری۔ جلد اول۔ ص ۱۳۱/ طبقات ابن سعد۔ جلد اول ص ۲۸۸/ الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۲۷۵، ۲۷۶/ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۹۵/ الرحیق المختوم۔ ص ۲۵۲ ﴾2-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۴، ۷۰۵/ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۹۵ ﴾3-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۵ ﴾4-﴿ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۹۷ ﴾5-﴿ شبلی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ اول۔ ص ۱۹۷ ﴾6-﴿ الرحیق المختوم۔ ص ۲۵۸ ﴾7-﴿ جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۲/ ہیکل۔ حیاتِ محمد ﷺ۔ ص ۲۴۰ ﴾8-﴿ سیرتِ ابنِ ہشام کامل۔ اول۔ ص ۵۰۴ ﴾9-﴿ رحمتؐ للعالمین ﷺ جلد اول۔ ص ۷۹ ﴾10-﴿ الوفا۔ ص ۲۷۷ ﴾1:1-﴿ طبقاتِ ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۸۹ ﴾12-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۷ ﴾13-﴿ "الفصول فی سیرت الرسول ﷺ" کا اردو ترجمہ۔ ص ۹۵، ۹۶ ﴾14-﴿ ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۹۰ ﴾15-﴿ الوفا۔ ص ۲۷۷ ﴾16-﴿ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۷۶ ﴾17-﴿ الرحیق المختوم۔ ص ۲۶۱ ﴾18-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ جلد دوم۔ ص ۷۰۹، ۷۰۱ ﴾19-﴿ پیغمبرِ انسانیت ﷺ۔ ص ۲۲۰۔ ۲۲۸ ﴾20-﴿ الرحیق المختوم۔ ص ۲۶۲ ﴾21-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ جلد دوم۔ ص ۷۰۶، ۷۰۷ ﴾22-﴿ سیر الصحابہ۔ جلد دوم۔ سیرِ

ص ۳۳۷، ۳۴۰ ﴾26-﴿ جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۲۔ ۱۰۴ ﴾27-﴿ سیرتِ ابنِ ہشام کامل۔ اول۔ ص ۵۰۵ ﴾28-﴿ محمد کلیم ارائیں۔ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۲۱ ﴾29-﴿ رحمت للعالمین ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۷۹ ﴾30-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم ص ۷۰۲ ﴾31-﴿ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۹۷ ﴾32-﴿ محمد حسین ہیکل۔ حیاتِ محمد ﷺ۔ ص ۲۴۰ ﴾33-﴿ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ جلد اول ص ۱۶۷ ﴾34-﴿ طبری۔ تاریخ طبری۔ جلد اول ص ۱۲۰ ﴾35-﴿ الوفا۔ ص ۲۶۷ ﴾36-﴿ محمد رضا، شیخ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ۲۳۸ ﴾37-﴿ طبقاتِ ابنِ سعد۔ اول۔ ص ۲۸۸ ﴾38-﴿ قسطلانی۔ سیرتِ محمدیہ ﷺ اردو ترجمہ المواہب اللدنیہ۔ ص ۲۵۹، ۲۶۰ ﴾39-﴿ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۷ ﴾40-﴿ مودودی۔ سیرتِ سرورِ عالم، دوم ص ۷۰۲ ﴾41-﴿ ضیاء النبی ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۵۹۵۔ ۶۰۳ ﴾42-﴿ ابراہیم سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ۳۲۶۔ ۳۲۹ ﴾43-﴿ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ جلد دوم۔ ص ۷۰۳ ﴾44-﴿ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۹۔ ۱۳۰ ﴾45-﴿ سیرتِ ابنِ ہشام۔ جلد اول۔ ص ۵۰۴۔ ۵۱۱ ﴾46-﴿ جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۳ ﴾47-﴿ سرورِ عالم ﷺ کی چند انقلاب آفریں راتیں۔ ص ۱۲۱۔ ۱۲۴ ﴾48-﴿ ادریس کاندھلوی۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ اول۔ ص ۳۳۷۔ ۳۴۰

بیعتِ عقبۂ کبریٰ کرنے والے (۷۵ اصحابؓ)

یزید بن ثعلبہؓ

حضرت یزید بن ثعلبہ عقبۂ اولیٰ اور عقبۂ کبریٰ کی بیعت میں شریک تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر بیعتِ عقبہ اولیٰ میں کیا جا رہا ہے۔

معاذ بن حارثؓ

حضرت معاذ بن حارث عقبہ اولیٰ اور کبریٰ دونوں میں شامل تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر بیعتِ عقبۂ اولیٰ کے صحابہ میں کیا جا رہا ہے۔

ذکوان بن عبدِقیسؓ

حضرت ذکوان بن عبدقیس بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ کبریٰ میں شامل تھے۔

اس کے علاوہ انھیں مہاجر انصار صحابہ میں بھی شریک کیا جاتا ہے جو مدینہ سے مکہ ہجرت کر کے آگئے تھے اور ہجرتِ نبوی ﷺ تک مکہ ہی میں ٹھہرے رہے۔ ان کا ذکر بیعتِ عقبہ اولیٰ کے افراد میں کیا جارہا ہے۔

عبّاس بن عُبادہؓ

حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ عَقَبۂ اولیٰ اور عقبہ کُبریٰ کی بیعت میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ انھوں نے عقبہ کبریٰ کی بیعت کے موقع پر جو الفاظ کہے تھے وہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں اور یہ ان مہاجر انصار صحابہ میں بھی شامل ہیں جو صرف حضور ﷺ کی محبت کی خاطر مدینہ سے مکہ ہجرت کر کے آگئے تھے اور ہجرتِ نبوی ﷺ تک مکہ میں ٹھہرے رہے۔ ان کا تفصیلی ذکر بیعتِ عَقَبہ اولیٰ کے افراد میں کیا جارہا ہے۔

رفاعہ بن عبدالمنذرؓ

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ یہ انصار کے خاندان بنی ظفر سے بیعتِ عقبہ میں شریک تھے۔ ابن سعد نے بھی انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل لکھا ہے۔ کچھ لوگ بیعت کبریٰ میں بنائے جانے والے نُقبا میں ابوالہیثم کے بجائے انھیں شامل کرتے ہیں جو غلط ہے۔ یہ نقیب نہیں تھے بلکہ صرف عقبہ کبریٰ کی بیعت کرنے والوں میں شریک تھے۔ ان کو سب نے فہرستِ بیعتِ کبریٰ میں شریک کیا ہے۔

فروہ بن عَمْروؓ

حضرت فروہ بن عمرو کے بارے میں ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ سب کی روایت میں یہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور تمام غزوات میں شریک ہوئے تھے۔ ابنِ

اثیر نے انھیں انصاری بیاضی لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان کے بارے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ حضور ﷺ ان کو اہلِ مدینہ کے باغوں میں میوہ جات کا تخمینہ کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ باغ میں جاتے اور خوشوں کا شمار کر لیتے ان کو باہم ضرب وغیرہ کے قواعد جاری کر کے جو حساب بتاتے، اس میں غلطی نہیں ہوتی تھی۔ ابوالاعلیٰ مودودی کے مطابق ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے اور عقبہ کبریٰ کے بعد حضرت فروہ بن عمرو بنی بیاضہ کے بت توڑنے والوں میں شریک تھے۔

ظہیر بن رافع بن عدیؓ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ انصاری اور اوسی ہیں۔ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ اور غزوہ بدر میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بھی انھیں عقبہ میں شریک کیا ہے۔ یہ رافع بن خُدیج کے چچا ہیں۔ حضرت ظہیر بن رافع کو بیعتِ عقبہ کبریٰ کے افراد کی فہرست میں ابنِ ہشام سمیت سب نے شریک کیا ہے۔ عروہ نے ان کا نام ظہیر کی بجائے زہیر لکھا اور بیعتِ عقبہ کے افراد میں شامل کیا ہے۔

صُیفی بن سوادؓ

حضرت صیفی بن سواد انصاری، سلمی تھے۔ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک تھے۔ ابنِ اثیر کے مطابق یہ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ابنِ اسحاق نے ان کا نام صیفی بن اسواد اور ابن ہشام نے صیفی بن سواد لکھا ہے۔ انھیں سب نے بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ

حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شریک ہوئے

تھے۔ طالب ہاشمی کے مطابق بیعتِ عقبہ کبریٰ کے وقت ان کی عمر ۱۹ برس تھی۔ ابنِ اثیر نے لکھا کہ اس موقع پر وہ صغر سنی کے عالم میں تھے اور ان کی وفات کے بارے میں لکھا کہ یہ ۷۷ ہجری میں ۹۴ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور شرکائے بیعتِ عقبہ میں سے مدینہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

اس حساب سے بیعت کے وقت ان کی عمر سترہ برس بنتی ہے۔ ابنِ اثیر نے لکھا: ''ابن مندہ نے سمجھا کہ یہ جابر بن عبداللہ سلمی (انصارِ اولیٰ) وہی جابر ہیں جو عبداللہ بن عمرؓو بن حرام کے بیٹے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ جابر عبداللہ بن رئاب کے بیٹے ہیں۔ اور یہ جابر ان سب لوگوں سے کم سن تھے جو اپنے والد کے ہمراہ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ پس یہ بہت بعید ہے کہ باوجود کم سنی کے یہ ان سب کے سردار اور رئیس سمجھے جائیں۔ علاوہ اس کے ائمہ سے بصحت منقول ہے کہ وہ جابر جن کا ذکر اس روایت میں ہے عبداللہ بن رئاب کے بیٹے تھے۔ ابن حزم ظاہری نے ان کی کنیت ابو مسعود لکھی ہے۔ ابنِ اثیر نے ان کی کنیت ابو عبداللہ لکھی اور کہا کہ بعض لوگوں نے ابو عبدالرحمان بھی لکھی۔ عروہ نے بھی انھیں بیعتِ عُقبہ کُبریٰ میں شامل لکھا ہے۔

زیاد بن لبیدؓ

حضرت زیاد بن لبید بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ وہ ان مہاجر انصار میں شمار کیے جاتے ہیں جنھوں نے حضور ﷺ کے پاس مدینہ سے آکر مکہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد یہ بھی مدینہ چلے گئے۔ ان کا تفصیلی ذکر مہاجرین انصار کے باب میں ہوگا۔

زید بن سہل (ابو طلحہؓ)

ان کی کنیت ابو طلحہ ہے۔ یہ انصاری، خزرجی، نجاری، عقبی، بدری ہیں۔ ان کی بیوی

حضرت اُمِّ سُلَیم بنت ملحان تھیں۔ یہ کافر تھے اور حضرت ام سلیم مسلمان تھیں۔ جب انھوں نے شادی کا پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا تم مسلمان ہو جاؤ تو میرا یہی مہر ہوگا۔ ان کے کہنے پر حضرت ابو طلحہ مسلمان ہو گئے۔ ابنِ اثیر، ابنِ سعد، ابنِ ہشام، ابنِ حزم ظاہری اور دوسرے افراد نے انھیں بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شریک بتایا ہے۔

یزید بن عامرؓ

یہ حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ کے بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنتِ عمرؓو بن سنان تھا۔ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ بدر و احد میں بھی شریک تھے۔ ابنِ اثیر اور ابنِ سعد نے یہی لکھا ہے۔

نہیر بن الہیثمؓ

حضرت نہیر بن الہیثم بن بنی نابی انصاری اوسی تھے۔ یہ بیعتِ عقبہ میں موجود تھے مگر غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ ایک روایت میں ان کا نام بہیر آیا ہے۔ عروہ بن زبیر نے بھی انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل کیا ہے۔ ابنِ ہشام لکھتے ہیں کہ حضرت نہیر بن الہیثم اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے۔ تمام سیرت نگاروں نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک کیا۔

بشیر بن سعدؓ

حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں حاضر تھے۔ ان کی کنیت ''ابو النعمان'' تھی۔ یہ تمام غزوات میں شریک تھے۔ ۱۲ ہجری میں فوت ہوئی۔ حضرت بشیر بن سعد یثرب کے ان چند لوگوں میں سے تھے جو زمانۂ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

بشر بن براء بن مَعرُورؓ

حضرت بشر بن براء نے ہجرت نبوی ﷺ سے ایک سال پہلے اپنے والد

حضرت براء بن معرورؓ کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ یہ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں دیگر صحابہ کے ساتھ موجود تھے۔ بیعتِ عقبہ کے علاوہ بدر و اُحد اور خیبر میں بھی موجود تھے۔ فتح خیبر کے وقت ۷ ہجری میں ایک یہودیہ نے حضور ﷺ کو بکری کا گوشت پیش کیا جو زہر آلود تھا۔ حضرت بشر بن براء بن معرور نے حضور ﷺ کے ساتھ یہ گوشت کھایا۔ گوشت کھانے سے بشر بن براء فوت ہو گئے۔

قیس بن ابی صعصعہؓ

حضرت قیس بن ابی صعصعہ انصاری خزرجی مازنی ہیں۔ یہ بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک تھے۔ ابنِ اثیر کے مطابق غزوہ بدر میں حضور ﷺ نے انھیں لشکر کے ایک حصہ کا سردار بنایا تھا۔

رفاعہ بن عمروؓ

سعید انصاری نے فہرست بیعتِ عقبہ کبریٰ میں ان کا نام شامل کیا اور نام صرف ''رفاعہ بن عمروؓ'' لکھا۔ ابن سعد نے رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو کو بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک لکھا ہے۔

ثعلبہ بن غنمہؓ

حضرت ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن سنان عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے۔ جب یہ اسلام لائے تو یہ حضرت معاذ بن جبل اور عبداللہ بن انیس کے ہمراہ بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔ یہ خندق میں شہید ہوئے۔

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک تھے۔ اور نسب ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی بن عامر بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری لکھا ہے۔

ثابت بن ثعلبہؓ

حضرت ثابت بن ثعلبہ کو ہی ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ یہ عقبۂ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے، تمام غزوات میں شریک تھے اور یومِ طائف میں شہید ہوئے تھے۔ ابنِ اسحاق نے بھی انھیں عقبہ والی بیعت میں شریک کیا ہے۔

خارجہ بن زیدؓ

حضرت خارجہ بن زید ابنِ اسحاق اور ابن شہاب کے مطابق بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک تھے اور اُحد کے دن شہید ہوئے تھے۔ انھیں ان کے چچازاد بھائی حضرت سعد بن ربیع کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔

حضرت خارجہ بن زید بن ابی زُہیر کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ یہ عقبہ کے دن حاضر ہوئے تھے۔ ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انھی سے مواخات ہوئی تھی۔ انھوں نے ہجرت کر کے حضرت خارجہ کے ہاں قیام کیا تھا۔

خلاد بن سویدؓ

حضرت خلاد بن سوید بیعتِ عقبہ کے علاوہ بدر، احد اور خندق میں شریک تھے اور غزوہ قریظہ میں شہید ہوئے۔ طبقاتِ ابنِ سعد (جلد چہارم) میں ہے کہ غزوۂ قُریظہ میں ایک یہودی عورت نے ان پر چکی گرادی جس سے یہ شہید ہو گئے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اور ان کے بدلے کے لیے اس عورت کو تلاش کروا کر قتل کروا دیا۔

خالد بن قیس بن مالکؓ

حضرت خالد بن قیس بن مالک بن العجلان کے بارے میں ابنِ سعد، محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کے مطابق عقبہ کبری میں حاضر ہوئے تھے۔ مگر موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر

نے عقبہ میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا اور داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ خالد بن قیس عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ اسد الغابہ میں ان کا مختصر ذکر ہے کہ یہ انصاری خزرجی ہیں۔ ابنِ اسحاق کے مطابق یہ بیعتِ عقبہ، بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ ان کا تذکرہ ابوعمر، ابونعیم اور ابوموسیٰ نے کیا ہے۔ عقبہ میں حاضر ہونے والوں کی فہرست میں ان کو ابنِ ہشام، ظاہری، ادریس کاندھلوی، سعید انصاری اور محمد کلیم ارائیں نے شامل کیا ہے۔

خالد بن زید (ابو ایوب انصاری)ؓ

حضرت خالد بن زید کی کنیت ابو ایوبؓ انصاری ہے۔ یہ اپنی کنیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انھی کے گھر میں قیام فرمایا۔ پھر جب حجرے اور مسجدِ نبوی ﷺ تیار ہوگئی تو وہاں سے اٹھ آئے۔ ابنِ سعد اور ابنِ اثیر کے مطابق حضرت ابوایوب انصاری غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام مشاہد میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہے۔

خُدَیج بن سلامہؓ

حضرت خُدَیج بن سلامہ بیعتِ عَقَبہ میں شریک تھے۔ طبری، ابوعمر، ابنِ ماکولا کے مطابق یہ بدر اور احد کے علاوہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ انھیں خدیج بن سلام بھی کہتے ہیں۔ ابنِ ہشام نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں بنی حرام بن کعب کے حلیف کی حیثیت سے پیش کیا۔ یہ قبیلہ بلّی میں سے تھے۔

سلمہ بن سلامہؓ

حضرت سلمہ بن سلامہ کی کنیت ابوعوف تھی۔ ابنِ اثیر کے مطابق یہ عَقَبہ اولیٰ اور ثانیہ میں بالاتفاق شریک ہوئے تھے۔ ابنِ سعد نے بھی یہی لکھا کہ محمد بن عمر، محمد بن اسحاق،

ابو معشر اور موسیٰ بن عقبہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شامل تھے۔

سہل بن عتیکؓ

حضرت سہل بن عتیک بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں شامل تھے۔ ابنِ اسحاق اور ابن شہاب نے لکھا کہ یہ بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اسد الغابہ میں ہے، ابوعمر نے ان کا نام سہل بن عتیک کہا۔ ابو معشر نے ان کا نام عبید بتایا۔ مگر طبری نے لکھا کہ اہلِ سیر کے نزدیک ان کا نام عبید ہونا صحیح نہیں بلکہ یہ سہل بن عتیک ہیں۔

سلیم بن عمروؓ

حضرت سلیم بن عمروؓ بن حدیدہ کے بارے میں تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ یہ عَقَبہ کُبریٰ میں شریک تھے۔ یہ غزوہ اُحُد میں شہید ہوئے۔ بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست دینے والے تمام سیرت نگاروں نے انھیں شامل کیا ہے۔

معاذ بن جبلؓ

حضرت معاذ بن عمروؓ بن عوف کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ یہ بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں شامل تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ یہ جب مسلمان ہوئے تو انھوں نے ثعلبہ بن غنمہ اور عبداللہ بن انیس کے ساتھ مل کر بنی سلمہ کے بت توڑے تھے۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ معاذؓ قیامت کے دن گروہ علماء سے آگے ہوگا۔

ہانی بن نیاز (ابو بردہ)ؓ

ان کا نام ہانی تھا اور یہ اپنی کنیت ابو بردہ سے زیادہ مشہور تھے۔ یہ براء بن عازب کے ماموں تھے۔ اور بیعتِ عَقَبہ کے افراد میں شامل تھے۔ ابوجعفر عبیداللہ بن احمد نے باسناد یونس بن بُکَیر سے انھوں نے ابنِ اسحاق سے شرکائے بیعتِ عقبہ میں حضرت ابو بردہ کا نام

لکھا۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ انھیں سب نے بیعتِ عُقبۂ کُبریٰ میں شامل کیا۔

اوس بن ثابتؓ

حضرت اوس بن ثابت حضرت حسّان بن ثابت کے بھائی تھے۔ یہ بیعتِ عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری اور ان کی تقلید میں ابوعمر لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے مگر واقدی کے مطابق یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عثمان کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ابنِ سعد عقبہ کبریٰ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں میں انھیں شامل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن زیدؓ

ابنِ اسحاق نے بیعتِ عُقبہ کے شرکاء کا ذکر کیا تو ان کا نام بھی شامل کیا۔ حضرت عبداللہ بن زید بن ثعلبہ کے بارے میں تمام اہلِ سِیَر کہتے ہیں کہ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے اور تمام غزوات میں بھی شامل تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام سے پہلے عربی لکھتے تھے حالانکہ اُس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ طبقات اور سیر الصحابہ میں ہے کہ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا تھا۔ اس وجہ سے یہ "صاحبِ اذان" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

عبداللہ بن انیسؓ

حضرت عبداللہ بن انیس بیعتِ عُقبہ کبریٰ میں شامل تھے۔ اس لیے انھیں مہاجر انصاری عقبی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ بدر، احد اور بعد کے تمام غزوات میں بھی شریک تھے۔ ابنِ اسحاق کا قول ہے کہ یہ قبیلہ قضاعہ سے تھے اور بنی نابی کے حلیف تھے جو کہ قبیلہ بنی سلمہ سے تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ قبیلہ جہینہ سے تھے اور انصار کے حلیف تھے۔ بعض کے خیال میں یہ خود قبیلہ انصار سے تھے۔ مودودی نے لکھا ہے کہ بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بعد انھوں

نے معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنمہ کے ساتھ مل کر بنی سلمہ کے بت توڑے تھے اور اس وقت تک ہجرتِ نبوی ﷺ نہیں ہوئی تھی۔

عمّارہ بن حزمؓ

حضرت عمارہ بن حزم کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ یہ بیعتِ عقبہ کے علاوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ فتحِ مکہ میں بنو مالک بن نجار کا علم انھی کے پاس تھا۔ ادریس کاندھلوی کی کتاب میں ان کا نام عبادہ بن حزم لکھا ہے۔

عمرو بن غزیہؓ

ابنِ ہشام نے انھیں بنی مازن بن نجار سے قرار دیا ہے۔ ابنِ اثیر نے انصاری خزرجی مازنی لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ بیعتِ عُقبہ کُبریٰ میں شامل تھے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔ یہ غزوہ بدر میں بھی شامل تھے۔

عقبہ بن عمروؓ

حضرت عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ کی کنیت ابومسعود تھی اور یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور تھے۔ ابنِ اسحاق کے مطابق یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک تھے اور اپنے ہمراہیوں میں سب سے زیادہ کم سن تھے۔ ابنِ اثیر نے لکھا ہے کہ یہ غزوہ بدر میں شریک نہ تھے بلکہ بدر کے مقام پر رہتے تھے۔

عمْرو بن حارثؓ

حضرت عمْرو بن حارث کو سب نے بیعتِ عُقبہ کُبریٰ میں شامل کیا ہے۔ ان کا نسب ابنِ حزم ظاہری یوں لکھتے ہیں۔ عمْرو بن الحارث بن لبدہ۔ ابن ہشام عمرو بن الحارث

بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ اور ابن اثیر عمرو بن حارث بن کندہ بن عمرو بن ثعلبہ لکھتے ہیں۔

طفیل بن مالکؓ

حضرت طفیل بن مالک بن خنساء کے بارے میں ابنِ ہشام نے لکھا کہ یہ بیعتِ عُقبہ کُبریٰ میں قبیلہ بنی سلمہ بن سعد کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ لیکن ابنِ ہشام نے طفیل بن مالک اور طفیل بن نعمان کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہوئے دونوں کو شامل کیا جبکہ ابنِ حزم ظاہری اور ادریس کاندھلوی نے ان دو ناموں میں سے ایک کو شریک کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ ابنِ سعد کے مطابق دراصل یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور ابنِ اثیر نے ابو عمر کے حوالے سے بھی یہی لکھا کہ یہ ایک آدمی ہے لیکن ان کے اپنے خیال کے مطابق یہ دو آدمی تھے اور دونوں چچازاد بھائی تھے۔ ایک آدمی نہ تھا۔ ہمارے خیال میں یہ ایک ہی آدمی کے دو نام ہیں۔

عقبہ بن وہبؓ

حضرت عقبہ بن وہب بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک تھے اور ان کو مہاجر انصار میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ان کا تفصیلی ذکر مہاجر انصار کے باب میں ہوگا۔

عبس بن عامرؓ

حضرت عبس بن عامر بن عدی بن سنان بیعتِ عقبہ کبریٰ میں صحابہ کے ہمراہ مکہ آئے اور حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ طبقات میں ہے کہ بدر و احد میں بھی شریک تھے۔ لاولد فوت ہوئے۔ انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک افراد کی فہرست میں سب نے شامل کیا ہے۔

قطبہ بن عامرؓ

حضرت قطبہ بن عامر انصار اولیٰ کے علاوہ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور بیعتِ عقبہ کبریٰ

میں شامل ہوئے تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر انصارِ اولیٰ کے باب میں کیا جا چکا ہے۔

عوف بن حارثؓ

حضرت عوف بن حارث انصارِ اولیٰ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور کبریٰ میں بھی شریک ہوئے۔ ان کا تفصیلی ذکر انصارِ اولیٰ کے باب میں ہو چکا۔

کعب بن عمرو بن عُبادہ بن عمرو (ابوالیسر)ؓ

یہ حضرت جابر بن عبداللہ کے پھوپھی زاد تھے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ سب کی روایت میں یہ عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابنِ اثیر انھیں انصاری خزرجی سلمی کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالیسر ہے۔ اور یہ بیعتِ عقبہ میں شامل تھے۔ لکھتے ہیں کہ مدینہ میں جن اصحابِ بدر کی وفات ہوئی ان میں یہ سب سے آخری آدمی تھے۔ بدر کے دن ان کی عمر بیس سال تھی۔

ضحاک بن حارثہ بن زیدؓ

حضرت ضحاک بن حارثہ کے بارے میں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ عروہ بن زبیر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو بیعتِ عقبہ میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ابنِ سعد کے مطابق یہ سترّ (سے زیادہ) انصاریوں کے ساتھ عَقَبہ میں حاضر ہوئے تھے اور بدر میں شریک تھے۔

جبار بن صخرؓ

سب مانتے ہیں کہ یہ عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے۔ غزوہ بدر کے وقت ان کی عمر ۳۲ برس تھی۔ ابنِ اثیر کے مطابق صرف ابو موسیٰ نے جابر بن صخر بن امیہ بن خنساء کے بارے میں لکھا کہ یہ بیعتِ عَقَبہ میں اور احد میں شریک تھے اور بدر میں شریک نہیں تھے مگر موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے جابر سے ناواقفی ظاہر کی۔ لیکن ابنِ اسحاق نے ان کو جبار بن

صخر بن امیہ بن خنساء لکھا اور بیعتِ عقبہ اور بدر میں شریک کیا۔ ابنِ اثیر کے مطابق ان کا نام جابر کے بجائے جبار صحیح ہے۔ ادریس کاندھلوی نے فہرست بیعتِ عَقَبہ میں ان کا نام جابر بن صخر لکھا' ابنِ ہشام نے جباء بن صخر' سعید انصاری اور محمد کلیم ارائیں نے جبار بن صخر لکھا ہے۔ ابنِ سعد کے مطابق یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضورِ اکرم ﷺ انھیں کھجوروں کا اندازہ لگانے والے کی حیثیت سے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے۔

حارث بن قیسؓ

حضرت عروہ بن زبیر نے اپنی کتاب "مغازی رسول اللہ" میں بیعتِ عقبہ میں شریک افراد میں حضرت حارث بن قیس کو بھی شامل کیا ہے۔ عروہ کے علاوہ ابن اسحاق اور ابنِ ہشام نے بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل افراد میں ان کا نام شامل کر کے لکھا کہ یہ بدر میں بھی شریک تھے۔ ابنِ اثیر اور ابنِ سعد کے مطابق یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے اور بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

یزید بن حرامؓ

یہ انصاری خزرجی سلمی تھے۔ اور بیعتِ عَقَبہ میں موجود تھے۔ ابوعمر نے بھی ان کا مختصراً ذکر کیا۔

یزید بن المنذرؓ

حضرت یزید بن المنذر بن سرح بن جناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بیعتِ عقبہ اور غزوہ بدر واحد میں موجود تھے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ سب کی روایت ہے کہ عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ لاولد فوت ہوئے۔

سنان بن صیفیؓ

حضرت سنان بن صیفی بیعتِ عَقَبہ کبریٰ کے موقع پر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہونے والوں میں شامل تھے۔ بیعتِ عقبہ کے علاوہ یہ بدر اور احد میں بھی شریک تھے۔ ان کو فہرستِ بیعتِ عقبہ میں سب نے شامل کیا صرف ابنِ حزم ظاہری نے ان کا نام نہیں لکھا۔

مسعود بن یزیدؓ

حضرت مسعود بن یزید بن سبیع بن سنان بیعتِ عَقَبہ میں موجود تھے۔ ابنِ یمین نے باسنادہ یونس بن بکیر سے' انھوں نے ابنِ اسحاق سے بہ سلسلہ شرکائے بیعتِ عقبہ از بنو سلمہ روایت کی ہے۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صرف ابنِ حزم ظاہری نے بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں ان کا نام نہیں لکھا۔

معاذ بن عمرو بن جموحؓ

حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں حاضر تھے۔ ابنِ سعد کے مطابق سب اس بات کی روایت کرتے ہیں۔ ابنِ اثیر نے ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے۔ اور ابنِ اسحاق کی یہ روایت بھی ہے کہ یہ معاذ وہی ہیں جنھوں نے بدر کے دن ابوجہل کو مارا تھا۔ مگر محمد بن اسحاق نے بدر میں شامل ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ احد میں شرکت کا لکھا ہے۔

معقل بن المنذرؓ

حضرت معقل بن المنذر بیعتِ عقبہ کبریٰ میں موجود تھے۔ عقبہ اور بدر' احد میں بھی شریک تھے۔ جب یہ فوت ہوئے تو ان کی اولاد باقی نہ تھی۔ ابنِ حزم ظاہری کے علاوہ سب نے بیعتِ عقبہ کی فہرست میں انھیں شامل رکھا۔

عباد بن قیسؓ

حضرت عباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق کے بارے میں سب

کی روایت ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں صحابہ کے ہمراہ حاضر ہوئے تھے۔ بدر اور احد میں بھی شامل تھے۔

عبداللہ بن جُبیرؓ

حضرت عبداللہ بن جُبیر بن نعمان کے بارے میں موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق، ابو معشر اور محمد بن عمر کا کہنا ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ احد میں حضور ﷺ نے انھیں پچاس آدمیوں پر سردار بنایا اور فرمایا اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ چنانچہ مشرکین پر فتح پانے کے بعد دوسرے صحابہ انھیں چھوڑ کر مالِ غنیمت لینے چلے گئے مگر یہ اپنی جگہ ٹھہرے رہے۔ اتنے میں مشرکین آئے اور حضرت عبداللہ بن جبیر کو شہید کر دیا۔ ادریس کاندھلوی نے ان کو بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔

عمرو بن غنمہؓ

حضرت عمرؓو بن غنمہ بن عدی حضرت ثعلبہ بن غنمہ کے بھائی ہیں۔ یہ انصاری، خزرجی اور سلمی ہیں۔ حضرت عمرؓو بن غنمہ بیعتِ عقبہ کبریٰ اور غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ادریس کاندھلوی کے علاوہ سب نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

نعمان بن عمرؓو

حضرت نعمان بن عمرؓو کا نسب یہ ہے۔ نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنتِ عمرو بن عطیہ تھا۔ ابن اثیر کے مطابق انھیں نعیمان بھی کہتے ہیں۔ ابن اثیر اور ابن سعد کے مطابق یہ آخری بیعتِ عقبہ میں موجود تھے اور تمام غزوات میں آقا حضور ﷺ کے ہمراہ رہے۔ انھوں نے امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ ابن ہشام، ابن حزم ظاہری اور سعید انصاری نے انھیں بیعتِ عقبہ کبریٰ کی

فہرست میں شامل نہیں کیا۔

اُبَی بن کعب (ابو المنذرؓ)

حضرت اُبَیّ بن کعب کی کنیت ابوالمنذر تھی اور یہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ بیعتِ عَقَبہ کبریٰ اور بدر میں شریک تھے۔ حضور ﷺ نے انھیں قراءت کا سب سے زیادہ ماہر فرمایا۔ یہ زمانۂ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور اسلام لانے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ کی وحی لکھا کرتے تھے۔ یہ عقبہ کے علاوہ تمام غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ بیعتِ عقبہ کبریٰ کی فہرست میں انھیں صرف ادریس کاندھلوی نے شامل کیا ہے۔

عُبَید بن التّیہانؓ

حضرت عبید بن التیہان حضرت ابوالہیثم بن التیہان کے سگے بھائی تھے۔ یہ بیعتِ عقبہ میں شامل تھے۔ کچھ لوگ انھیں عتیک بن التیہان بھی کہتے ہیں۔ ان کے ایک بھائی عبیداللہ بن التیہان بھی تھے جو غزوہ احد میں شامل ہوئے تھے۔ ان کی ایک بہن کا نام صعبہ بن التیہان تھا۔ بیعتِ عقبہ کبریٰ کے شرکا کی فہرست مرتب کرنے والوں میں سے صرف ادریس کاندھلوی نے ان کا نام لکھا ہے۔

کعب بن مالک بن ابی کعبؓ

ابنِ اثیر کے مطابق سب کا اتفاق ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے۔ امام احمد، طبرانی، ابن جریر طبری اور ابن ہشام نے محمد بن اسحاق کے حوالے سے حضرت کعب بن مالک کی روایت نقل کی ہے جو انھوں نے بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بارے میں بیان کی کہ کس طرح انصار عقبہ کی رات حضور ﷺ سے ملے اور بیعت کی وغیرہ وغیرہ۔ نقبا کے مقرر کرنے والی روایت بھی حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے۔ جن سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں نقبا کے علاوہ کسی ایک صحابی کا نام بیعتِ عقبہ کبریٰ کے حوالے سے لکھا، مکمل

فہرست نہ دی، انھوں نے بھی حضرت کعب بن مالک کا نام شامل کیا۔ ان سیرت نگاروں میں ابراہیم میر سیالکوٹی، طبری، ابنِ حزم ظاہری، ابنِ کثیر، عروہ بن زبیر، عبدالرحمان ابنِ جوزی، صفی الرحمان مبارکپوری، شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، ابوالاعلیٰ مودودی اور پیر محمد کرم شاہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت کعب بن مالک کہا کرتے تھے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ہر غزوے میں شریک ہوا، سوائے غزوہ بدر کے اور اس غزوے کو سب غزوات سے زیادہ شہرت ملی مگر میں پسند نہیں کرتا کہ بعوض اپنی شرکت بیعتِ عقبہ کے، میں غزوہ بدر میں شریک ہوتا کیونکہ بیعتِ عقبہ میں ہم لوگوں نے ایک نہایت نازک وقت میں اسلام پر اتفاق کیا تھا۔

عُمیر بن الحارث بن ثعلبہؓ

ابنِ اسحاق نے کہا ہے کہ یہ عمیر بن الحارث بیعتِ عقبہ کبریٰ اور غزوہ بدر و احد میں شریک تھے۔ ابن کلبی نے کہا ہے کہ لوگ ان کو مقرن کہا کرتے تھے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ واقعہ بُعاث میں یہ سب قیدیوں کو یکجا کیا کرتے تھے۔

اوس بن یزیدؓ

حضرت اوس بن یزید بن اصرم انصاری کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ابنِ شہاب نے بیان کیا ہے کہ بنی نجار میں سے جو لوگ بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے تھے، ان میں اوس بن یزید بن اصرم بھی تھے۔ ان کا تذکرہ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے کیا ہے۔ جن سیرت نگاروں نے بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک ہونے والوں کی فہرست دی ان میں صرف ادریس کاندھلوی نے ان کو شامل کیا۔

عُوَیم بن ساعدہ رضی

حضرت عُوَیم بن ساعدہ کو بیعتِ عَقَبہ اولیٰ اور بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں شامل تسلیم کیا

جاتا ہے۔ ان کا تفصیلی ذکر بیعتِ عقبہ اولیٰ کے شرکاء میں کیا گیا ہے۔

اسماء بنتِ عمروؓ (اُمِّ منیعؓ)

ایک روایت میں ان کی کنیت ام شباب بھی تھی۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ بیعتِ عقبہ کے وقت امِ منیع اور ام عمارہ کے علاوہ کوئی خاتون نہیں تھی۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ یہ معاذ بن جبل کی چچازاد بہن تھیں۔

نُسَیبہ بنتِ کعبؓ (اُمِّ عمّارہؓ)

حضرت نسیبہ بنتِ کعبؓ اپنے شوہر زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں خبیب بن زید اور عبداللہ بن زید کے ہمراہ بیعتِ عَقَبہ کبریٰ میں شامل ہوئی تھیں۔ ابنِ اسحاق نے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شامل بنوخزرج سے باسٹھ مردوں جن میں نونقیب بھی تھے اور دو خواتین اُمِ عمارہ نسیبہ بنتِ کعب اور اُم منیع اسماء بنتِ عمرؓو بن عدی کا ذکر کیا ہے۔ ام عمارہ اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کے ساتھ نہ صرف بیعتِ عقبہ بلکہ غزوہ احد میں بھی موجود تھیں اور بیعتِ رضوان میں بھی۔ جنگِ یمامہ میں مردوں کے شانہ بشانہ لڑیں جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور انھیں بارہ زخم آئے۔ انھیں تمام اہلِ سیر نے فہرست بیعتِ عَقَبہ میں شامل کیا ہے۔

کُتُبِ سیرت میں شرکاءِ بیعت کی فہرستیں

پہلے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شامل ہونے والوں کی مجموعی تعداد کا تعیّن کیا گیا اور اب شخصیت کے حوالے سے ان کے ناموں کا تعیّن کیا جا رہا ہے۔ اس میں پیدا ہونے والے اختلافات کا ذکر بھی ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم اب صرف انھی کتابوں کے حوالے سے بات

کریں گے جنھوں نے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شریک ہونے والے افراد کے ناموں کی فہرست دی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ان سیرت نگاروں میں ابنِ ہشام ابنِ حزم ظاہری، سعید انصاری، ادریس کاندھلوی اور محمد کلیم ارائیں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ان افراد کے بارے میں مزید معلومات ابنِ اثیر اور ابنِ سعد کی کتابوں سے لی گئیں۔ بیعتِ عقبہ کبریٰ کے شرکا کی فہرست دینے والے سیرت نگاروں میں ایک آدھ زیادہ اہم نہیں مگر ان کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بیعت کرنے والوں کے ناموں کی مکمل فہرست دی۔ ورنہ کئی اہم سیرت نگاروں نے ایسا نہیں کیا۔ چونکہ ان سیرت نگاروں کا حوالہ پہلے دیا جاچکا ہے اس وجہ سے یہاں صرف ان کا نام لکھا جائے گا۔ مندرجہ ذیل ۵۴ صحابہ کو سب نے اپنی فہرستوں میں شامل کیا ان میں ۱۲ نقبا کے نام شامل ہیں۔ فروہ بن عمْرو۔ ظہیر بن رافع بن عدی۔ صَیفی بن سواد۔ ذکوان بن عبدِقیس۔ کعب بن مالک۔ جابر بن عبداللہ بن عمْرو۔ زیاد بن لبید۔ زید بن سہل۔ یزید بن ثعلبہ۔ یزید بن عامر۔ بھیر بن الہیثم۔ بشر بن سعد بن ثعلبہ۔ عوف بن حارث۔ بشر بن براء بن مُعْرُور۔ قیس بن ابی صعصعہ۔ قطبہ بن عامر۔ رفاعہ بن عمْرو بن زید۔ ثعلبہ بن غنمہ۔ ثابت بن ثعلبہ۔ خارجہ بن زید۔ خلاد بن سوید۔ خالد بن قیس۔ خالد بن زید۔ خدیج بن سلامہ۔ سلمہ بن سلامہ۔ سہل بن عتیک۔ سلیم بن عمْرو۔ سعد بن عبادہ۔ سعد بن خَیثمہ۔ عُوَیم بن ساعدہ۔ معاذ بن حارث۔ معاذ بن جبل۔ ہانی بن نیار۔ اوس بن ثابت۔ اسعد بن زُرارہ۔ اُسَید بن حضیر۔ عبداللہ بن زید۔ عبداللہ بن انیس۔ عبداللہ بن رواحہ۔ عبداللہ بن عمْرو بن حرام۔ عمارہ بن حزم۔ عمْرو بن غزیہ۔ عُمَیر بن حارث۔ عقبہ بن عمرو۔ عمْرو بن حارث۔ عقبہ بن وہب۔ عُبادہ بن صامت۔ عبس بن عامر۔ برا بن معرور۔ رفاعہ بن عبدالمنذر۔ رافع بن مالک۔ منذر بن المنذر۔ نُسَیبہ بنتِ کعب (ام عمارہ) اور ا[illegible] بنتِ عمْرو (ام منیع)۔

اب سیرت نگاروں کے اختلاف کی طرف آتے ہیں مثلاً حضرت طفیل بن نعمان۔ ضحاک بن حارثہ۔ جبار بن صخر۔ حارث بن قیس بن خلدہ۔ یزید بن حزام۔ یزید بن المنذر۔ سنان بن صَیفی۔ مسعود بن یزید۔ معاذ بن عمْرو۔ معقل بن المنذر اور عباد بن قیس بن عامر کو ابنِ حزم ظاہری کے علاوہ سب نے فہرست میں شامل کیا اور اسی طرح ادریس کاندھلوی نے حضرت طفیل بن مالک۔ معن بن عدی بن الجد۔ منذر بن عمْرو۔ عبداللہ بن جبیر۔ عمْرو بن غنمہ۔ اور عباس بن عُبادہ کے نام اپنی دی ہوئی فہرست میں نہیں لکھے۔

حضرت کعب بن عمْرو بن عباد کو ابنِ حزم ظاہری اور ادریس کاندھلوی کے علاوہ سب نے شامل کیا۔ حضرت معوذ بن حارث کو سعید انصاری اور ادریس کاندھلوی نے بھی شریک نہیں کیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں صحابۂ کرام کی تعداد میں اضافہ کس طریقے سے کیا گیا مثلاً حضرت اوس بن عباد کو صرف ابنِ ہشام اور ابن حزم نے فہرست میں شامل کیا۔ حضرت رفاعہ بن حارث کا نام صرف سعید انصاری نے اور حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک کو صرف ابن ہشام اور ادریس کاندھلوی نے لکھا اس کے علاوہ ادریس کاندھلوی نے سترہ ایسے نام لکھے جو دوسروں نے نہیں لکھے۔ ان میں شمر بن سعد۔ ضحاک بن زید۔ قیس بن عامر۔ ثعلبہ بن عدی۔ مالک بن عبداللہ بن جعشم۔ عمْرو بن عُمَیر اور عباس بن نضلہ کا ذکر ابن اثیر اور ابن سعد نے بھی نہیں کیا۔ انھوں نے خالد بن عمْرو بن ابی کعب اور خالد بن عمرو بن عدی دو ناموں کا ذکر الگ الگ کیا مگر حقیقت میں عدی کو ہی ابی کعب کہا جاتا تھا۔ اس وجہ سے یہ ایک ہی شخص ہیں ان سترہ افراد میں سے نعمان بن عمرو۔ عبداللہ بن ربیع۔ عبید بن التیہان۔ اُبَی بن کعب اور قتادہ بن نعمان کے متعلق ابنِ اثیر اور ابنِ سعد بیعتِ عقبہ میں شمولیت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اوس بن یزید کو ابنِ اثیر نے عقبہ میں شریک کہا۔ سعد بن زید

کو بھی ادریس نے ان سترہ افراد میں شامل کیا اور ابنِ سعد نے کہا کہ ان کو صرف محمد بن عمر نے عَقَبَہ میں شمولیت کا لکھا ہے اور ابنِ اثیر کے مطابق ان کو صرف واقدی نے عقبہ میں شامل ہونے کے متعلق لکھا ہے۔ نعمان بن حارثہ کو بھی ادریس نے انھیں سترہ افراد میں لکھا تھا۔ ان کے متعلق ابنِ اثیر نے لکھا کہ یہ چھے آدمیوں کے ساتھ عقبہ میں گئے تھے اور بیعت کے بعد عرض کی تھی کہ ہم کافروں پر تلواروں سمیت ٹوٹ پڑیں۔ حضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ اسی واقعہ کو پیر محمد کرم شاہ نے بیعتِ عَقَبَہ کُبریٰ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نعمان بن حارثہ کے حوالے سے لکھا۔

جب ہم قبیلوں کے حوالے سے بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل ہونے والے افراد کو دیکھتے ہیں تو کچھ اس طرح کی صورت حال سامنے آتی ہے کہ ابنِ ہشام نے قبیلوں کے حوالے سے افراد کی فہرست دی اور ان میں بنی سلمہ بن سعد کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کے گیارہ آدمیوں برا ابن معرور۔ بشر بن برا ابن معرور۔ سنان بن صیفی۔ طفیل بن النعمان۔ معقل بن المنذر۔ یزید بن المنذر۔ مسعود بن یزید۔ الضحاک بن حارثہ۔ یزید بن حذام۔ جبار بن صخر اور طفیل بن مالک کے آنے کا ذکر کیا اور ابنِ حزم ظاہری نے ان میں سے صرف تین نام برا ابن معرور۔ بشر بن برا اور طفیل بن مالک کا نام لکھا، باقی آٹھ آدمیوں کے نام نہیں لکھے۔

ابنِ ہشام نے بنی حرام بن کعب کے سات آدمیوں عبداللہ بن عمرو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو۔ معاذ بن عمرو۔ ثابت بن الجذع (ثعلبہ) عُمَیر بن الحارث۔ خُدَیج بن سلامہ اور معاذ بن جبل کے آنے کا لکھا اور ابنِ حزم ظاہری نے ان افراد سے معاذ بن عمرو بن الجموع کا نام نکال دیا۔ پھر ابنِ ہشام نے بنی عامر بن زریق سے چار آدمیوں رافع بن مالک۔ ذکوان بن عبد قیس عبادہ بن قیس اور الحارث بن قیس کا ذکر کیا اور ابنِ حزم ظاہری

نے عبادہ بن قیس اور الحارث بن قیس کا نام شامل نہیں کیا اور باقی دونوں نام لکھے۔

اسی طرح ابنِ ہشام نے بنی عمرو بن مبذول سے ایک آدمی حضرت سہل بن عتیک بن عمرو کے آنے کا ذکر کیا اور ابنِ حزم ظاہری۔ نے ان کا نام سہیل بن عتیک بن النعمان لکھا۔ ابنِ ہشام نے بنی بیاضہ بن عامر کے تین آدمیوں زیاد بن لبید۔ فروہ بن عمرو اور خالد بن قیس کا ذکر کیا او سعید انصاری نے یہ تینوں نام نہیں لکھے۔

ابنِ ہشام نے خزرج بن الحارثہ سے چھے آدمیوں کے آنے کا ذکر کیا اور ان چھے افراد میں حضرت معوذ بن الحارث کو شامل کیا جن کا نام سعید انصاری نے نہیں لکھا۔

بہر حال جن صحابہ کرام کے متعلق یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ بیعتِ عَقَبَہ کُبریٰ میں شامل تھے، ان ۷۵ صحابہ کا ذکر فرداً فرداً کیا جا چکا ہے۔ اور جن صحابہ کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اس موقع پر موجود نہیں تھے مگر ان کو کسی وجہ سے شامل کر لیا گیا تھا ان افراد کا تذکرہ ہم الگ سے کریں گے اور ساتھ ہی ان صحابہ وصحابیات پر بھی بات ہو گی جو ہجرتِ مدینہ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے مگر کسی وجہ یا مجبوری سے کسی بھی بیعت میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔

جن کی شرکتِ بیعت میں مشکوک ھے

یہاں اُن افراد کا ذکر کیا جا رہا ہے، جن کو کسی نہ کسی طرح عَقَبَہ کُبریٰ کی بیعت میں شامل کیا گیا مگر تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ اس حوالے سے دیکھیں تو بعض اوقات ہمارے بزرگ سیرت نگار کسی شخص کا ذکر جس حوالے سے کرتے ہیں، اسی کے تذکرہ میں آگے جا کر اسی بات کو غلط ثابت کر دیتے ہیں اور کبھی کسی کے

حوالے سے کوئی ایسا واقعہ لکھتے ہیں کہ یقین اور بے یقینی کی کیفیت پیدا ہوا جاتی ہے۔ مثلاً

ابنِ اثیر نے **نعمان بن حارثہ** کے ذکر میں لکھا کہ یہ عقبہ میں آپ ﷺ سے بیعت کرنے والے چھے آدمیوں میں شامل تھے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ جب چھے افراد آئے تھے تو بیعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ صورت ۱۲ افراد اور ۷۵ افراد کے آنے پر ہوئی تھی۔ اور یہ کہ نعمان بن حارثہ ابتدائی چھے انصار میں شامل بھی نہیں ہیں ابنِ اثیر نے نعمان بن حارثہ کے حوالے سے جو الفاظ لکھے تھے وہ بیعتِ عُقبۂ کُبریٰ کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے کہے ہوئے الفاظ سے ملتے تھے جن الفاظ کو تاریخی حیثیت حاصل ہوئی ہے۔

پیر محمد کرم شاہ نے سیرتِ حلبیہ کے حوالے سے ''ضیاء النبیؐ'' میں بیعتِ عقبہ کبریٰ کے موقع پر چھے انصار صحابہ کے الفاظ درج کیے۔ جن الفاظ سے ان کے ایثار و وفا کے جذبات نظر آتے ہیں۔ ان میں نعمان بن حارثہ کا نام شامل کیا اور ان سے منسوب الفاظ بھی لکھ دیے کہ ''یا رسولُ اللہ (ﷺ) میں اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتا ہوں اور آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں۔ اس بات پر کہ اللہ عز و جل کے حکم کی تعمیل میں اپنے قریبی اور دور کی ذرا پروا نہیں کروں گا''۔ لیکن جب ہم نے عقبہ کبریٰ میں شامل ہو کر بیعت کرنے والے کو اکٹھا کیا تو ان میں نعمان بن حارثہ کہیں نظر نہ آئے۔

اب ان صحابہ کا ذکر ہوگا جن کو محمد ادریس کاندھلوی کے علاوہ کسی نے بھی عُقبۂ کُبریٰ میں شامل نہیں کیا۔ **شمر بن سعد، ضحاک بن زید، قیس بن عامر، ثعلبہ بن عدی، عمرو بن عُمیر، مالک بن عبداللہ بن جعشم** ابنِ اثیر نے مالک بن عبداللہ نام کے چھے افراد کا ذکر کیا، ان میں کوئی بھی جشمی نہیں ہے **امیہ بن برک** کا نام محمد کلیم ارائیں نے عقبہ کبریٰ کی

فہرست میں شامل کیا۔ ان کے علاوہ کسی نے بھی یہ نام نہیں لکھا۔ محمد کلیم ارائیں نے انھیں ''بنی عمروؓ بن عوف'' سے آنے والوں میں شمار کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نام الگ سے کوئی وجود نہیں رکھتا بلکہ بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آنے والے حضرت عبداللہ بن جُبیر کے نسب کا حصہ ہے۔ الگ سے نام نہیں ہے کیونکہ ابنِ ہشام نے قبیلہ کے حساب سے بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں شامل ہونے والوں کے نام اور نسب لکھے۔ حضرت عبداللہ بن جُبیر کا نسب یوں لکھا ''عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن البرک معلومات کے لیے لکھتے ہیں کہ امیہ بن البرک کا نام امرا وُالقیس تھا۔ محمد کلیم ارائیں نے غلطی سے انھیں الگ آدمی کے طور پر لکھ دیا۔

ابنِ ہشام نے بنی نابی کی طرف سے عقبہ کبریٰ میں آنے والے پانچ آدمیوں نے نام لکھے تو ان میں **خالد بن عمرو بن عدی** کا نام بھی لکھا۔ ابنِ اثیر نے خالد بن عمرو بن عدی اور خالد بن عمرو بن ابی کعب دونوں کا الگ الگ ذکر کیا مگر خالد بن عمروؓ بن ابی کعب کے ذکر میں لکھا کہ یہ دراصل خالد بن عمرو بن عدی ہی ہیں کیونکہ ان کے دادا کا نام عدی اور کنیت ابی کعب تھی۔ محمد کلیم ارائیں نے فہرست میں خالد بن عمروؓ لکھا اور دادا کا نام نہیں لکھا۔ ادریس کاندھلوی نے انھیں دونوں نام سے الگ الگ فرد کی طرح لکھا۔

رفاعہ بن حارث انھیں سعید انصاری نے ''سیَرُ الصحابہ'' میں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل ہونے والوں میں لکھا ہے۔ اور ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ نجار سے بتایا ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے بھی ان کا نام عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔ ابنِ اثیر نے رفاعہ بن حارث بن رفاعہ کا ذکر کیا مگر عقبہ میں شمولیت کا تذکرہ نہیں کیا۔ **معوّذ بن حارث** کو صرف ابنِ سعد نے عقبہ میں شامل لکھا مگر یہ بھی لکھا کہ ایسا صرف محمد بن اسحاق نے لکھا ہے یعنی ابنِ سعد بھی ان کی عقبہ میں شمولیت پر مطمئن نہیں تھے۔ ابنِ اثیر نے ان کے تذکرہ میں عقبہ میں شرکت والی بات نہیں لکھی۔

عقبہ بن عامر بن نابی کو عَقَبۂ کُبریٰ میں صرف ادریس کاندھلوی نے شامل کیا حالانکہ وہ انصارِ اولیٰ اور عقبۂ اولیٰ میں تو شامل تھے مگر بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک نہ تھے۔ **سعد بن زید** کے متعلق ابنِ سعد اور ابنِ اثیر نے لکھا کہ ان کو ایک راوی نے شامل کیا اور دوسرے سب راویوں نے انھیں شامل نہیں کیا۔ **رفاعہ بن رافع بن مالک** کو ابنِ ہشام، ابنِ اثیر اور ادریس کاندھلوی نے لکھا۔ سعید انصاری نے فہرستِ عَقَبۂ کبریٰ میں انھیں شامل نہیں کیا مگر جب الگ الگ ذکر کرتے ہیں تو ۱۱۲ افراد والی بیعت میں انھیں شامل کرتے ہیں حالانکہ ۱۱۲ افراد والی بیعت میں کسی طرح بھی رفاعہ بن رافع بن مالک شامل نہیں تھے۔ **اوس بن عباد** کو ابنِ ہشام نے عقبہ کبریٰ میں شامل کیا۔ ابنِ حزم ظاہری نے لکھا کہ بعض لوگ ان کو بھی شریک لکھتے ہیں۔ کسی دوسرے سیرت نگار نے انھیں عقبہ کبریٰ کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔

ابنِ اثیر کہتے ہیں کہ **قتادہ بن نعمان** عقبہ کبریٰ میں شامل تھے مگر ابنِ سعد نے لکھا کہ ایسا صرف محمد بن عمر نے کہا ہے ورنہ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر عقبہ کبریٰ کے افراد میں نہیں کیا۔ فہرستِ بیعتِ عقبہ کبریٰ میں دوسرے سیرت نگاروں نے بھی انھیں شامل نہیں کیا۔

معن بن عدی کو ابنِ سعد اور ابنِ ہشام نے عقبہ کبریٰ میں شریک کیا مگر ابنِ اثیر نے باقی فضیلتیں تو بیان کیں، عقبہ کبریٰ میں شرکت کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ ادریس کاندھلوی نے بھی انھیں شامل نہیں کیا۔ **عبداللہ بن ربیع** کو ابنِ سعد، ابن اثیر اور ادریس کاندھلوی بیعت میں شامل گردانتے ہیں مگر ابنِ ہشام، ابنِ حزم ظاہری، سعید انصاری اور کلیم ارائیں نے انھیں فہرست میں شامل نہیں کیا۔

ابنِ سعد نے اپنی کتاب کی فہرست میں **طفیل بن مالک** نام کے ایک صحابی کا نام

لیا لیکن متن میں طفیل بن مالک نام کے دو آدمیوں کا تذکرہ لکھا اور دونوں کا نسب "طفیل بن مالک بن خنسا بن سنان بن عبید" لکھا اس کے علاوہ دونوں کو عقبہ میں شریک بتایا اور دونوں کے بارے میں لکھا کہ ان کی وفات کے وقت ان کی اولاد باقی نہ تھی مگر لطیفہ یہ ہے کہ دونوں کی ماؤں کے نام الگ الگ بتائے۔ پہلے والے طفیل بن مالک کی والدہ کا نام "اسماء بنت القین بن کعب بن سواد" جو بنی سلمہ سے تھیں اور دوسرے طفیل بن مالک کی والدہ کا نام خنسا بنت رباب بن النعمان بن سنان بن عبید" لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ یہ حضرت جابر بن عبداللہ کی پھوپھی تھیں۔ پھر دوسرے طفیل بن مالک کے ذکر میں لکھا کہ انھیں طفیل بن نعمان بھی کہا جاتا ہے۔

ابنِ اثیر نے طفیل بن مالک اور طفیل بن نعمان دونوں کا ذکر کرتے ہوئے دونوں کو عقبہ میں شریک بتایا پھر طفیل بن مالک کے ذکر میں لکھا کہ ابوعمر نے بھی ان دونوں کو ایک ہی لکھا ہے۔ آخر میں طفیل بن نعمان کے ذکر میں ہشام بن کلبی، ابنِ اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے لکھا کہ یہ دونوں چچازاد بھائی تھے۔

اس کنفیوژن سے صورتِ حال یہ ہوگئی کہ ابنِ ہشام، محمد کلیم ارائیں اور سعید انصاری نے انھیں دو آدمیوں کے طور پر بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شامل کیا مگر ابنِ حزم ظاہری نے طفیل بن مالک اور ادریس کاندھلوی نے طفیل بن نعمان کا ذکر کیا اور دوسرے نام کو چھوڑ دیا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ہی شخصیت ہے اور ہم نے اسی حیثیت میں طفیل بن مالک کا ذکر کیا ہے۔

بیعتِ عقبہ کبریٰ میں ۷۵ افراد آئے مگر ان ۷۵ افراد کا اس سے پہلے کسی نے ایک جگہ اکٹھا ذکر نہیں کیا۔ ہم نے ان تمام انصار صحابہ کا نام بیعتِ عقبہ کبریٰ کے شرکا کی فہرست سے نکال دیا ہے جن کے بارے میں یقینی صورت سامنے نہیں آئی۔ اس چھان پھٹک کے

نتیجے میں ۷۵ شرکائے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کی مکمل فہرست پہلی دفعہ سامنے آئی ہے۔ اس طرح اس تعداد کو ستر، بہتر قرار دینے کے مزعومے کی تغلیط اور جن سیرت نگار حضرات نے ۷۵ سے زیادہ کی فہرست بنائی تھی اس کی تصحیح بھی ہوگئی ہے۔

نُقَبَاء

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے اپنی کتاب ''عہدِ نبوی ﷺ میں تنظیم ریاست و حکومت'' (۱) میں لکھتے ہیں کہ نقیب (بمعنی قبیلہ یا خاندان کا سردار/نمائندۂ قوم) بہت قدیم ادارہ ہے۔ انھوں نے قرآنِ پاک اور انجیل کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارہ نقیبوں کا ذکر کیا ہے۔ یہاں انھوں نے لکھا ہے کہ ''مولانا اشرف علی تھانوی اور رچرڈ بیل نے متعلقہ آیتِ قرآنی (سورۃ مائدہ۔ آیت ۱۵) میں لفظ نقیب کے معنی سردار دیے ہیں (۲) لیکن حواشی میں دونوں کا حوالہ یہ دیا ہے۔ ''دی بائبل (انجیل مقدس) اعداد۔ باب اول۔ آیت نمبر ۱۶'' (۳) پھر انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے حوالے کے بعد بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ کے موقع پر اوس اور خزرج سے بارہ نقیب منتخب کرنے کی بات کی ہے۔ انساب الاشراف کے حوالے سے لکھتے ہیں...... ''اسلام میں نقیب کا تصوُّر اور ادارہ تقریباً انھی خطوط پر قائم ہوا تھا جن پر یہودی مذہبی نظام ماضی میں قائم تھا۔ بلاذری رسولِ کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے بارہ نقیب منتخب کیے تھے، اسی طرح سے میں بھی بارہ نقیب منتخب کروں گا''۔

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے ابنِ اسحاق، ابنِ سعد (۴) اور طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور رسولِ کریم ﷺ نے عَقَبہ میں اکٹھا ہونے والے مدنی زائر مسلمین سے کہا تھا کہ میرے پاس بارہ سرداروں کو لاؤ جو اپنے لوگوں یا قوم کے کفیل اور ذمہ دار ہو سکیں۔ نام آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے تھے تو آپ نے بحیثیت نقیب ان کی تقرری کی توثیق کر دی۔ حاشیے میں ڈاکٹر صدیقی نے انساب الاشراف کے اس قول کی تردید کی ہے

کہ نُقبا کو حضور ﷺ نے خود مقرر فرمایا تھا۔ محمد ادریس کاندھلوی نے زرقانی اور روض الانف (سُہیلی) کے حوالے سے لکھا ہے کہ جبرئیلِ امین حضور ﷺ کو اشارہ کرتے جاتے تھے اور آپ ﷺ نقیب مقرر فرماتے جاتے تھے (۵)

صحیح یہی ہے کہ حضور ﷺ نے انصار سے پوچھ کر یہ انتخاب فرمایا تھا۔ شبلی نعمانی نے بھی یہی لکھا ہے کہ یہ نام خود انصار نے پیش کیے تھے (۶) جب آپ ﷺ نے ان بارہ ناموں پر صاد فرمادیا تو بس کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے (یا جو کچھ فرماتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ ہی کا کہا ہوا ہوتا ہے تو جبریلِ امینؑ سے اتنا پوچھ پوچھ کر فیصلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ڈاکٹر صدیقی نے بجا طور پر اس تصوّر کی تغلیط کی ہے کہ نُقبا کا انتخاب قبائلی بنیادوں پر ہوا تھا۔ کہتے ہیں۔ ''نقیبوں کا انتخاب منتخب افراد کی ذاتی صلاحیتوں' لیاقتوں اور اوصاف کے علاوہ مدینہ کے سماج اور سیاست میں ان کے مقام اور مرتبے پر مبنی تھا اور لاریب اس وقت کے نظام میں یہی لوگ سب سے اہم تھے'' (۷) شبلی نعمانی نے تو یہ کہا کہ بارہ افراد رئیس القبائل تھے اور ان کا اسلام قبول کرنا تمام انصار کا اسلام قبول کرنا تھا (۸) لیکن یاسین مظہر صدیقی نے اس کی تردید کی ہے۔

علامہ قسطلانی' ابنِ جوزی' شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور محمد حسین ہیکل نے نقیبوں کے نام نہیں لکھے (۹) شبلی نعمانی' ابوالاعلیٰ مودودی اور پیر محمد کرم شاہ نے ایک آدھ سطر میں نقبا کے متعلق معلومات دی ہیں (۱۰) ابراہیم میر سیالکوٹی نے ہر نقیب کے نام کے ساتھ ان کے بارے میں ایک آدھ پیرے کی معلومات بھی دی ہیں (۱۱) ابنِ سعد اور مصباح الدین شکیل نے تمام نقبا کا ذکر ایک جگہ اکٹھا کیا ہے اور ایک ایک نقیب کے متعلق تفصیلی معلومات بھی رقم کی ہیں (۱۲) عروہ بن زبیر نے نقبا کے نام نہیں لکھے بلکہ بیعت کرنے والوں میں

سے گیارہ افراد کے نام لکھے ہیں۔ ان گیارہ میں دو نقیب برا ابن مُعرور اور سعد بن ربیع بھی شامل ہیں (۱۳)

بارہ نُقبا کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اسعد بن زُرارہ (ابوامامہ)
2- سعد بن ربیع
3- عبداللہ بن رواحہ
4- رافع بن مالک
5- برا ابن مُعرورؓ
6- عبداللہ بن عمْرو (ابو جابر)
7- عُبادہ بن صامت
8- سعد بن عُبادہ
9- منذر بن عمْرو
10- اُسید بن حضیر
11- سعد بن خثیمہ
12- ابوالہیثم بن التیہان (رضی اللہ عنہم)

نقیبوں کے ناموں میں اختلاف نہیں پایا جاتا سوائے اس کے کہ کچھ لوگ ابوالہیثم بن التیہان کی جگہ رفاعہ بن عبدالمنذر کو نقیب قرار دیتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ کیونکہ جنھوں نے حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کو نقیب کے طور پر نقبا کی فہرست میں شامل کیا' انھوں نے بھی حاشیہ میں یہ ضرور لکھا کہ بعض اہلِ سیر نے ان کی بجائے ابوالہیثم بن التیہان کا نام نقیب کے طور پر لیا ہے۔ ان سیرت نگاروں میں صفی الرحمان مبارک پوری' ابوالاعلیٰ

مودودی، شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، ابن حزم ظاہری اور ادریس کاندھلوی۔ (۱۴)
شامل ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ نے نقیبوں کی فہرست میں رفاعہ بن عبدالمنذر کا نام لکھا ہے اور
ابوالہیثم بن التیہان کا ذکر ہی نہیں کیا (۱۵) اور غلام احمد حریری نے کوئی فیصلہ کیے بغیر دونوں
کے نام یوں لکھ دیے ''رفاعہ بن المنذر بن زبیر یا ابوالہیثم بن التیہان'' (۱۶)

جن سیرت نگاروں نے نقبا کی فہرست میں ابوالہیثم کا نام شامل کیا اور رفاعہ بن
المنذر کے نقیب ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا ان میں شبلی نعمانی، محمد رضا مصری، اور قاضی سلیمان
سلمان منصور پوری شامل ہیں (۱۷)

ابراہیم میر سیالکوٹی نے اس سلسلے میں لکھا کہ امام ابن اسحاق نے نقیب نمبر ۱۲ میں
رفاعہ بن عبدالمنذر کا ذکر کیا ہے لیکن ابنِ ہشام نے کہا کہ اہلِ علم و علمائے سیرت حضرت
رفاعہ کے بجائے ابوالہیثم بن التیہان کو نقیب گنتے ہیں اور یونس بن بُکَیر کی روایت میں جو
امام ابنِ اسحاق سے ہے اور دیگر روایتوں میں ابوالہیثم ہی کو نقیب گنوایا ہے۔ (۱۸)

سعید انصاری نے ''سِیَرُ الصحابہ'' میں نقبا کا ذکر کیا تو ابوالہیثم بن التیہان کو
شامل کیا اور ابنِ ہشام کے حوالے سے لکھا کہ ''بعض لوگوں نے ابوالہیثم کے بجائے رفاعہ
بن عبدالمنذر کا نام لیا ہے لیکن یہ کچھ زیادہ قابل لحاظ نہیں (کیونکہ) حضرت کعب بن
مالک نے جو انصار کے مشہور شاعر تھے اور اس بیعت میں شریک تھے۔ (انھوں نے) نقبا
کے نام اپنی ایک نظم میں بیان کیے ہیں لیکن اس میں رفاعہ کا نام نہیں بلکہ ان کے بجائے
ابوالہیثم کا ہے (۱۹)

ابنِ سعد نے بھی نقبا کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا۔ اور نقیبوں میں حضرت رفاعہ
بن عبدالمنذر کا نام شامل نہیں کیا۔ اور حضرت ابوالہیثم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''نام
مالک تھا۔ بلی میں سے تھے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے .... وہ بھی انصار کے
بارہ نقیبوں میں سے تھے (۲۰)

جنھیں نقیب مقرر فرمایا گیا

حضرت اسعد بن زُرارہؓ

حضرت اسعد بن زُرارہ ان چھے انصاریوں میں شامل ہیں جو سب سے پہلے ایمان
لائے۔ اس کے علاوہ یہ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ اور بیعتِ عقبہ کُبریٰ میں بھی شامل تھے اور نقیب مقرر
ہوئے۔ بیعت کرتے وقت انھوں نے کچھ الفاظ کہے، وہ بھی سیرت کی کتابوں میں ملتے
ہیں۔ ابنِ اثیر نے لکھا کہ ان کی کنیت ابوامامہ ہے اور ان کو سعد الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ اور
نسب یوں ہے: اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔
مودودی لکھتے ہیں کہ جاہلیت میں بھی یہ توحید کے قائل اور بت پرستی کے مخالف تھے۔
مصباح الدین شکیل نے لکھا کہ یہ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں بنی نجار کے نقیب بنے تھے اور بیعت
کرنے والوں میں سب سے کم عمر تھے۔ ابنِ سعد کے مطابق حضرت اسعد بن زرارہ نے
بیعتِ عقبہ کبریٰ کے دن حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر صحابہ سے کہا تھا کہ اے لوگو جانتے ہو کہ تم
لوگ حضور ﷺ سے کس بات پر بیعت کرتے ہو؟ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو
کہ عرب و عجم اور جنّ و انس سب سے جنگ کرو گے۔ صحابہ نے کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں۔ جو
جنگ کرے گا ہم اس سے جنگ کریں گے اور جو صلح کرے گا ہم اس سے صلح کریں گے۔ پھر
اسعد بن زرارہ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ انصار میں بحث چلی کہ عقبہ کبریٰ کے دن
سب سے پہلے بیعت کس صحابی نے کی تھی۔ جب یہ بات حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ
سے پوچھی گئی تو انھوں نے کہا۔ یہ بات میرے علاوہ اور کون جان سکتا ہے کہ بیعتِ عقبہ کبریٰ
کے دن سب سے پہلے اسعد بن زرارہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد براء بن معرور اور پھر
اُسید بن الحضیر نے۔

حضرت مصعب بن عمیر تبلیغ اسلام کے لیے مدینہ گئے تو حضرت اسعد بن زُرارہ

نے انھیں اپنے گھر میں مہمان بنایا۔ عبدالحیٔ کتّانی نے " التراتیب الاداریہ" میں لکھا ہے کہ جب حضرت مصعب بن عُمیر ان کے مہمان ہوئے تو دونوں نے مل کر تبلیغ کی۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے اور حضرت ابو ایوب انصاری کے ہاں قیام فرمایا تو حضرت اسعد حضور ﷺ کی اونٹنی کو اپنی گھر لے گئے اور اس کی مہمانی کی۔

شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسعد بن زرارہ نے صحابہ میں سب سے پہلے سن ایک ہجری میں وفات پائی۔ سعید انصاری نے "سیرُ الصحابہ (سیرِ انصار)" میں لکھا کہ ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد یہ سب سے پہلے فوت ہوئے اس لیے حضور ﷺ نے سب سے پہلی نمازِ جنازہ انھی کی پڑھائی تھی اور ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن ہونے والے بھی یہی تھے۔ ابنِ سعد نے لکھا کہ حضرت اسعد بن زرارہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ ان کے غسل کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انھیں تین کپڑوں میں کفن دیا جن میں ایک چادر تھی۔

حضرت اسعد بن زرارہ کے انتقال کے بعد بنی نجار حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے نقیب حضرت اسعد فوت ہوگئے ہیں اب آپ ﷺ نیا نقیب مقرر فرمادیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمھارا نقیب ہوں۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی اپنی کتاب "عہدِ نبوی ﷺ میں تنظیمِ ریاست و حکومت" میں لکھتے ہیں کہ حضرت اسعد بن زرارہ کی جگہ حضور ﷺ کا یہ فریضہ سنبھالنا محض اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ ﷺ اپنی پردادی کے ذریعہ سے بنونجّار کے رشتہ دار اور عزیز تھے۔ بلکہ اس بنا پر بھی تھا کہ آپ ﷺ تمام مسلمانوں کے سردار کی حیثیت سے نقیب النقبا بھی بن گئے تھے۔"

ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ حضرت اسعد بن زرارہ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی، صرف دو بیٹیاں تھیں۔ طالب ہاشمی نے لکھا کہ حضور ﷺ حضرت اسعد بن زرارہ کی یتیم بچیوں کو

بے حد عزیز رکھتے تھے اور نہایت شفقت فرماتے۔ حافظ ابنِ حجر نے "اصابہ" میں لکھا کہ حضور ﷺ نے ان کو سونے کی بالیاں پہنائیں جن میں موتی پڑے ہوئے تھے اور ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت اسعد بن زرارہ کی ایک بیٹی فریعہ کی شادی حضور ﷺ نے حضرت نبیط بن جابر سے کردی تھی۔

اُسَید بن حضیرؓ

حضرت اُسَید بن حضیر بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شامل تھے اور اس موقع پر نقیب مقرر ہوئے۔ ان کا نام اسید اور کنیت ابویحیٰی اور ابوعتیک تھی۔ ابنِ اثیر نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے: اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

حضرت اُسَید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ ایک ہی دن حضرت مصعبؓ بن عُمیر کی تبلیغ کے زیرِ اثر مسلمان ہوئے تھے۔ اسد الغابہ میں ہے کہ یہ عقبہ کبریٰ میں آئے تو بنی عبدالاشہل کے نقیب بنے۔ "سیرُ الصحابہ" میں لکھا ہے کہ انصار میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں حضرت اسید بن حضیر بھی شامل تھے۔ ابنِ سعد نے لکھا کہ یہ لکھنے پڑھنے کے علاوہ تیر اندازی سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے اور اس زمانے میں ایسے شخص کو کامل کہا جاتا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اسید غزوہ احد میں شریک تھے اور اس روز انھیں سات زخم لگے تھے۔ جس وقت لوگ بھاگ گئے تو یہ اس وقت بھی حضورِ اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ یہ بلند پایہ صحابہ میں سے ہیں۔ ابنِ اثیر کے مطابق ایک بار حضور ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، معاذ بن عمرو بن جموع اور حضرت اسید بن حضیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ اچھے آدمی ہیں۔

سعید انصاری نے ان کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ فتحِ مکہ میں حضور ﷺ

مہاجرین اور انصار کے ساتھ تھے۔ اس میں حضرت اسید بن حضیر کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ حضور ﷺ ان کے اور حضرت ابوبکر صدیق کے درمیان تھے۔

ابنِ سعد نے لکھا کہ ایک بار اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر مہینے کی آخری تاریک رات میں حضور ﷺ کے پاس تھے۔ جب رات کے وقت نکلے تو دونوں میں سے ایک کا عصا روشن ہوگیا۔ یہ دونوں اسی روشنی میں چلتے رہے۔ جب راستہ جدا ہوا تو دونوں کے عصا روشن ہوگئے اور وہ اس روشنی میں چل کر اپنے گھروں تک پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور کسی کو ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے پاس جھگڑے کی باتیں نہیں ہیں۔ حضرت اسید نہایت صاف گو تھے۔ حضرت عمرؓ اس فضیلت کی وجہ سے ان کو تمام انصار پر فضیلت دیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کے بارے میں فرماتی ہیں کہ وہ صحابہ کے بہترین اور برگزیدہ افراد میں داخل تھے۔

ایک بار انھیں حضور ﷺ کی چھڑی سے ٹھوکا لگ گیا۔ انھوں نے آپ ﷺ سے عرض کی۔ آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ فرمایا بدلہ لے لو۔ عرض کیا۔ میں ننگے بدن تھا اور آپ ﷺ کے بدن پر تو کپڑا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا پیرہن اٹھا کر فرمایا۔ آؤ بدلہ لے لو۔ یہ بڑھے اور والہانہ حضور ﷺ کے بدن پر بوسے دینے لگے۔ یہ ۲۰ ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

ابوالہیثم بن التیہان (مالک بن التیہان)ؓ

حضرت ابوالہیثم بن التیہان عقبہ اولیٰ اور عقبہ کبریٰ دونوں بیعتوں میں شامل تھے اور نقیب مقرر ہوئے۔ ابنِ سعد نے ان کا نام مالک اور کنیت ابوالہیثم لکھی ہے۔ یہ کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ ابنِ اثیر نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے: ابوالہیثم بن التیہان بن مالک بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعورا بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو

بن مالک بن اوس۔ طبقات ابنِ سعد میں لکھا ہے کہ یہ قبیلہ اوس سے تھے اور ان کی والدہ قبیلہ خزرج سے تھیں۔

"سیرت احمدِ مجتبیٰ" میں لکھا ہے کہ یہ اسعد بن زرارہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے۔ عقبہ کبریٰ کے موقع پر جو بارہ نقیب مقرر ہوئے تھے ان میں یہ قبیلہ اوس کے تین نقبا میں سے ہیں۔ یہ خاندان بلی سے تھے۔ اس بیعت کے موقع پر حضرت ابوالہیثم نے حضورِ اکرم ﷺ سے عرض کی تھی کہ یا رسولُ اللہ ﷺ ہمارے تعلقات یہود کے ساتھ ہیں اور اس بیعت کے بعد وہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو آپ ﷺ کو غلبہ حاصل ہوجائے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر واپس اپنے لوگوں میں آجائیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میرا خون تمھارا خون ہے۔ میں تمھارا اور تم میرے ہو۔ ابنِ اثیر نے لکھا کہ بنو عبدالاشہل اور بنوسلمہ کے مطابق انھوں نے سب سے پہلے بیعت کی۔ بعض اسعد بن زرارہ اور بعض براء بن معرور کا نام لیتے ہیں۔ مگر حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سب سے پہلے بیعت کرنے والے کا نام اسعد بن زرارہ بتایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اپنے قبیلے کے افراد میں سب سے پہلے انھوں نے ہی بیعت کی ہو۔ کچھ لوگ حضرت ابوالہیثم کے بجائے رفاعہ بن عبدالمنذر کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھیں نقیب بنایا گیا تھا۔ جو غلط ہے۔ اس بات کی تغلیط ہم نے شروع میں کردی ہے۔ ابنِ ہشام نے اس سلسلے میں لکھا کہ کعب بن مالک جو شاعر تھے اور بیعتِ عُقبۂ کبریٰ میں شامل بھی تھے انھوں نے اپنی ایک نظم میں نقبا کا ذکر کیا تو رفاعہ کے بجائے ابوالہیثم کو شامل کیا اور جو شعر ان کے لیے لکھا اس کا ترجمہ ہے "ابوالہیثم نے جو عہد کیا ہے اس کے پورا کرنے میں بھی وہ ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔"

"سیر الصحابہ" میں لکھا ہے کہ ابوالہیثم کے پاس کھجور کے باغات اور بکریوں کے ریوڑ تھے مگر کوئی نوکر نہ تھا۔ اس لیے یہ تمام کام خود کیا کرتے تھے۔ ایک بار حضور ﷺ حضرت

ابوالہیثم کے گھر تشریف لے گئے۔ یہ آپ ﷺ کو اپنے باغ میں لے گئے۔ بیٹھنے کے لیے
کوئی چیز بچھائی اور خود چھوہارے لے آئے۔ پھر پانی پلایا اور کھانے کا انتظام کیا۔ آپ
ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی نوکر ہے۔ کہنے لگے، نہیں۔ حضور
ﷺ نے فرمایا۔ جب قیدی آئیں تو آنا۔ بعد میں آپ ﷺ نے انھیں دو غلام دکھا کر کہا
کہ ایک پسند کرلو۔ انھوں نے نماز پڑھنے والے غلام کو لے لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت
ابوالہیثم سے ارشاد فرمایا اس غلام سے اچھا سلوک کرنا۔ یہ گھر گئے۔ بیوی سے مشورہ کیا اور
غلام کو آزاد کردیا۔ خبر ملنے پر حضورِ اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان دونوں میاں بیوی
کی تعریف فرمائی۔

ابن اثیر نے لکھا کہ یہ تمام غزوات میں شریک تھے۔ مصباح الدین شکیل لکھتے ہیں کہ
جنگِ موتہ کے بعد حضور ﷺ انھیں کھجوروں کا تخمینہ لگانے کے۔ لیے بھیجا کرتے تھے۔
جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور میں انھیں بھیجنا چاہا تو انھوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں
حضور ﷺ کے لیے یہ کام کرتا تھا اور جب واپس آتا تو آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمایا
کرتے تھے۔ حضرت ابوالہیثم بن التیہان نے ۲۰ ھجری میں وفات پائی۔

سعد بن عُبادہؓ

حضرت سعد بن عبادہ بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں شامل ہوئے اور اس موقع پر نقیب مقرر کیے
گئے۔ ابنِ ہشام نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے۔ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی
حذیفہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی کنیت ابوقیس
اور ابوثابت تھی۔ یہ خزرج کی شاخ بنوساعدہ کے رئیس اور سردار تھے اور بنوساعدہ کے ہی
نقیب بنے۔

محمد بن عمر نے کہا سعد بن عبادہ نے مسلمان ہونے کے بعد حضرت منذر بن عمرو اور ابو

دجانہ کے ساتھ مل کر بنی ساعدہ کے بت توڑ ڈالے تھے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ عقبۂ کبریٰ
کی بیعت کے بعد جب انصار کا قافلہ واپس مدینہ جانے لگا تو کفار نے حضرت سعد بن عبادہ
کو پکڑ لیا۔ انھوں نے حارث بن امیہ اور جبیر بن مطعم کو مدد کے لیے پکارا کیونکہ سعد مدینہ
میں ان دونوں کو پناہ دیا کرتے تھے۔ یہ دونوں آئے اور حضرت سعد کو کفار سے چھڑایا۔
انصار کا قافلہ خبر ملنے پر واپس آیا لیکن ابھی وہ لوگ راستے میں ہی تھے کہ حضرت سعد آزاد ہو
کر ان تک پہنچ گئے۔

ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ حضرت سعد ان چند لوگوں میں سے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں
نہایت عمدہ عربی لکھ پڑھ لیتے تھے اور تیر اندازی بھی اچھی طرح جانتے تھے۔ اور حافظ ابنِ
حجر عسقلانی نے لکھا کہ ان خصوصیات کے علاوہ وہ ماہر تیراک بھی تھے جس وجہ سے لوگ
انھیں کامل کے لقب سے پکارتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ اور ان کے آباء مہمان نواز
تھے۔ یہ اور ان کے آباء اپنے قلعہ میں منادی کیا کرتے تھے کہ جس کو گوشت اور چربی پسند ہو
تو وہ ہمارے قلعے میں آجائے۔ ابنِ سعد نے لکھا ہے کہ ان کے بیٹے کو بھی اسی طرح دعوت
دیتے ہوئے پایا گیا۔ ''سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ'' میں لکھا ہے کہ سعد کے دادا ہر سال مکہ میں
جاکر دس اونٹ ذبح کیا کرتے تھے۔ ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد حضرت سعد ہر روز ثرید کا
ایک پیالہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ اصحابِ صُفّہ اکثر ان کے مہمان
بنتے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے اس کے بعد تمام غزوات میں شریک تھے۔ سعد
انصاری نے لکھا کہ غزوہ احد کے وقت مشرکین اس سروسامان سے آئے تھے کہ مدینہ والوں
پر خوف طاری ہوگیا تھا۔ شہر میں تمام رات، جمعہ کی شب کو پہرہ رہا۔ اس موقع پر حضرت سعد
بن عبادہ چند انصار کے ساتھ مسجدِ نبوی ﷺ میں ہتھیار لگائے حضور ﷺ کے گھر کی
حفاظت کررہے تھے۔

ان کا شمار بلند پایہ صحابہ میں کیا جاتا ہے۔ بخاری میں لکھا ہے کہ یہ بڑے پایہ کے مسلمان تھے۔ ابنِ اثیر نے لکھا کہ یہ سردار اور سخی تھے اور تمام مشاہد میں انصار کا علم انھی کے پاس رہتا تھا اور یہ انصار میں صاحب وجاہت وریاست تھے۔ ان کی سرداری کو ان کی قوم بھی تسلیم کرتی تھی۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ غزوہ احد میں حضور ﷺ نے خزرج کا جھنڈا ان کے سپرد کیا اور غزوہ خندق میں بھی انصار کا جھنڈا انھی کے پاس تھا۔

حضور ﷺ نے سعد بن عبادہ کے بارے میں فرمایا کہ سعد غیرت مند آدمی ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ کی غیرت اس کے محرکات کے کرنے میں ہے۔ انصار پانی کی سبیلیں بھی رکھتے تھے اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے بھی ایک سبیل اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے وقف کر دی تھی۔ یہ ۱۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن حرام کی کنیت ابو جابر تھی اور ان کا نسب ہے: عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ابنِ سعد نے ان کی والدہ کا نام رباب بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بتایا ہے۔ ۱۳ نبوی میں مدینہ سے ایک قافلہ حج کی غرض سے آیا اور ان میں سے ۷۵ افراد نے دوسرے ساتھیوں سے چھپ کر بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی تھی۔ عبدالرحمٰن ابنِ جوزی نے لکھا کہ حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ہمارے قافلہ میں اس وقت حضرت عبداللہ بن عمرو بھی شریک تھے لیکن اس وقت تک انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اور ہم نے بھی اپنی قوم کے مشرکین سے اس بات کو چھپایا ہوا تھا کہ ہم حضور ﷺ سے ملتے ہیں۔ ہم نے عقبہ کبریٰ میں جانے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام سے کہا کہ اے ابو جابر تم

ہمارے سرداروں میں سے ایک اہم ترین سردار ہو اور اشراف میں سے شریف ترین آدمی ہو اور ابھی تک کفر کی حالت میں ہو۔ ہمیں یہ پسند نہیں کہ روزِ قیامت تم آگ کا ایندھن بنو۔ یہ کہہ کر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ اور حضور ﷺ سے ملنے کی اطلاع بھی دی۔ یہ مسلمان ہو گئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے اور وہاں نقیب مقرر ہوئے۔ یہ بنو سلمہ کے نقیب تھے۔

سعید انصاری لکھتے ہیں کہ مکارم ومحاسن کے لحاظ سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ بنو سلمہ میں اشاعتِ اسلام کے لیے انھوں نے جو کوششیں اور سرگرمی دکھائی اور پھر خدا کی راہ میں جس طرح اپنے آپ کو قربان کیا۔ اس کا اعتراف خود حضور ﷺ نے بھی کیا۔ عُروہ بن زُبیر، ابنِ شہاب اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

ابنِ سعد اور ابنِ اثیر نے لکھا جابر بن عبداللہ کہتے ہیں: غزوۂ اُحُد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں ان کی نعش کے پاس گیا تو دیکھا کہ ان کے اعضا کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں رونے لگا۔ لوگ مجھے رونے سے منع کر رہے تھے مگر حضور ﷺ نے مجھے منع نہیں کیا۔ پھر میری پھوپھی بھی رونے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ان پر روؤ یا نہ روؤ۔ جب تک ان کو یہاں سے اٹھایا نہیں جائے گا۔ فرشتے ان پر اپنے پروں کا سایہ کیے رہیں گے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن حرام اور ان کے بہنوئی حضرت عمروؓ بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کریں کیونکہ یہ دونوں دنیا میں بہت محبت سے رہتے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے اپنے والد کی شہادت کے چھ ماہ بعد ان کے لیے نئی قبر بنائی اور پرانی قبر سے نکال کر نئی میں دفن کیا تو دیکھا کہ ان کے جسم

میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ صرف ان کی داڑھی کے چند بالوں میں مٹی لگ گئی تھی۔ سیر الصحابہ میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے ۴۶ برس بعد ایک سیلاب آیا' جس نے ان کی قبر کھول دی توان کا جسم ٹھیک حالت میں تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓو بن حرام کی شہادت کے وقت ان کی اولاد میں حضرت جابر بن عبداللہ کے علاوہ نولڑکیاں تھیں۔ جن میں ۶ نہایت خُرد سال تھیں۔

براء بن معرورؓ

حضرت براء بن معرور بیعتِ عَقَبَہ کُبریٰ میں شامل ہوئے اور اس موقع پر نقیب مقرر ہوئے۔ ابنِ سعد نے حضرت براء بن معرور بن صخر بن خنسا بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ رباب بنت النعمان بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن الاوس تھیں۔ ان کی کنیت ابو بشر تھی۔ یہ حضرت سعد بن معاذ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

انھوں نے حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغی کوششوں سے اسلام قبول کیا تھا۔ ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور سب سے پہلے آدمی ہیں جو کہ تحویلِ قبلہ سے پہلے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ عقبہ کبریٰ کے وقت انھوں نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں توانھوں نے اطاعت کی۔ عقبہ کبریٰ کے موقع پر سب سے پہلے حضرت براء نے حضور ﷺ سے بات کی۔ عبدالرحمان ابنِ جوزی نے لکھا کہ انھوں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی: اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث کیا۔ ہم اپنی جانوں کی طرح آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ یا رسولُ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) آپ ہم سے بیعت لے لیں۔ خدا کی قسم ہم ایک مسلّح جماعت ہیں اور

ہم نے وراثت میں ہتھیار پائے ہیں۔ یہ کہہ کر انھوں نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد نقبا کا انتخاب ہوا تو یہ بنو سلمہ کے نقیب بنائے گئے۔

ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے اپنے مضمون ''عہدِ نبوی ﷺ'' میں تنظیم ریاست و حکومت' میں لکھا کہ حضرت براء بن معرور ہجرتِ نبوی ﷺ سے ایک ماہ پہلے فوت ہو گئے تھے۔ سعید انصاری نے لکھا کہ انھوں نے وصیت کی کہ مجھ کو قبر میں قبلہ رخ رکھنا اور میرا اثاثہ حضور ﷺ کے لیے ہے' وہ جو چاہیں کریں۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جب حضورِ اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی قبر پر گئے اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھی۔ اس نماز میں آپ ﷺ نے چار مرتبہ تکبیر کہی۔ اور ان کا اثاثہ ان کے بیٹے کے حوالے کر دیا اور ان کے بیٹے بشر بن براء کو ان کے خاندان کا نقیب مقرر کیا۔

سعد بن ربیعؓ

عَقَبہ اولیٰ کے بعد یہ بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں حاضر ہونے والوں میں شامل ہیں اور بارہ نقبا میں سے ہیں۔ ابنِ سعد نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے: سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراؤ القیس بن مالک الاعز ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج اور ان کی والدہ کا نام ہزیلہ بنتِ عقبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھا۔ یہ یثرب کے حارث بن خزرج کے قبیلے سے تھے اور حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں اسی قبیلے کا نقیب بنایا تھا۔ ابنِ اثیر اور ابنِ سعد کے مطابق یہ زمانۂ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد حضور ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کی تو حضرت سعد بن ربیع کو حضرت عبدالرحمان بن عوف کا بھائی بنایا۔ اس بھائی چارے کے نتیجہ میں ہر انصاری نے اپنا مال و دولت اپنے مہاجر بھائی کو آدھا

حصہ دیا۔ اس موقع پر حضرت سعد نے اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمان بن عوف سے کہا کہ مال ودولت کے علاوہ میری دو بیویاں ہیں۔ میں ایک کو چھوڑ دیتا ہوں' تم ان سے شادی کرلو۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے جواب میں ان کو دعائیں دیں اور کہا کہ خدا تمھارے بال بچوں اور مال ودولت میں برکت دے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے بازار کا راستہ دکھا دو۔

ابنِ سعد نے لکھا کہ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے "اُسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ غزوہ احد کے معرکے کے بعد حضور ﷺ نے جب حضرت سعد بن ربیع کو اپنے قریب نہ پایا تو صحابہ سے فرمایا۔ کون ہے جو مجھے سعد بن ربیع کی خبر لا دے۔ ایک صحابی نے جا کر ان کو تلاش کیا تو دیکھا کہ شدید زخمی ہیں۔ کہنے لگے میری قوم سے جا کر کہنا کہ خدا سے ڈرو اور جو عہد تم نے عقبہ کی رات حضور ﷺ سے کیا تھا' اس کو یاد رکھو۔ خدا کی قسم اللہ کے نزدیک تمھارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا کہ کفار تمھارے نبی ﷺ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی شخص زندہ بچ گیا ہو۔ اتنا کہہ کر حضرت سعد بن ربیع شہید ہو گئے۔ جب اس بات کی اطلاع حضور ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ سعد پر رحم کرے۔ انھوں نے زندگی اور موت میں خدا اور رسول (ﷺ) کی خیر خواہی کی۔

عُبادہ بن صامتؓ

حضرت عُبادہ بن صامت عَقبۂ اُولیٰ کے بارہ افراد کی بیعت میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ وہ عقبہ کبریٰ میں شریک ہوئے اور بنی قوافل کے نقیب مقرر ہوئے۔ ان کا نسب ابنِ سعد نے اس طرح لکھا ہے۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج اور ان کی کنیت ابوالولید تھی۔ ان کی والدہ کا نام قرۃ العین بنتِ عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ہے۔

مصباح الدین شکیل نے لکھا کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر ہوئی اور پہلی اسلامی درس گاہِ صُفّہ کا قیام عمل میں آیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عُبادہ بن صامت کو اس کا صدر مدرس بنایا۔ وہ طلبہ کی ضروریات کا خیال رکھنے کے علاوہ انھیں تعلیم بھی دیتے اور لکھنا پڑھنا بھی سکھاتے۔

محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں انصار کے پانچ آدمیوں نے قرآن حفظ کیا تھا' ان میں حضرت عبادہ بھی شامل تھے۔

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ انھوں نے غزوہ بدر' اُحُد' خندق کے تمام غزوات میں شرکت کی۔ قبیلہ بنو قینقاع کے یہودیوں نے جنگِ بدر کے بعد بد عہدی کی تو حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا۔ ان کے اخراج کی نگرانی کا کا حضرت عبادہ بن صامت کے سپرد کیا گیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جو شام کے امیر تھے' انھوں نے انھیں حمص میں اپنا نائب بنایا تھا۔ سعید انصاری لکھتے ہیں کہ شام کے مسلمانوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم کی ضرورت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس کام کے لیے انھی کا انتخاب کیا۔ انھوں نے مستقل طور پر فلسطین میں سکونت اختیار کی تو حضرت عمرؓ نے انھیں قاضی بنایا اور اہلِ فلسطین کو قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ وہ یہ خدمت آخری دم تک انجام دیتے رہے۔ امام اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص فلسطین کا قاضی ہوا وہ حضرت عُبادہ بن صامت ہی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ ۷۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے جو حضرت عثمان کا عہد خلافت تھا۔

رافع بن مالکؓ

حضرت رافع بن مالک انصاریؓ اُولیٰ' بیعتِ عَقبۂ اولیٰ اور بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں شامل تھے اور بنی زریق کے نقیب مقرر ہوئے تھے۔

ان کا نسب یہ ہے۔ رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ ابنِ سعد نے ان کی والدہ کا نسب یہ لکھا ہے۔ معاویہ بنت العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ ان کی کُنیت ابو مالک تھی۔ ''سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ'' میں ان کی کنیت ابو مالک اور ابو رفاعہ لکھی ہے۔

سعد بن عبدالحمید بن جعفر نے کہا ہے کہ عَقبہ کُبریٰ کے علاوہ یہ پہلے چھے اور پھر ۱۲ افراد میں بھی شامل تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ ابنِ سعد نے لکھا کہ عقبہ کبریٰ میں جو سب سے پہلے حضورِ اکرم ﷺ کو نظر آئے وہ رافع بن مالک الزرقی تھے۔ پھر باقی لوگ پہنچ گئے۔ جن کے ہمراہ دو عورتیں بھی تھیں۔ ان کا شمار کاملین میں ہوتا ہے کیونکہ یہ لکھنے پڑھنے اور تیر اندازی سے اچھی طرح واقف تھے۔ شبلی نعمانی نے لکھا کہ ان کے مسلمان ہونے تک جس قدر قرآن اتر چکا تھا' وہ آنحضرت ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا۔ ابنِ اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رافع سب سے پہلے آدمی ہیں جو سورۂ یُوسُف مدینہ لے گئے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ سے حضور ﷺ کے پاس مکہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ اور جب سورۂ طٰہٰ نازل ہوئی تو اس کو لکھا اور لے کر مدینہ آئے۔ اور بنی زریق کو سنایا۔ حضرت رافع بن مالک غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن رواحہؓ

حضرت عبداللہ بن رواحہ بیعتِ عَقبۂ کُبریٰ میں شریک تھے اور ان کا شمار نُقبا میں ہوتا ہے۔ ابنِ ہشام نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس الاکبر بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج۔ ان کی والدہ کبشہ بنتِ واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناہ بن مالک

الاغر تھیں۔ ابنِ سعد کے مطابق ان کی کُنیت ابو محمد تھی۔ مصباح الدین شکیل نے لکھا ہے کہ یہ شاعرِ رسول ﷺ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ بدر، اُحُد، خندق، حُدَیبیہ اور عمرۃ القضا وغیرہ تمام مشاہد میں حضور ﷺ کے ہمراہ شریک تھے۔ سعید انصاری نے لکھا کہ خیبر فتح ہونے کے بعد حضور ﷺ پھلوں کا تخمینہ لگانے کے لیے انھیں روانہ کیا۔

یہ حضور ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک بار یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ انھیں دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ یہ سنتے ہی یہ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ جگہ مسجد سے باہر تھی۔ جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے اور یہ بات آپ ﷺ کو بتائی گئی۔ تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تم کو اس سے زیادہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کی خواہش عنایت فرمائے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ جہاد میں سب سے پہلے گھر سے نکلتے اور سب کے بعد لوٹتے تھے۔

''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ مُوتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو لشکر کا سردار بنایا اور فرمایا اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب' پھر اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں لشکر کا سردار بنالیں۔ ادھر غزوۂ مُوتہ میں جنگ ہو رہی تھی اور اس وقت حضور ﷺ مدینہ میں صحابہ سے فرما رہے تھے کہ اس وقت زید بن حارثہ نے لڑتے ہوئے شہادت دی۔ فوج کا عَلم جعفر بن ابی طالب نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے تھوڑے وقفے کے بعد فرمایا اور اب یہ عَلم عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

منذر بن عمروؓ

حضرت منذر بن عمروؓ قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تھے۔ یہ حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ بیعتِ عَقبۂ کُبریٰ میں شامل ہوئے اور نقیب مقرر کیے

گئے۔

ابنِ اثیر، ابنِ عمر، ابنِ مندہ، ابونعیم اور ابنِ کلبی نے ان کا نسب یوں لکھا ہے: منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔ ابنِ سعد کے مطابق ان کی والدہ کا نام ہند بنت المنذر بن الجموع بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا۔

ابنِ اثیر نے لکھا ہے کہ یہ زمانۂ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ مصباح الدین شکیل نے لکھا کہ مہاجرین وانصار کی مواخات میں حضور ﷺ نے انھیں اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت طلیب بن عُمیر کا بھائی بنا دیا۔ سعید انصاری نے لکھا کہ یہ بدر اور اُحد کے غزوات میں شریک ہوئے تھے۔ اُحد میں میسرہ کے افسر تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ بیرِ معونہ میں شہید ہوئے۔ واقعہ یوں ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ملنے آیا۔ آپ ﷺ نے اسے قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ قبول کی نہ انکار کیا بلکہ کہا کہ آپ ﷺ اپنے کچھ مُبلّغ اہلِ نجد میں تبلیغِ اسلام کی خاطر بھیج دیں تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے چالیس صحابہ اس کے ہمراہ کر دیئے۔ جب یہ لوگ بیرِ معونہ پر پہنچے تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم کے قبائل کو بلایا اور وہ سب اکٹھے ہو کر تلواریں لیے ہوئے آ گئے اور مسلمانوں کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں نے بھی تلواریں نکال لیں اور لڑنے لگے۔ دشمنوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے دو صحابہ کے علاوہ سب شہید ہو گئے۔ شہید ہونے والے افراد میں حضرت منذر بن عمرو بھی تھے۔

سعد بن خُثَیمہ

حضرت سعد بن خُثَیمہ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں بنی عمرو بن عوف سے حاضر ہوئے تھے اور نقیب مقرر ہوئے۔ سعید انصاری ان کا نام سعد اور کنیت ابوخثیمہ اور لقب خیر لکھتے ہیں۔ ابنِ

سعد ان کی کنیت ابو عبداللہ لکھتے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ سعد بن خثیمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امراؤ القیس بن مالک بن اوس۔

ابنِ سعد نے لکھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت سعد بن خثیمہ کے گھر میں قیام فرمایا۔ بعض لوگوں کے خیال میں حضرت کُلثُوم بن ہِدم کے ہاں قیام کیا اور سعد بن خثیمہ کے گھر لوگوں سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ واقدی نے کہا کہ حضور ﷺ قبا میں مستقل طور پر حضرت کُلثُوم بن ہِدم کے ہاں تشریف فرما ہوئے مگر نشست یعنی لوگوں سے ملاقات حضرت سعد بن خُثَیمہ کے گھر پر ہوتی تھی۔ حضور ﷺ نے اسی قیام کے دوران مسجدِ قبا کی بنیاد رکھی تھی۔

بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کے بعد یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اسی غزوے میں شہید ہو گئے۔ ان کے اس غزوہ پر جانے کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ ہم میں سے ایک خواتین کے ساتھ گھر میں رہے اور دوسرا جنگ میں جائے گا اس لیے تم مدینہ میں ٹھہرو اور میں جنگ کے لیے جاتا ہوں۔ اس پر حضرت سعد نہ مانے اور بالآخر ان باپ بیٹے نے قرعہ ڈالا جو سعد کے نام نکلا۔ یہ جنگ میں گئے اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حواشی

نُقَبا

﴿1-﴾ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی کی یہ کتاب "نقوش" لاہور کے رسول ﷺ نمبر (جلد ۱۲،۵) میں شامل کی گئی۔ ﴿2-﴾ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۵۔ ص ۲۲۷ ﴿3-﴾ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۲۔ ص ۲۴۸ ﴿4-﴾ حالانکہ ابنِ سعد نے لکھا ہے کہ حضور

ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال نہ کرے کہ اس کے سوا اور کو انتخاب کر لیا گیا۔ میرے لیے جبرئیلؑ ہی انتخاب کریں گے (طبقاتِ ابنِ سعد۔ جلد اول۔ ص ۲۸۹) ﴿5-﴾ ادریس کاندھلوی، محمد۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۳۴۴، ۳۴۵ ﴿6-﴾ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۱۶۷ ﴿7-﴾ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۵۔ ص ۶۲۹ ﴿8-﴾ شبلی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ جلد اول۔ ص ۱۶۸ ﴿9-﴾ سیرتِ محمدیہ ﷺ ترجمہ مواہبُ اللدنیہ۔ ص ۲۶۰، ۲۶۱/۔ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۲۷۵، ۲۷۶/۔ مدارج النبوت۔ جلد دوم۔ ص ۸۹/۔ حیاتِ محمد ﷺ۔ ص ۲۴۲ ﴿10-﴾ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ اول، ۱۶۷/۔ سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ دوم۔ ص ۷۰۸/۔ ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۶۰۱ ﴿11-﴾ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۴۳۲۔ ۴۳۵ ﴿12-﴾ طبقاتِ ابنِ سعد۔ چہارم۔ ص ۱۴۳۔ ۱۴۶ ﴿13-﴾ مغازی رسول اللہ ﷺ۔ ص ۱۲۹، ۱۳۰ ﴿14-﴾ الرحیق المختوم۔ ص ۲۵۹/ سیرت سرورِ عالم ﷺ۔ دوم۔ ص ۷۰۸/ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ ص ۲۷۵/ جوامع السیرۃ۔ ص ۱۰۴/ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ اول۔ ص ۳۴۴ ﴿15-﴾ ضیاء النبی ﷺ۔ دوم۔ ص ۶۰۱ ﴿16-﴾ حریری۔ غلام احمد۔ ص ۹۵ ﴿17-﴾ سیرت النبی ﷺ۔ اول۔ ص ۱۶۷/ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ص ۲۳۹/ رحمتٌ للعالمین ﷺ۔ اول۔ ص ۸۱ ﴿18-﴾ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ ص ۴۳۵ ﴿19-﴾ سعید انصاری۔ سیر الصحابہ۔ سیر الانصار۔ اول۔ ص ۸۹، ۹۰ ﴿20-﴾ طبقات ابن سعد۔ چہارم۔ ص ۱۴۶۔

ہجرت سے قبل ایمان لانے والے انصار

اعلانِ نبوت کے گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں سال حج کے موقع پر یثرب سے مکہ مکرمہ آنے اور حضورِ اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والے ۷۳ صحابہ اور ۲ صحابیات کا ذکر تو کتبِ سیرت میں ملتا ہے۔ (۷۳ صحابہ اور ۲ صحابیات تو بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک تھے۔ جابر بن عبداللہ بن رئاب انصارِ اولیٰ میں شامل تھے لیکن بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل نہیں ہوئے۔ اس طرح عقبہ کی گھاٹی میں ایمان کا اعلان کرنے والے صحابہ وصحابیات کی مجموعی تعداد ۷۳+۲+۱=۷۶ بنتی ہے)

کتبِ سیرت میں بیعتِ عقبہ کے شرکا کے حوالے سے تو مختلف اختلافات اور مباحث سامنے آتے ہیں لیکن ان انصار کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا جو حضورِ اکرم ﷺ کی ہجرت سے پہلے دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے لیکن کسی ایک یا کئی وجوہ کی بنا پر مکہ مکرمہ میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان کا اعلان کرنے یا بیعت کرنے کا شرف نہ پا سکے۔ کتابوں میں کہیں کہیں اکا دکا ایسے کسی انصار صحابی یا صحابیہ کا ذکر تو آ جاتا ہے لیکن عمومی تاثر یہی پیدا ہوتا ہے کہ یثرب کے جتنے لوگوں نے اس شہر کے مدینۃ النبی (ﷺ) بننے سے پہلے اسلام قبول کیا تھا، وہ وہی تھے جو بیعتِ عقبہ میں شامل ہوئے۔ ہم نے سیرت النبی ﷺ کی مختلف کتابوں اور تذکرہ ہائے صحابہ وصحابیات ﷺ کی چھان پھٹک سے اٹھاون (۵۸) ایسے انصار دریافت کیے ہیں جو ہجرت سے پہلے ایمان کی دولت تو پا چکے تھے، بیعتِ عقبۂ اولیٰ یا بیعتِ عقبۂ ثانیہ (کبریٰ) میں شریک نہ تھے۔ ان میں ایک آدھ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں تو حاضر ہو چکے تھے لیکن کسی عقبہ میں شامل نہیں

ہوئے۔ ذیل میں ایسے صحابہ وصحابیات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

انس بن مالکؓ

یہ حضرت ام ملحان بنت سلمان کے بیٹے تھے۔ یہ اپنی والدہ کے زیرِ اثر ایمان لائے تھے۔ سیر الصحابہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف لانے سے ایک یا دو سال پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ مدینہ آنے کے بعد انھیں آپ ﷺ کی خدمت پر مامور کر دیا گیا۔

خُبیب بن عدیؓ

سیر الصحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں مجاہدین کے اسباب کی نگرانی ان کے ذمے تھی۔ واقعۂ رجیع میں دس میں سے جو تین آدمی زندہ بچے تھے۔ ان میں خُبیب بھی تھے۔ بعد میں الاستیعاب کے مطابق انھیں ایک درخت پر سولی چڑھا دیا گیا۔ سیر الصحابہ میں ہے کہ کفار نے قتل کرتے وقت انھیں قبلہ رخ نہیں رکھا مگر ان کا چہرہ بار بار ادھر مڑ جاتا تھا۔

فضالہ بن عُبَیدؓ

سعید انصاری لکھتے ہیں کہ حضرت فضالہ مدینہ میں اسلام کے قدم آتے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

عثمان بن حنیفؓ

سیر الصحابہ میں لکھا ہے کہ یہ اپنے برادرِ اکبر سہل بن حنیف کے ساتھ مسلمان ہوئے اور حضرت سہل کے ذکر میں لکھا کہ ہجرت سے پہلے ایمان لائے تھے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغ کے نتیجہ میں ایمان لائے۔

عاصم بن ثابتؓ

سیر الصحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغ پر ایمان لائے۔

عتبان بن مالکؓ

حضرت عتبان ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ یہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اس لیے جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے خیر مقدم کرنے والوں میں یہ بھی شامل تھے۔ ابنِ اثیر ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھتے۔

سلیط بن قیسؓ

یہ حضرت اسعد بن زُرارہ کے بھانجے تھے۔ حضرت سلیط بن قیس کے بارے میں ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ جب یہ ایمان لائے تو ابو صرمہ کے ساتھ بنی عدی بن النجار کے بت توڑ دیے۔ مودودی نے کہا بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کے بعد اسلام بہت تیزی میں پھیلا اور مسلمان زبردست دینی جوش کے ساتھ بت شکنی میں مشغول ہو گئے۔ ان میں حضرت سلیط بن قیس بھی تھے۔ جنھوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بنی نجّار کے بت توڑے تھے۔ ابنِ اثیر نے ان کو انصاری خزرجی نجّاری لکھا۔ کسی نے بھی انھیں بیعتِ عَقَبہ میں شریک نہیں بتایا۔ بت توڑنے کا واقعہ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ کے بعد اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کا ہے۔

مظہر بن رافع بن عدیؓ

سیر الصحابہ میں حضرت رافع بن خُدَیج کے ذکر میں ہے کہ رافع تو ہجرت کے وقت صغر السن تھے مگر ان کے چچا مظہر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ابنِ اثیر حضرت مظہر بن رافع بن عدی کے ذکر میں ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھتے۔

مالک بن ربیعہ ساعدی (ابو اُسَیدؓ)

سیر الصحابہ میں ہے کہ یہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ ابنِ اثیر ان کے ایمان لانے کا زمانہ نہیں لکھتے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَیّؓ

رأس المنافقین عبداللہ بن اُبَی کے بیٹے تھے۔ ان کے بارے میں سیر الصحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔

ابو صرمہ (مالک بن قیسؓ)

مودودی نے ہجرتِ نبوی سے قبل اور بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ کے بعد کے درمیانی عرصے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اس دوران حضرت ابوصرمہ نے اپنے مسلمان ساتھیوں کے ہمراہ بنی نجار کے بت توڑے تھے۔ ان کا نام مالک بن قیس تھا مگر یہ کنیت ابوصرمہ سے زیادہ مشہور تھے۔ یہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ اُسُد الغابہ میں ان کے زمانہ اسلام کا اندازہ نہیں ہوتا۔

محیصہ بن مسعودؓ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت محیصہ بن مسعود ہجرت سے قبل ایمان لائے۔ دراصل مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے۔ حویصہ اور محیصہ۔ حویصہ بڑے تھے۔ ان کا ذکر صحیحین میں موجود ہے۔ محیصہ چھوٹے تھے مگر ان سے زیادہ عقلمند ہوشیار اور وقت شناس تھے۔ یہ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔

محمود بن مسلمہؓ

طالب ہاشمی ان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ اہلِ سِیَر نے ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھا لیکن قیاس غالب یہی ہے کہ وہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے تقریباً ایک سال پہلے

دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہو گئے تھے کیونکہ ان کے بھائی حضرت محمد بن مسلمہ اس زمانے میں حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے۔

محمد بن مسلمہؓ

سعید انصاری کے مطابق حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت سعد بن معاذ سے پہلے حضرت مصعب بن عُمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ طالب ہاشمی ان کے اسلام قبول کرنے کا زمانہ لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے تقریباً ایک سال پہلے حضرت مصعب کی تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے۔

برا بن عازبؓ

یہ حضرت ابوبردہ بن نیاز کے بھانجے تھے۔ اور حضرت ابوبردہ اور حضرت عازب ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لیے حضرت برا بن عازب نے بھی اپنے ماموں اور باپ کی تقلید کی اور حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عُمیر اور حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم سے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ درسِ قرآن لینا شروع کر دیا تھا۔

ہلال بن امیّہؓ

یہ حضرت کُلثوم بن ہدم کے بھانجے تھے۔ سِیَر الصحابہ میں ہے کہ بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور خاندانِ واقف کے بت توڑنے کی سعادت حاصل کی۔

حارث بن صمّہؓ

حضرت حارث بن صمہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئے ان کے قبولِ اسلام کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ یہ ۱۱ نبوت سے ۱۳ نبوت کے درمیان کسی وقت حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ یہ بنو نجار سے تھے۔ سیر الصحابہ میں ہے کہ یہ ہجرت سے قبل

ایمان لائے۔

زید بن ارقمؓ

سیر الصحابہ میں ہے کہ ان کے والد ان کے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کی پرورش ان کے چچا حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ عقبہ میں بیعت کر چکے تھے۔ یہی حضرت زید کے ایمان کا سبب بنے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ انھوں نے بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بعد اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے اسلام قبول کیا۔

زید بن ثابتؓ

سعید انصاری نے "سیر الصحابہ" میں لکھا ہے کہ جب حضرت مصعب بن عُمیر یثرب میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت زید بن ثابت کم سن تھے اور انھوں نے اسی صغر سنی میں گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

حباب بن عبدالمنذر بن جموعؓ

سعید انصاری اور طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت حباب ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی بت پرستی چھوڑ کر ایمان لا چکے تھے۔ ابنِ اثیر ان کے ایمان لانے کا زمانہ نہیں لکھتے۔

حرام بن ملحانؓ

سیر الصحابہ میں لکھا ہے کہ بنو نجار صدائے اسلام پر لبیک کہنے میں پیش پیش رہے۔ ام سلیم بنتِ ملحان کی وجہ سے خاندانِ عدی اسلام کے نام سے گوش آشنا ہو چکا تھا۔ اس لیے ان کے بھائی حرام نے بھی اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ ابنِ اثیر ان کے ایمان لانے کا زمانہ نہیں لکھتے۔

ابو عبس بن جُبیرؓ

ابو عبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے۔ حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ ابو عبس اور ابو بردہ نیاز نے اسلام لانے کے بعد بنی حارثہ کے بت توڑ دیے۔ یہ کعب بن اشرف کو قتل کرنے والوں میں سے ہیں۔ ابو بردہ نیاز بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک تھے۔ مودودی کے مطابق بت توڑنے کا واقعہ بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بعد اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کا ہے۔ بہر حال یہ ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر عقبہ کبریٰ میں شریک نہیں تھے۔

ثابت بن قیسؓ

حضرت ثابت بن قیس خزرجی ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ثابت نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ ہم آپ ﷺ کی ہر اس چیز سے حفاظت کرتے ہیں جس سے اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمیں اس کا کیا معاوضہ ملے گا"۔ حضور ﷺ نے فرمایا "جنت"۔

خوات بن خبیرؓ

سیر الصحابہ اور رحمت دارین ﷺ کے سو شیدائی میں ہے کہ حضرت خوات بن خبیر حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہونے کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں پتھر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کو واپس بھیج دیا اور مالِ غنیمت اور اجر میں انھیں شامل رکھا۔

حضرت سہل بن حنیفؓ

طالب ہاشمی کے مطابق حضرت سہل بن حنیف ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل ایمان لائے۔ سعید انصاری بیعتِ عقبہ کبریٰ کے بعد اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف کے متعلق بھی تصریح ہے کہ وہ رات کو اپنی قوم کے

بت خانوں اور پوجا کی جگہوں میں گھس جاتے ور لکڑی کے بتوں کو توڑ ڈالتے اور ایک مسلمان بیوہ کو لا کر دیتے کہ وہ اس کو جلا ڈالے اور جب حضرت سہل کا ذکر الگ کرتے ہیں تو بھی یہی لکھتے ہیں کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔

حسیل الیمان بن جابرؓ

تذکارِ صحابیات میں حضرت حسیل الیمان کا تذکرہ ان کی بیوی کے حالات میں ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ ''شمعِ رسالت کے تیس پروانے'' میں لکھا ہے کہ حضرت حسیل اور ان کے بیٹے حُذیفہ بن یمان اسلام کی خبر سن کر مدینہ سے مکہ آئے اور حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ ابنِ اثیر ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھتے۔

عُمیر بن عدیؓ

''خیر البشر ﷺ کے چالیس جانثار'' میں ہے کہ حضرت عُمیر بن عدی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ایمان لائے اور اپنے ساتھی حضرت خُزیمہ بن ثابت کے ساتھ مل کر بنو خطمہ کے تمام بت توڑے تھے۔

سعد بن مالکؓ

حضرت سعد بن مالک نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

کُلثُوم بن ہِدمؓ

یہ ضعیف تھے مگر اسلام کی صدا ان کے کانوں تک پہنچی تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ان کے مکان میں قیام فرمایا۔

قیس بن سعد بن عُبادہؓ

یہ حضرت سعد بن عُبادہ کے بیٹے تھے۔ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل اسلام سے مشرف ہوئے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت قیسؓ اپنے والدین کی طرح ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل ایمان لا چکے تھے۔

خُزَیمہ بن ثابتؓ

سعید انصاری لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ طالب ہاشمی کے مطابق یہ حضرت مصعب بن عُمیر کی تبلیغ کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد یہ حضرت عُمیر بن عدی کے ساتھ مل کر بنی خطمہ کے بتوں کو توڑا کرتے تھے۔

عباد بن بشرؓ

حضرت عباد بن بشر اور ان کا سارا قبیلہ ان کی پیروی میں حضرت مصعب بن عمیر کی تبلیغ پر مسلمان ہوئے۔

عازبؓ

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بردہؓ بن نیاز اور حضرت عازب ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔

سوید بن صامتؓ

نبوت کے ابتدائی زمانہ میں انصار کی آمد و رفت مکہ میں برابر جاری تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے اہلِ مدینہ میں سے جس کو حاملِ وحی کی زبان سے دعوت اور قرآن کی آیات سننے کا اتفاق ہوا، وہ حضرت سوید بن صامت تھے۔

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کی حضور ﷺ سے دور کی رشتہ داری بھی تھی۔ ابنِ ہشام لکھتے ہیں کہ پھر وہ اسلام سے دور نہیں رہے۔ مدینہ واپسی پر خزرج والوں نے ان کو قتل

کر دیا تھا۔ یہ جنگِ بُعاث سے پہلے کی بات ہے۔ حضرت سوید بن صامت حضرت لقمان کی حکمتوں پر عمل کیا کرتے تھے۔ انصار میں جہالت کی عمومیت کے ساتھ کچھ تعلیم یافتہ لوگ بھی تھے۔ اس زمانے میں جو شخص عربی اور عبرانی میں خط و کتابت کر لیتا اور ساتھ ہی تیر اندازی اور تیراکی بھی کر سکتا، اس کو کلمہ اور کامل کا خطاب دیا جاتا تھا۔ چنانچہ جاہلیتِ قدیم میں دو شخص ان کمالات کے جامع ہوتے تھے۔ سوید بن صامت اور حضیر کتائب۔

ایاس بن معاذؓ

بنو عبدالاشہل کے چند آدمی خزرجیوں کے خلاف قریش کی مدد کرنے کے لیے مکہ آئے ان کے ساتھ ایاس بن معاذ بھی تھے جو اس وقت کم سن تھے۔ جب حضور ﷺ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو حضرت ایاس بول اُٹھے کہ ہم جس کام کے لیے آئے ہیں۔ یہ باتیں اس کام سے بہتر ہیں۔ ان کے ساتھ والے نہ مانے اور واپس ہو گئے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالہیثم بن التیہان وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے اور مرنے تک باز نہ رہے۔ ہم نے انھیں ان کی وفات تک کلمہ پڑھتے سنا۔ لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور ﷺ سے جو سنا اُس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔

طلحہ بن براءؓ

اسد الغابہ میں ہے کہ جب حضورِ اکرم ﷺ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو حضرت طلحہ بن براء جوان تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پاؤں چوم کر عرض کی کہ آپ ﷺ مجھ کو کوئی حکم دیں تو اس کی تکمیل میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ آپ ﷺ نے ہنس کر فرمایا: اچھا! اپنے باپ کو قتل کر دو۔ یہ چلنے لگے تو آپ ﷺ نے واپس بلا لیا اور فرمایا۔ میں قطعِ رحم کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا۔ اسی زمانے میں یہ بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے۔ یعنی یہ ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل علانیہ

اپنے اسلام کا ذکر کرتے تھے۔

عَمْرو بن جموعؓ

یہ بنی سلمہ کے سرداروں اور اشراف سے تھے۔ انھوں نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنایا تھا۔ یہ اس بت کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلمہ کے نوجوان جن میں ان کے بیٹے معاذ بن عمرو بھی شامل تھے، ان کے بت کو غلاظت میں پھینک دیا کرتے۔ صبح یہ اپنے بت کو صاف کر کے خوشبو لگاتے۔ آخر ایک دن انھوں نے اپنے بت کے گلے میں ایک تلوار لٹکا دی اور بت سے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ تمھارے ساتھ ایسا کون کرتا ہے؟ اس لیے تم اپنی حفاظت خود کرو۔ رات کو جب مسلمان لڑکے وہاں پہنچے تو انھوں نے تلوار کو اتار کر ایک مَرا ہوا کُتّا بت کے گلے میں ڈال کر بت کو کنویں میں پھینک دیا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمرو بن جموع مسلمان ہو گئے۔ ابنِ اثیر ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ بیعتِ عَقبہ اور بدر میں شریک تھے مگر ابنِ اسحاق نے ان کا شرکائے بدر میں ذکر نہیں کیا۔

ابودجانہ (سماک بن خرشہؓ)

حضرت ابودجانہ کا نام سماک بن خرشہ تھا۔ انھوں نے غزوۂ اُحُد میں حضورِ اکرم ﷺ کا دفاع کیا تھا۔ یہ دلیر صحابی تھے۔ ابنِ اثیر کہتے ہیں: حضور ﷺ نے غزوۂ اُحُد میں ان کو اپنی تلوار دے کر فرمایا کہ کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا۔ حضرت ابودجانہ نے عرض کی تھی کہ میں اس کو اس کے حق سے لوں گا۔ آپ ﷺ نے ان کو تلوار دے دی اور انھوں نے اس تلوار سے بہت سے مشرکین کے سر قلم کیے۔ اسد الغابہ میں ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھا مگر مودودی نے انھیں بیعتِ عَقبہ کُبریٰ کے بعد سعد بن عُبادہ اور منذر بن عمرو کے ساتھ مل کر بنی ساعدہ کے بت توڑنے کا واقعہ کا لکھا ہے۔ یہ واقعہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کا ہے۔ سعید انصاری اور طالب ہاشمی کے مطابق یہ ہجرت سے قبل مسلمان ہو چکے

تھے۔

حُذَیفہ بن یمانؓ

حضرت حذیفہ کے والدؓ مکّی تھے اور انھوں نے اپنے ہی علاقے میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا جس وجہ سے یہ مستقل طور پر مدینہ ہی میں رہنے لگے۔ وہاں بنی عبدالاشہل میں شادی کر لی اور حُذَیفہ پیدا ہوئے۔ یہ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہر آتے جاتے سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھتے تھے۔ پھر یہ ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں ہجرت اور نصرت کے درمیان اختیار دیا۔ انھوں نے نصرت کو اختیار کیا۔ یہ مہاجرین انصار میں شامل تھے۔ یہ ہجرت سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ عُقبہ کی کسی بیعت میں ان کی شمولیت ثابت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ان کے سوا کسی کو بھی منافقین کے حالات بتائے تھے اور یہ راز حُذَیفہ کسی کو نہیں بتاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی یہ عادت بن گئی تھی کہ جب کوئی فوت ہوتا تو حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے اگر وہ جنازے میں شریک ہوتے تو حضرت عمرؓ اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر حذیفہ جنازے میں شریک نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ بھی جنازہ میں نہ جاتے۔

عبداللہ بن عتیکؓ

حضرت عبداللہ بن عتیک خاندانِ سلمہ سے تھے۔ سِیَرُ الصحابہ میں لکھا ہے کہ یہ ہجرت سے قبل ایمان لائے تھے۔ اور ایک شخص ابو رافع لوگوں کو حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو چار آدمیوں پر امیر بنا کر ابو رافع کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ یہ وہاں پہنچے تو وہ سخت پہرہ میں قلعہ میں بند بیٹھا تھا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو باہر چھوڑا اور اکیلے ہی کسی نہ کسی طرح قلعے میں داخل ہو کر ابو رافع کو قتل کر آئے۔ جب ابو رافع کے مرنے کی تصدیق ہو گئی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوشخبری سنائی۔ اس دوران انھیں پیر پر چوٹ آ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کے پاؤں کو دستِ مبارک سے چھوا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

اَنَس بن نضرؓ

حضرت انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت انس بن نضر حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن کسی بیعت میں ان کی شمولیت نہیں ہوئی۔ سعید انصاری نے انھیں ۱۲ افراد والی بیعتِ عُقبہ اولیٰ میں شامل کیا ہے جو غلط ہے۔ ابنِ سعد نے ان کا تذکرہ لکھا مگر بیعتِ عُقبہ میں شمولیت کا نہیں لکھا۔

کعب بن عَمْروؓ

مصباح الدین شکیل نے لکھا کہ حضرت عُبادہ بن صامت بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں نقیب مقرر ہوئے تھے اور وہاں سے واپس مدینہ جا کر انھوں نے اپنی والدہ قرۃ العین اور اپنے دوست حضرت کعب بن عمروؓ کو مسلمان کیا۔

مالک بن سنانؓ

سِیَرُ الصحابہ میں ہے کہ مدینہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ بیعتِ عَقَبہ سے جاری تھا۔ خود انصار توحید کا پیغام اپنے قبیلوں تک بھی پہنچاتے تھے۔ حضرت مالک بن سنان نے اسی زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔

امہ بنتِ فارسیہؓ

حضرت سلمان فارسی مدینہ کی بستی میں حضور ﷺ کے قیام کے دوران مسلمان ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ پہلی بار مدینہ پہنچے تو اس وقت ایک اصفہانی خاتون حضرت امہ بنتِ فارسیہ کو دیکھا جو اُن سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔

اُمِ حسن بنتِ زیدؓ

یہ حضرت ابو ایوب کی بیوی تھیں اور اپنے خاوند کی طرح ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں: جب حضور ﷺ نے مدینہ پہنچ کر ان کے مکان میں نیچے کی منزل پر رہائش اختیار کی تو یہ بالائی منزل پر اپنے خاوند کے ساتھ تمام رات ایک کونے میں سُکڑ کر بیٹھی رہیں اور تمام رات پریشان رہیں۔ صبح حضور ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور خود بالائی منزل پر رہنے لگے۔

رباب بنتِ کعب انصاریہؓ

''تذکارِ صحابیاتؓ'' میں ہے کہ حضرت رباب اور ان کے خاوند حسیل الیمان ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ حُذَیفہ بن حسیل الیمان کی والدہ تھیں۔

اُمِ حرام بنتِ ملحانؓ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت اُمِ حرامؓ ان کے بہن بھائیوں اور خاوند عمرو بن قیس اور بیٹے قیس بن عمرو نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی اور اس گھرانے کے سارے مردوں اور عورتوں نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا۔

اُمِ سُلَیم بنتِ ملحانؓ

یہ حضرت اُمِ حرام بنتِ ملحان کی بہن تھیں۔ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنے بیٹے انَس بن مالک کو آپ ﷺ کی غلامی میں دے دیا تھا۔

ہند بنت عمرو بن حرامؓ

یہ حضرت عمرو بن جموع کی بیوی تھیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے معاذ بن عمرو کے ساتھ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ معاذ بیعتِ عَقَبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔

کبشہ بنتِ رافعؓ

یہ حضرت سعد بن معاذ کی والدہ ہیں۔ تمام اہلِ سِیَر کا اتفاق ہے کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے اسلام لائیں۔

قُرّۃ العین بنتِ عُبادہؓ

یہ حضرت عُبادہ بن صامت کی والدہ تھیں جو تمام بیعتوں میں شریک تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو سب سے پہلے اپنی والدہ کے سامنے اسلام پیش کیا اور وہ فوراً مسلمان ہو گئیں۔

شموس بنتِ نعمان انصاریہؓ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جب مسجدِ قُبا تعمیر کی جا رہی تھی تو یہ حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ کہتی ہیں کہ مسجدِ قُبا کی تعمیر میں حضور ﷺ نے کبھی چھوٹے اور کبھی بھاری پتھر اُٹھائے۔

ربیع بنتِ معوّذ انصاریہؓ

حضرت ربیع بنتِ معوذ کے والد اور چچا معوّذ، معاذ اور عوف تینوں بھائی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور حضرت ربیع بنتِ معوذ بھی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں۔ اور جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خیر مقدمی ترانے گانے والیوں میں حضرت ربیع بھی شامل تھیں۔

خلیدہ بنتِ قیسؓ

یہ حضرت براء بن مُعرُور کی بیوی تھیں۔ ان کے بیٹے اور شوہر بیعتِ عَقَبۂ کبریٰ میں شریک تھے۔ حضرت براء بن معرور نے حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے ایک ماہ پہلے

وفات پائی۔ حضرت خلیدہ بنتِ قیس نے بھی حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

مکیلہ بنتِ مالکؓ

تذکارِ صحابیات میں ہے کہ یہ حضرت امِ سلیم بنتِ ملحان اور حضرت امِ حرام بنتِ ملحان کی والدہ تھیں اور خیال ہے کہ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے کچھ عرصہ پہلے اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔

مہاجرین انصار

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انصار کی محبت کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے حضور رسولِ اکرم ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دینے کا عہد کیا اور آخر تک اس کو نبھایا۔ اور اپنے ہر عمل میں خوشنودئ سرکار ﷺ کو مقدم سمجھا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ کے بُرے سے بُرے حالات میں بھی مسلمانوں کو صبر واستقامت کی تلقین فرمائی اور جب مہاجرین کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو بھی خود مکہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر جب مکہ سے جانا ضروری ٹھہرا تو صرف مدینہ کو ہجرت کے لیے چُنا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینۂ طیبہ اور انصار سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انصار کی اس محبت کو حضور ﷺ کی طرف سے یوں پذیرائی ملی کہ آپ نے اپنی جنم بھُومی (مکہ مکرمہ) کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہ کر یثرب کو مدینۃ النبی (ﷺ) بنا دیا اور قیامت تک کے لیے اس پاک سرزمین کو حُرمت وعزمت وتکریم کے لائق بنا دیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں آکر مہاجرین وانصار میں مواخات قائم کی تو اپنے آپ کو مہاجرین میں نہیں، انصار میں شامل فرمایا۔ اور کسی مدنی کے ساتھ نہیں، حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ کے ساتھ اپنی مواخات کا اعلان فرمایا۔ جب اسعد بن زُرارہؓ انتقال فرما گئے تو حضور ﷺ نے ان کی جگہ بنونجّار کا نقیب کسی اور کو نہیں بنایا، ------ فرمایا، میں بنونجّار کا نقیب ہوں۔ یہ تمام نقیب انصاری تھے۔ اس طرح حضور ﷺ "نقیب النقبا" بھی تھے۔

غزوۂ حُنین کے بعد سارا مالِ غنیمت مہاجرین میں تقسیم فرما کر آپ ﷺ نے اپنا

وزن اہلِ مدینہ کے پلڑے میں ڈالا اور اس طرح انھیں دنیا اور آخرت میں سربلند فرما دیا۔
فتحِ مکہ کہ بعد جب یہ سوال اٹھا کہ کہیں حضور ﷺ مکہ مکرمہ ہی کو دوبارہ اپنے قیام کے لیے پسند تو نہیں فرمالیں گے؟ آپ ﷺ نے واضح طور پر مدینۂ منورہ ہی کو یہ عزت دیے رکھنے کا اعلان فرمایا۔ قیامت کے دن بھی حضور ﷺ مدینہ منورہ کے اہلِ محبت اہلِ ایمان کے جلو میں جلوہ گر ہوں گے۔

اس طرح آقا حضور ﷺ نے اس سرزمینِ پاک کو عزتیں، عظمتیں عطا فرمادیں اور انصار سے اپنے محبتوں، شفقتوں کو دوام عطا فرمایا۔

انصارِ مدینہ کی عقیدت و ارادت کے مظاہر بھی تاریخ کے صفحات پر کندہ و منقوش ہیں۔ ان بے شمار صورتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ جب انصار کو یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہمیشہ کے لیے ہمارے پاس مدینہ آنے والے ہیں تو ان انصار صحابہ میں سے چند افراد نے یہ خواہش کہ وہ بھی ہجرت کا ثواب حاصل کریں چنانچہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ پہنچے اور آپ ﷺ سے باقاعدہ ہجرت کی اجازت حاصل کی اور واپس اپنے علاقے کی طرف ہجرت کی۔ انھوں نے ایسا صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر کیا۔ اِس طرح ان انصار صحابہ نے ہجرت کا ثواب تو حاصل کیا لیکن اندازہ لگایا جا سکتا ہے ان کے اس معصوم عمل سے حضورِ اکرم ﷺ کس قدر خوش ہوئے ہوں گے۔

ابنِ سعد اور ابنِ اثیر نے لکھا کہ انصار کے ایک گروہ نے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی اور واپس مدینہ چلے گئے تھے۔ جب اولین مہاجرینِ مکہ قبا پہنچے تو یہ انصار واپس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ گئے اور آپ ﷺ کے مکی صحابۂ کرام کے ساتھ مل کر ہجرت کی اس وجہ سے انھیں مہاجرین انصار کہا جاتا

ہے۔ اہلِ سِیَر اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکرؓ (یا زیادہ سے زیادہ حضرت عامر بن فُہیرہؓ) آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اس لیے ابنِ سعد کی یہ بات درست ہے کہ یہ انصار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تھے۔ جب ان صحابہ کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو اس سے مراد یہی ہے کہ جب ان لوگوں کو یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ مدینۂ طیبہ تشریف لانے والے ہیں تو وہ پہلے مکہ آئے اور وہاں سے آپ ﷺ کے حکم سے مدینہ ہجرت کی۔ اور جو انصار صحابہ مدینہ سے مکہ جا کر آباد ہو چکے تھے، وہ بھی مدینہ ہجرت کر گئے۔ ان مہاجرین انصار کا ذکر مندرجہ ذیل کیا جارہا ہے۔

ذکوان بن عبدِ قیسؓ

حضرت ذکوان بن عبدِ قیس ان صحابہ میں شامل ہیں جن کو مہاجر انصار کہا جاتا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ آئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو وہ بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ اس کے علاوہ یہ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ اور کُبریٰ دونوں میں شامل تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ کے افرد میں کیا گیا ہے۔

عبّاس بن عُبادہؓ

حضرت عباس بن عُبادہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر اپنے علاقہ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ ہجرت کی اور اس وقت تک مکہ میں ٹھہرے رہے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے ہجرت نہ فرمائی۔ جب آپ ﷺ مدینہ چلے گئے تو یہ بھی مکہ کو چھوڑ کر واپس مدینہ چلے گئے۔ یہ عَقَبۂ اولیٰ اور کُبریٰ دونوں میں شریک تھے۔ بلکہ انھوں نے عَقَبۂ کُبریٰ کے موقع پر کچھ الفاظ بھی کہے جو سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کا ذکر

بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں کیا جا رہا ہے۔

زیاد بن لبیدؓ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ انصارِ خزرجی بیاضی ہیں ان کی کُنیت ابو عبد اللہ ہے۔ حضرت زیاد بن لبید بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ میں شامل تھے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں' یہ اسلام لائے تو انھوں نے حضرت فروہ بن عمروؓ کے ساتھ مل کر بنی بیاضہ کے بُت توڑے تھے۔

ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے اور ہجرت تک وہیں رہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو یہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ اس وجہ سے انھیں مہاجر انصار کہتے ہیں۔ یہ بیعتِ عَقَبہ کے علاوہ بدر و اُحُد و خندق اور تمام غزوات میں شامل تھے۔ عُروہ بن زُبیر نے بھی انھیں بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں شریک لکھا ہے۔ اور بیعتِ عَقَبہ کُبریٰ کی فہرست میں سب نے انھیں شامل تسلیم کیا ہے۔

عقبہ بن وہبؓ

حضرت عقبہ بن وہب بن کلدہ عَقَبۂ اولیٰ اور عقبہ آخرہ میں اور بدر میں شریک تھے۔ ابنِ اسحاق نے لکھا ہے کہ یہ انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے اور پھر وہیں مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی تو یہ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ اس لیے انھیں عقبی مہاجری انصاری کہا جاتا ہے۔

ابنِ سعد بھی لکھتے ہیں کہ سب کی روایت ہے کہ یہ دونوں عَقَبہ میں حاضر ہوئے تھے اور غزوۂ اُحُد کے دن انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں ایک دوسری روایت میں یہ ابو عبیدہ بن الجراح نے کھینچی تھیں جس وجہ سے ان کے سامنے کے

دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

حُذَیفہ بن یمانؓ

حضرت حُذَیفہ بن یمان ان صحابہ میں شامل ہیں جنھوں نے مدینہ سے مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ہجرت کی تھی۔ ان کا تفصیلی ذکر ہجرت سے قبل مسلمان ہونے والے صحابہ وصحابیات میں کیا جا چکا ہے۔

شہناز کوثر کی کتابیں

1- قوسِ قزح (اسلامی موضوعات پر دھنک رنگ مضامین کا مجموعہ) ۱۹۹۰ـ صفحات ۱۹۲

2- حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت ۱۹۹۱ـ صفحات ۳۱۲

3- حضور ﷺ کا بچپن ۱۹۹۲ـ صفحات ۳۵۲

4- حضور ﷺ کی معاشی زندگی ۱۹۹۳ـ صفحات ۱۷۶

5- ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ ۱۹۹۵ـ صفحات ۱۱۳

6- حضور ﷺ کی مکّی زندگی کے مسلمان ۱۹۹۸ـ صفحات ۱۲۰

(مندرجہ بالا چھے کتابوں پر ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۶ اور ۱۹۹۹ کی قومی سیرت کانفرنسوں میں صدارتی ایوارڈ ملے)

7- سیرتِ پاک (۱ سے ۴۰ سال تک) ۱۹۹۳ـ صفحات ۳۶۶

8- حضور ﷺ اور مکہ مکرمہ ۱۴۱۵ھ ـ صفحات ۱۴۴

9- ہجرتِ حبشہ ۱۹۹۷ـ صفحات ۱۱۲

10- حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین ۱۴۱۴ھ ـ صفحات ۲۳۲

11- دربارِ رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ صحابیاتؓ ۱۹۹۶ـ صفحات ۱۱۲

12- دربارِ رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ صحابہؓ ۱۹۹۹ـ صفحات ۱۱۲

13- بیعتِ عقبہ ۲۰۰۰ـ صفحات ۱۴۴

ناشر

اختر کتاب گھر

5- حسن چیمبر ـ عقب مزار قطب الدین ایبک ـ نیوانارکلی لاہور فون: 7230001

نُقطہ نظر

(اہلِ سُنّت و جماعت کے جلیل القدر مفکّر اور محقّق ڈاکٹر پروفیسر نور احمد شاہتاز نے اپنے علمی و تحقیقی مجلے ''فقہِ اسلامی'' کی جنوری فروری ۲۰۰۱ کی اشاعت کے اداریے میں ''محافلِ نعت'' کے بارے میں کچھ سوالات اُٹھائے ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر قارئینِ ''نعت'' کی نذر ہے:

''محافلِ نعت' یا سنجیدہ علمی مجالس کے خلاف سازش''

کچھ عرصہ سے اہلِ سنت کے ایک مخصوص حلقہ میں محافلِ نعت کے انعقاد پر بڑا زور ہے اور زرِ کثیر صرف کر کے بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی شاہراہوں پر محافلِ نعت سجانے کا رواج جڑ پکڑ رہا ہے۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے اور نعت کہنے سے کسے اختلاف و انکار ہو سکتا ہے مگر جب کوئی عمل حد اعتدال سے تجاوز کرنے لگے تو قوم کے دماغوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں، سوچیں اور فیصلہ کریں کہ اعتدال کی حد عبور کرنے کے اس عمل کے پیچھے کوئی خفیہ سازش تو کام نہیں کر رہی؟

اہلِ سنت کا جو طبقہ محافلِ نعت کے اس نہج پر انعقاد کا پرجوش حامی ہے، غور کیا جائے، ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور جذباتیت کا شکار ہونے سے خود کو بچاتے ہوئے تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ جُہلاء پر مشتمل ہے۔ علماء نے کبھی بھی اس طرح محافلِ نعت و مولود کو نہیں سراہا کہ پوری قوم محافلِ وعظ کو بھلا کر پوری طرح نعت خوانی میں جُت جائے۔ ایسی مثال نہ متقدّمین کے دور میں پیش کی جا سکتی ہے اور نہ متأخّرین کے دور سے۔ حالانکہ ہر دو ادوار میں ممتاز نعت گو علماء و شعراء موجود رہے ہیں۔ اور تو اور شاعری میں صنفِ نعت کو حیاتِ نو عطا کرنے والی برِّصغیر کی ممتاز علمی شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے بھی اپنے دور میں محافلِ نعت کو حدِ اعتدال میں رکھا اور عوام کو علم و عمل ہی کی طرف راغب کیا۔ آپ کی سوانح حیات کے اوراق پر نظر ڈالی جائے تو آپ کہیں بھی محافلِ نعت میں تمام رات یا گھنٹوں بیٹھے دکھائی نہیں دیتے۔ ہاں وعظ و تذکیر اور فقہ و فتاویٰ کے کام میں آپ کے شب و روز ضرور بسر ہوتے نظر آتے ہیں۔

اہلِ سنت کا یہ طبقہ جو محافلِ نعت کی سرپرستی کرتا نظر آرہا ہے بظاہر بڑا خوشنما کام کر رہا ہے مگر سوچیے اس کی اس جدّوجُہد سے عام سُنی شخص کی معلومات میں دین کے حوالہ سے کسی قسم کی معلومات کا اضافہ ہو رہا ہے..........؟

اس وقت پاکستان میں آباد مسلمانوں میں دین کی فہم کے اعتبار سے اگر کوئی کمزور ترین طبقہ ہے تو وہ یہی ہے جسے محافلِ نعت میں لگا کر فہمِ دین سے مزید دور کیا جا رہا ہے۔ ہر فرقے اور ہر طبقے کے قائدین اپنے افراد کی دین فہمی کے سلسلہ میں منظم منصوبہ سازی کر کے ایسی محافل، دروس، سیمینارز، تربیتی کیمپس اور تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کرتے ہیں جن میں ان کی ذہنی تربیت کی جاتی ہے انھیں دین کا عمیق مطالعہ کرایا جاتا ہے اور مختلف کورسز کے ذریعہ نوجوانوں کو لادینی عناصر سے گفتگو کر کے انھیں قائل کرنے کے قابل اور فریق مخالف پر برتری کے لائق بنایا جاتا ہے مگر ہم صرف نعتیں اور قوالیاں سنا کر عشقِ رسول (ﷺ) اور محبتِ مصطفیٰ (ﷺ) اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور وہ بھی اجاگر نہیں ہو پاتی۔ اس لئے کہ حُبِ مصطفیٰ (ﷺ) اور عشقِ رسول (ﷺ) کا تقاضا یہ ہے کہ قول وفعل کا تضاد دور ہو، عادات واطوار بدلیں۔ اخلاقی جرأت پیدا ہو، بدعنوانی ختم ہو، برائی قریب نہ پھٹکنے پائے، ہوئی کا غلبہ اور زہد کا ملکہ ہو، معاشرہ اعلیٰ انسانی قدروں کا گہوارہ بن جائے، مگر کیا سوادِ اعظم کی دعویدار اَن پڑھ سُنی اکثریت نے یہ تمام اعلیٰ قدریں اپنے اندر پیدا کر لی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس ملک کو اس اکثریت کے اس اخلاقی انقلاب کا عملی نمونہ ہونا چاہیے جبکہ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ ہر شخص کرب میں مبتلا اور ہر فرد معاشرہ کا ستم رسیدہ انسان نظر آتا ہے۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سُنی قیادت مل بیٹھ کر اپنی قوم کی علمی بے بضاعتی اور فکری کم مائیگی کو دور کرنے کی تدبیر کرے اور محافلِ نعت کے عظیم اجتماعات کو جس قدر جلد ممکن ہو "محافلِ فکر وتذکیر" میں بدلنے کی سعی کرے ورنہ اگر کچھ عرصہ مزید عوام کو اس جاہل ٹولے کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا جسے محفلِ نعت کا اسٹیج خوب راس آتا ہے، تو پھر ان کو علم وفہمِ دین کی مجالس کی طرف پلٹانا اور اپنے اسلاف واکابر کے نہج پر چلانا کسی کے بس میں نہ رہے گا۔"

☆☆☆☆☆

اخبارِ نعت

خطباتِ سیرت

☆ محبتِ رسول ﷺ کے حوالے سے اگست ۱۹۹۹ سے جاری راجا رشید محمود (مدیرِ نعت) کے ماہانہ خطباتِ سیرت کا سلسلہ قائدِ اعظم لائبریری، باغ جناح لاہور میں باقاعدگی سے جاری ہے۔ ۱۹واں اجلاس ۱۷ مارچ ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ مدیرِ نعت نے فروری کے اجلاس میں اعلان کیا تھا کہ مارچ کا مہینا شہیدانِ ناموسِ رسالت کا مہینا ہے، اس لیے سیرۃ النبی ﷺ کے سال وار بیان کو روک کر ۱۹ ویں اجلاس میں کچھ محافظانِ حرمتِ سرکار ﷺ کا ذکر ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے مارچ کے مہینے میں شہادت پانے والے غازی محمد صدیق شہید، غازی عبداللہ خاں شہید، غازی امیر احمد شہید اور غازی عبدالقیوم شہید (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی زندگیوں، کارناموں اور ان کی استقامت و پامردی کے واقعات بیان کیے۔ انھوں نے ۱۲۔ اپریل کے دن تختۂ دار کو چومنے والے غازی میاں محمد شہیدؒ کا اس حوالے سے ذکر کیا کہ مارچ کا مہینا انھوں نے پھانسی کی کوٹھڑی میں گزارا تھا۔

مدیرِ نعت نے کہا کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی دراصل اقلیتوں کے حقوق کی محافظ ہے۔ اس کی موجودگی اور اس پر بہ دل عملدرآمد کی صورت میں کوئی شخص قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور اس کے ذریعے صرف حضورِ اکرم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرنے والے ہی کو سزا مل سکے گی، کسی پر جھوٹا الزام لگا کر اسے قتل کرنا یا معاشرے میں ذلیل کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ اگر ایسا قانون ہوتا تو شہیدانِ ناموسِ رسالت خود توہینِ رسول ﷺ کرنے والے کو سزا نہ دیتے...... کیونکہ اسلامی قوانین کی رو سے حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا تو قتل کے سوا کچھ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کی اقلیتوں کو اس دفعہ کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے۔

مدیرِ نعت نے لاہور کے دو جیالوں، غازی عبداللہ خانؒ اور غازی امیر احمدؒ کے کارنامے کا ذکر کیا تو مجلسِ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے کنوینر سید اویس علی سہروردی (مدیر "سہرورد" لاہور) نے وضاحتی گفتگو میں بتایا کہ اویس صاحب کے مُرشد صوفی نذیر احمد غوری بھی کلکتہ کے بھولا ناتھ سین کو جہنم واصل کرنے کے پروگرام میں دونوں غازیوں کے ساتھ مشورے میں شریک تھے۔

تقریب کے مہمانِ خصوصی سید شفیق حسین بخاری، سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف پنجاب نے کہا کہ راجا رشید محمود کے خطباتِ سیرت کی بنیاد محبتِ رسول ﷺ پر ہے اور وہ واقعاتِ سیرت کو تحقیق و تفحص کی کسوٹی پر پرکھ کر دلائل و براہین کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ اجلاس میں محمد ثناء اللہ بٹ، سید نوید قمر، محمد ارشد قادری اور ڈاکٹر منور حسین نے نعت خوانی کی۔ بٹ صاحب نے راجا صاحب کی کتاب "نعتاں دی اَڈّی" کی ایک پنجابی نعت اور ڈاکٹر منور حسین نے راجا صاحب کے نویں مجموعۂ نعت "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کی ایک نعت پڑھی۔ سید نوید قمر نے تلاوتِ قرآنِ مجید سے ایک سماں باندھ دیا۔

> آئندہ (۲۰واں) اجلاس ۱۴ اپریل کو ساڑھے تین بجے شروع ہوگا، اور ان شاء اللہ ٹھیک ساڑھے پانچ بجے ختم ہوگا۔

متفرقات

1- ۲ مارچ (جمعہ) کو بعد نمازِ عشا پنجتن پاکؑ کی یاد میں، چودھری محمد طفیل بسرا مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے قمر ریاض حسین بسرا ایڈووکیٹ کے ہاں (کریم پارک، راوی روڈ) محفلِ نعت ہوئی جس میں محمد ارشد قادری، [illegible] حسین ہاشمی اور کرم الٰہی نے نعتیں اور مناقب پڑھے۔ مدیرِ نعت نے دُعا کرائی۔

2- ۱۲ ذی الحجہ / ۸ [illegible] کو ایوانِ درود و سلام کے زیرِ اہتمام ۱۳۰واں ماہانہ حلقۂ درود پاک جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا، اپر مال لاہور میں ہوا۔ حسبِ روایت مجلس بعد نمازِ عصر شروع ہوئی۔ پہلے خاموشی سے درود پاک پڑھا گیا۔ بعد میں محمد ثناء اللہ بٹ نے نعت خوانی کی۔ محمد نواز قاسم نے تلاوت بھی کی اور درود پاک کے موضوع پر گفتگو بھی۔ حافظ قاری محمد عمر نے دُعا کرائی۔ ایوانِ درود و سلام کے بانی راجا رشید محمود نے نظامت کی۔

3- ۱۶ مارچ کو واپڈا فلیٹس، کشمیر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں شیخ عنایت اللہ کے ہاں حلقۂ ذکر و نعت قائم ہوا۔ جس میں مدیرِ نعت نے گفتگو کی اور نعت سنائی۔ شیخ عنایت اللہ ۱۹۹۷ میں مدیرِ نعت کے ساتھ مدینہ منورہ گئے اور وہاں کی محفلوں میں بھی نعت خوانی کی سعادت حاصل کرتے رہے تھے۔ حلقۂ ذکر و نعت میں انھوں نے مدیرِ نعت کی ایک پنجابی نعت سنائی۔

4- ۱۸ مارچ کو سید اویس علی سہروردی کے ہاں سمن آباد میں محفلِ ذکر و نعت ہوئی جس میں محمد ثناء اللہ بٹ، اکرام قادری، سید نوید قمر نے نعتیں سنائیں۔ کرنل ڈاکٹر راجا محمد یوسف قادری، سید قاسم محمود، مظہر سلیم مجوکہ، ظہور الدین خاں اور دیگر کئی صاحبانِ علم کے علاوہ مدیرِ نعت نے بھی شرکت کی۔

5- ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ کو غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے ربِّ کریم اور اس کے محبوبِ کریم (ﷺ) سے جا ملے تھے۔ ہزارہ کے اس جوانمرد نے کراچی میں نتھو رام کو سرِ عدالت جہنم رسید کیا تھا۔ غازی عبدالقیوم شہیدؒ کی یاد میں مدیرِ نعت کے ہاں ایک محدود محفلِ درودِ پاک ہوئی۔

6- ۲۰ مارچ کو قمر ریاض حسین بسرا ایڈووکیٹ کے دفتر میں "عیدِ مباہلہ" کے سلسلے میں ایک تقریب ہوئی جس میں وکلا نے تلاوت، نعت خوانی اور گفتگو کی سعادتیں حاصل کیں۔ مدیرِ نعت نے دُعا کرائی۔

7- ۲۲ مارچ کو گیارہ بجے شالامار ٹاؤن میں فضل ماڈل سکول کی تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب مدیرِ نعت کی صدارت میں ہوئی جس میں عاصم عبید سہروردی نے نعت پڑھی۔ پروفیسر حافظ محمد مدثر اعوان نے کمپیئرنگ کی۔ مدیرِ نعت نے علم، تعلیم اور تربیت کی اہمیت پر گفتگو کی اور پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات میں انعامات تقسیم کیے۔

8- ۲۴ مارچ کو بعد نمازِ مغرب سرور بھٹی (باہُو فلمز) کے ہاں (سمن آباد) ۸۴ویں ماہانہ محفلِ ذکر و نعت منعقد ہوئی جس میں محمد اشرف چشتی، سعید صابری، صاحبزادہ محمد متقی، صاحبزادہ محمد باہو اور دیگر حضرات نے نعت خوانی کی۔ سرور بھٹی نے سورہ البقرہ کے دوسرے رکوع کے ترجمے اور تشریح کی سعادت حاصل کی۔ محمد دین (ڈویژنل انجینئر ٹیلی فون ایکسچینج گلبرگ) مہمانِ خصوصی تھے۔ مدیرِ نعت سے حضرت فاروقِ اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کی منقبتیں سنی گئیں۔

☆☆☆☆☆

	۲۰۰۰ کے خاص نمبر		۲۰۰۱ کے خاص نمبر
جنوری	اعزاز یافتہ صحابہؓ	جنوری	مفتی غلام سرور لاہوری کی نعت
فروری	موجِ نور	فروری	فردیاتِ نعت
مارچ	سرزمینِ محبت	مارچ	تضامینِ نعت
اپریل	ہمارے حضور ﷺ کی زندگی	اپریل	بیعتِ عقبہ
مئی	شعبِ ابی طالب	مئی	نعت
جون جولائی	نور نبی ﷺ دیاں کرناں	جون	ظفر علی خاں کی نعت
اگست	نعت ہی نعت (اوّل حصہ)	جولائی	ساڈے آقا سائیں ﷺ
ستمبر اکتوبر	تحقیق/سرقہ	اگست	سلامِ ارادت
نومبر	حرفِ نعت		
[illegible]	سندھ کے نعت گو		

اظہر محمود کی تصانیف/تالیفات

1- حضور ﷺ کے سیاہ فام رُفقا (۱۹۹۳)

2- سرکار ﷺ دی سیرت: سال وار (۱۹۹۵)

(۱۹۹۶ میں اس کتاب کو صدارتی ایوارڈ ملا)

3- حضور ﷺ داویریاں نال سلوک (۱۹۹۶)

4- سرکار ﷺ دی جنگی زندگی (۱۹۹۸)

(۱۹۹۹ میں اس کتاب پر مصنف کو صدارتی ایوارڈ دیا گیا)

5- نور نبی ﷺ دیاں کرناں (۲۰۰۰)

راجا اختر محمود کی مطبوعہ کاوشیں

1- مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے (بچوں کے لیے) (۱۴۱۵ھ)

2- ہُوا یہ کہ...... (بچوں کے لیے) (۱۹۹۶)

(۱۹۹۷ میں اس کتاب پر مصنف کو صدارتی ایوارڈ ملا)

3- ہمارے حضور ﷺ کی زندگی (بچوں کے لیے) (۱۹۹۹)

شخصی تصاویر سے مزیّن اولین "نعت نمبر" کے بارے میں ایک رائے

''ماہنامہ ''نعت'' میں ماہنامہ بیاض لاہور کے نعت نمبر پر خوب تنقیدی تبصرہ شائع تو کر دیا گیا لیکن تبصرہ نگار پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب ''بیاض'' کا ایڈریس عمداً نظر انداز کر گئے ہیں کہ قارئین خریدنے سے قاصر رہیں۔ کسی کے کام میں روڑے اٹکانا ناپسندیدہ فعل ہے۔ ہر قاری کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے۔ ان کو تصاویر ناپسند ہیں تو رہیں۔ جن کو پسند ہیں اُن کو تو خریدنے دیں۔''

محمد یونس ولد صوفی محمد شریف نوشاہی۔ محلہ مغلپورہ، جلالپور روڈ۔ حافظ آباد

خانوادۂ راجا غلام محمدؒ کے اعزازات

صدارتی ایوارڈ:

(1) ۱۹۸۸ میں "نعتاں دی اَتّی" پر راجا رشید محمود کو

(2) ۱۹۹۱ میں "قوسِ قُزح" پر شہناز کوثر کو

(3) ۱۹۹۲ میں "حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت" پر شہناز کوثر کو

(4) ۱۹۹۳ میں "حضور ﷺ کا بچپن" پر شہناز کوثر کو

(5) ۱۹۹۴ میں "حضور ﷺ کی معاشی زندگی" پر شہناز کوثر کو۔

(6) ۱۹۹۶ میں "سرکار ﷺ دی سیرت" پر اظہر محمود کو

(7) ۱۹۹۶ میں "ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ" پر شہناز کوثر کو

(8) ۱۹۹۷ میں نعت کے سلسلے میں گرانقدر تحقیقی کام کرنے پر
راجا رشید محمود کو

(9) ۱۹۹۷ میں "ہُوا یہ کہ......" پر راجا اختر محمود کو

(10) ۱۹۹۹ میں "حضور ﷺ کی مکّی زندگی کے مسلمان" پر شہناز کوثر کو

(11) ۱۹۹۹ میں "سرکار ﷺ دی جنگی زندگی" پر اظہر محمود کو

سیرت ایوارڈ:

(1) ۱۹۹۹ میں صوبائی سیرت کانفرنس منعقدہ لاہور میں راجا رشید محمود کو

(2) ۱۹۹۹ میں صوبائی سیرت کانفرنس میں اظہر محمود کو

نعت ایوارڈ:

۱۹۸۵، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵ کے نعت ایوارڈ راجا رشید محمود کو

نشانِ سپاس:

(1) ۱۹۷۰ میں قومی زبان کے لیے نمایاں خدمات پر راجا رشید محمود کو

(2) ۱۹۹۶ میں ماہنامہ "نعت" کے آٹھ سال مکمل ہونے پر
راجا رشید محمود کو

حرفِ استحسان:

۱۹۹۸ میں ماہنامہ "نعت" کے دس سال مکمل ہونے پر
راجا رشید محمود کو